بعون صناع مکین و مکان فضیل خلاق زمین و زمان
گل نو دمیدۂ خیابان طریقت و عرفان سرو آبسال حقیقت
و ایقان شمع شبستان معرفت آفتاب عالمتاب
سہرا ہبت خضر طریق ارادت موسوم بہ
عین الولایت
لراح الہدایت
مصنفہ صوفی بے ریا مقبول بارگاہ کبریا
حضرت محمد عزیز اللہ شاہ معروف بہ منشی ولایت علی خانصاحب
متخلص بہ عزیز در ذکر حضرات خانوادہ چشتیہ قدس سرہم۔
مطبع (راجہ) رام کمار وارث مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست کتاب عین الولایت مع سنہ وفات و مادہ تاریخ و مدفن

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بہ عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
گل نو دمیدہ خیابان طریقت و عرفان سرو آبسال حقیقت
و ایقان شمع شبستان معرفت آفتاب عالمتاب
سہرا بہشت خضر طریق ارادت موسوم بہ
عین الولایت
لراح الہدایت
مصنفہ صوفی بے ریا مقبول بارگاہ کبریا
حضرت محمد عزیز اللہ شاہ معروف بہ منشی ولایت علی خانصاحب
متخلص بہ عزیز در ذکر حضرات خانوادہ چشتیہ قدس سرہم۔
مطبع (راجہ) رام کمار وارث مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

 سنہ ۱۹۵۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلے علی نبینا محمد وآلہ واصحابہ الکریم

حمد بحد اُس نور محض اور ہستی بحت کو جسنے اپنی ذات پاک کو صورت محمدی مین ظاہر فرمایا اور آدم علیہ السلام کو آئینہ اور حکم محکم تخلقوا باخلاق اللہ کو صیقل بنایا سچ ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ؎ گر نبودی ذات حق اندر وجود ٭ آب وگل را کے ملک کردی سجود ٭ پس توحید دو قسم پر ہے توحید علمی اور توحید عینی علمی تو یہی جو بیان مین آئی اور عینی یہ کہ سالک طریقۂ ریاضت کو اختیار کرے اور تزکیۂ نفس کے بعد دل کی آنکھون سے جسکو بصیرت کہتے ہین مراتب وحدت کو اپنے وجود مین دیکھے اور اسیکو مشاہدہ اور معائنہ کہتے ہین اور ہندی زبان مین سوجھ بوجھ بھی بولتے ہین ؎ پس بصورت عالم صغرے توئی ٭ پس بمعنے عالم کبرے توئی ٭ اور سالک جب اس مقام پر پہونچتا ہے تو سوا ایک وجود کے کسی شئے کو موجود نہین دیکھتا اور تغیرات مظاہر جو ساعت بساعت ہزارون نیرنگیون سے ظاہر ہوتے رہتے ہین اور تجدد امثال انھیں کا

نام ہے اُسکی چشم خدابین مین حاجت نہیں ہوتی یھدی اللہ لنورہٖ من یشآء راہ دکھلاتا ہے اللہ اپنے نور کی جسکو چاہتا ہے رباعی گفتم صنما گر تو جانان منی ؎ اکنون کہ نگاہ مے کنم جان منی ؎ مرتد گردم اگر زمن در گذری ؎ اے جان جہان تو کفر و ایمان منی ؎ قربان اُس مرشد برحق پر جسنے یہ نکتہ بتلایا اور اپنا جمال جہان آرا دکھلایا اور ایسا دل پر جایا کہ کچھ اور نظر نہ آیا اور جب تک اُس عین حقیقت نے یہ بھید نہ بتایا کچھ پتا نہ پایا الراقم حق نے مجھے دکھائی خادم صفی کی صورت ؎ بے شک ہے سب خدائی خادم صفی کی صورت ؎ سبحان اللہ کیسا مرشد برحق نور مطلق فرشتہ خو بہشتی رو بات بات اُسکی جانخراش زخم پنہان پر نمک پاش آشنائے بے رنج اداشناس نکتہ سنج شگفتہ پیشانی بانی مہربانی نورانی جمال روحانی کمال روشن ضمیر پوزش پذیر مست الست حقیقت پرست شمع ہر تاریکی موشگاف ہر باریکی والی مراتب والا نہایت محبت والا گلفام نازک اندام زیبا روش پاکیزہ منش رافت کیش ظرافت اندیش برہمزن نیرنگی پردہ کشائے بیرنگی رند خرابات مظہر کرامات عشق مشرب آشتی مذہب قبلۂ حاجات محراب مناجات جامہ زیب دلفریب صورت رعنائی معنے زیبائی کج کلاہ جادو نگاہ مستانہ خرام غارت گر آرام کعبہ دیدار مصحف گفتار ماہ پیکر خورشید منظر یگانہ ساز بیگانہ نواز زود آمیز کرشمہ انگیز پیر مے فروش حریف نوشانوش درویش وجیہ لاریب فیہ ہادی آزادی بے غم و شادی سرخ رخسار سبز دستار قلیل المزاج کثیر الصلاح گرامی تبار عالی مقدار فریاد رس کس ہر بیکس قرابہ کش عطار وش بردبار ابر گوہر بار گرانمایہ آفتاب سایہ ارجمند بالا بلند کان ملاحت نمک جراحت ستیز نہانی گنج معانی انیس خلوت جلیس جلوت شاہنشاہ مرد راہ نفیس المزاج

Marfat.com

فتوت امتزاج فصیح البیان طلاقت نشان صیقل زنگ معنی آئینہ اللہ غنی مونس
دل عارف کامل غالیہ بو کمان ابرو پر تمکین سراپا تمکین عاشق درد معشوق
فرد سرو آزاد راستی بنیاد کرم پیشہ رحمت اندیشہ سادہ لباس رنگین قیاس
ہوش ربا ہنگامہ زا صوفی پارسا رہبر ہر نارسا عافیت سوز عاقبت آموز سبز
رنگ خوش آہنگ صاحب ناموس شاہد مانوس پرتو طور مشعل نور دیر خشم
سرگین چشم فانی فی اللہ باقی باللہ دشمن آرزو رہزن آبرو ساقی باقی شور مشتاقی
شیرین حرکات مخزن برکات ترک چالاک شوخ بیباک خرقہ پوش پیالہ نوش
فرید الاسلام شیخ نظام ؎ فرید الملتی عارف کنی مصباح مشکواتی ؛ امام
عاشقان علامہ در علم ربانی ؛ بیک رشتہ کشد از پاک بازی صد دل سفتہ ؛
ز دست پاک او دنگر ادائے سبحہ گردانی ؛ فتد بر خاک ہر دم زلف خوبان در حریم او ؛
ز سود لسے زمین بوسی بسر دارد پریشانی ؛ ادب از بیم پوشاند غلتانی ز فانوسش ؛
نیاید بے محابا شمع در بزمش بعریانی ؛ عزیز خستہ رانجو دکن از شوقت کہ
مید انم ؛ کریمے و زکرم ہرگز دل سائل نرنجانی ؛ کیا لکھون اور کیونکر لکھون
جدائی بیقرار کرتی ہے بار بار اشکبار کرتی ہے ؎ بشنو از نے چون حکایت
میکند ؛ از جدائی ہا شکایت میکند ؛ ایسا محبوب طرحدار جسکے دیکھنے والون کو
محفل سماع مین اُس کی صورت دیکھکر حال آجاتا اور جو شخص اخلاص سے
اُسکے پاؤن پر سر جھکاتا بیشک خدا کو پاجاتا ؎ دل سراپردۂ محبت اوست ؛
دیدہ آئینہ دار طلعت اوست ؛ فقر ظاہر جبین کرا حافظ را ؛ سینہ گنجینۂ محبت
اوست ؛ اب تک وہ چشم نامسلمان بدستور کافری دکھلاتی ہے سیہ مستی میں وہ
ساحری کرتی ہے کہ سامری کے نام کو اشارون سے مٹاتی ہے ؎
نخستین بادہ کاندر جام کردند ؛ ز چشم مست ساقی وام کردند ؛ وہ ناوک نگاہ دلکو

بعینہ سرمہ سا کرتی ہے نشتر آسا جگر میں کھٹکتی ہے جسنے دیکھا ہے اُسکی آنکھ
حیران ہوکر ایک ایک کے مُنھ کو تکتی ہے ؎ چشم مستش بغمزۂ جادو ؛
میزند تیر برنشانہ ہنوز ؛ واللہ جب اُسکی تعریف لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں حیران
ہوتا ہون کہ کیا لکھوں جو سزاوار ہو مبادا ایسا نہ ہو کہ موجب عار ہو آخر
طبیعت گھبراتی ہے خاموشی پسند آتی ہے لراقمہ کچھ بات میرے مُنھ سے نکلنے
نہین دیتی ؛ اللہ رے غمزے کہ سنبھلنے نہین دیتی ؛ اور جب وہ صورت پاک
سامنا کرتی ہے کچھ کہہ نہین سکتا کہ کیا گذرتی ہے بیخودی دلکو گھیر لیتی ہے
محبت چپ رہنے نہین دیتی ہے آنکھین بے اختیار چاہتی ہیں کہ ابل پڑیں آنسو
بیتاب ہوکر دوڑتے ہین کہ نکل پڑیں ؎ تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی ؛ چون
کار بجان آمد زین پس من و رسوائی ؛ فریاد میں اثر سکوت میں مفر نہیں
کسی بات میں گذارہ کسی راہ میں گذر نہیں لراقمہ از محبت نامہ خدا
کے ولی شاہ خادم صفی ؛ تسلی کر اپنے بیمار کی ؛ طبیعت کو اب تاب دوری
نہین ؛ صبوری نہیں گر حضوری نہیں ؛ مجھے تیرے ملنے سے اب یاس ہے
دوا میرے غم کی ترے پاس ہے ؛ خدا کے لیے اب نہ ترسایئے ؛ مرے
حال پر کھاکے ترس آیئے ؛ جدائی کا پردہ جو حائل ہوا ؛ دل ناتوان
سخت گھائل ہوا ؛ تری آرزو مجھ کو لائی یہاں ؛ ترے آستانے سے
جاؤن کہان ؛ مری بیکسی پر نظر کیجیے ؛ بہت جلد میری خبر لیجیے ؛ جو
تو ہے تو سب کچھ ہے کچھ غم نہین ؛ دگر نہ یقین ہے کہ پھر ہم نہین ؛ دکھاتے
رہو مجھ کو اپنا جمال ؛ یہی معرفت ہے یہی ہے کمال ؛ بس اب آپ اپنے دیدار
دکھلایئے ؛ کرم کیجیے آیئے آیئے ؛ مرے کہنے کو اب نہ رد کیجیے ؛ یہ وقت
مدد ہے مدد کیجیے ؛ عزیزا اس کہانی کو اب ختم کر ؛ محبت سے رکھ بس اُنھیں پر

Marfat.com

نظر یہ جہان جلوہ فرما ہے وہ نازنین یہ رسائی وہان نامہ بر کی نہیں یہ لکھا
آپ ہی آپ یہی سُن اُسے یہ سجان اُنکو ہرگز جدا آپ سے یہ وہی دلمین
ہے اور وہی جان مین یہی بات رکھ اپنے ایمان مین یہ بعد اسکے واضح ہو کہ
عین الولایت اس مختصر کا نام ہے اور فقیر محمد عزیز اللہ عزیز معروف یہ محمد لابت علی
ابن منشی محمد یحییٰ علی خان مرحوم اسکا مولف اور جناب حقیقت آب درویش
خدا شناس معنے آگاہ محکم اساس خال امجد مخدومی علین اللہ شاہ عرف
شاہ خلیل احمد خلیفہ حضرت مرشد برحق دام افاضتہ اسکے محرک اور افادۂ
عام باعث تحریک یعنی جو لوگ متوسل خانوادۂ صفیہ صفویہ کے پارسی
سمجھنے کی طاقت نہ رکھتے ہون وہ اس کتاب کو دیکھکر اپنے پیران طریقت کے
حالات سے خبردار ہوجاوین اور فی الاصل جناب موصوف اس تحریک سے
مصداق علیہ اس بیت کے ہوئے ہے ہمنشین تو از تو بہ باید یا ترا عقل و دین
بیفزاید یہ اور واضح ہو کہ فقیر کا مسکن آبائی ملاوہ ہے الا چونکہ میرے نانا
شیخ محبوب عالم صفوی کوئی اولاد پسری اور دختری سوا میری والدہ ماجدہ
کے نہ رکھتے تھے اور شیخ صاحب عالم اُنکے چھوٹے بھائی بالکل لاولد تھے اور
علاوہ اسکے فقیر کے والد ماجد مولانا سید عبد الرحمن لکھنوی قدس اللہ سرہ کے
مرید تھے اور فقیر دن کی خدمت مین حاضر رہنے کو نعمت عظمے جانتے تھے لا محالہ
جب غدر ہوا اور ہم سب تباہ ہوکر لکھنؤ سے باہر نکلے تو صفی پور مین آکر مقیم
ہوگئے فالحمد للہ علے احسانہ اور یہ کتاب چار فصلون پر منقسم ہے پہلی
فصل مین حضرت مرشد برحق سے لیکر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تک جتنے
بزرگ شجرۂ چشتیہ صفویہ مین ہین ترتیب کے ساتھ مذکور ہین اور یہ سلسلہ بندگی
شیخ مبارک یعنے مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے صاحب سجادہ سے

Marfat.com

ملا ہوا ہے دوسری فصل مین حضرت شاہ غلام زکریا سے لیکر حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی تک جتنے بزرگ گذرے ہین علی الترتیب مسطور ہین اور حضرت شیخ فضل اللہ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ ہین تیسری فصل مین حضرت شاہ قدرت اللہ سے لیکر مخدوم الہدیہ تک جتنے بزرگ واسطہ ہین علی الترتیب مرقوم ہین اور مخدوم الہدیہ بھی مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے خلیفہ ہین پس فصل اول مین اصل شجرہ قائم ہے اور ان دونون فصلون مین اُسکی فروعات اور اس ہیئت سے لکھنے مین مقصود یہ ہے کہ جسقدر اولیا اور صالحین مخدوم شاہ صفی کے وقت سے اب تک صفی پور مین گذرے ہین سب کا ذکر خیر اس مختصر مین آجاوے چوتھی فصل مین جتنے بزرگ صفی پور کے باہر آسودہ ہین مندرج ہین اور انمین سے بعضے مخدوم شاہ صفی کے بزرگوار ہین اور بعضے آپ کے خاندان سے واسطہ نہین رکھتے واللہ المستعان وعلیہ التکلان

فصل اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو العزیز

مصحفِ پاک ہے کونین مین حُجّت تیری
حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت تیری

کُنتُ کنزاً سے ہُویدا ہے حقیقت تیری
نور بے کیف کا آئینہ ہے صورت تیری

حشر مین ہوگی تیری شانِ معظّم ظاہر
بیشتر جائیگی فردوس مین اُمّت تیری

جسنے دیکھا تجھے اللہ کو پہچان لیا
مُہر توحید کی مثبت ہے رسالت تیری

ہم سیہ کارونکو کیونکر نہ ہو اُمیدِ کرم
ہر سیاہی کو گھیرے ہوئے رحمت تیری

آشکارا ہوئی آدم کی حقیقت تجھسے
جسطرح کُنتُ نبیًا سے حقیقت تیری

نور حق کیون نہ سماجائے تیرے دلمین اے تقریر
کیسے محبوب پر آئی ہے طبیعت تیری

Marfat.com

غزل مؤلف

ہوا بے خود جسے دم بھر یہ رعنائی نظر آئی ۔۔۔ مرے دل سے کوئی پوچھے تری آنکھوں کی رعنائی
دکھاتا ہی لب خاموش کیا اعجاز خاموشی ۔۔۔ مسیحا گر تجھے دیکھے فدا کر دے مسیحائی
کھلی دل کی حقیقت دیدۂ اس شان جمالی سے ۔۔۔ سمائی ہین تجھ کو دیکھکر آنکھوں کی بینائی
کیا شور اور بہت رونے دکھایا جوش بیتابی ۔۔۔ خدا نے جب یہ صورت حضرت موسیٰ کو دکھلائی

عزیزا جان لایا ہوں مین اُس محبوب یکتا پر
کوئی دیکھے میری آنکھوں سے وہ خوبی و زیبائی

غزل راقم

تمہاری موہنی صورت مجھے جب یاد آتی ہے ۔۔۔ اُمنڈ آتا ہے دل میرا طبیعت سنسناتی ہے
وہ سُرخی عارض گل کی لبو نیریان کی لالی ۔۔۔ جگر کا خون کرتی ہے مصیبت دیدہ ڈھاتی ہے
یہ تیر اُسکراتا ہے کہ بجلی کا گرانا ہے ۔۔۔ تیری ابرو نہیں پھرتی حقیقت کو دکھاتی ہے
تمہاری چشم شوخی سے مسلمان بنگئے کافر ۔۔۔ کشش ہے سقد ہمین حرم سے کھینچ لاتی ہے
بہت سمجھایا زاہد کو نہ جانا اسکے کوچہ مین ۔۔۔ نتیجہ ہے یہی ضد کا کہ اسکی جان جاتی ہے
اٹھایا جب نقاب اسنے ملک کو ہوگیا سکتہ ۔۔۔ وہ صورت دیکھکر شانِ خدا بس یاد آتی ہے

ہُوالعزیز
نظم

ملک یہ واقعہ تحریر مین تو کسکا لاتا ہے ۔۔۔ ادب سے سر قلم اپنا پھر وہ جھکاتا ہے
جو کامل تھا شریعت مین اور اکمل تھا حقیقت مین ۔۔۔ اسیکا ذکر ہے تحریر کی صورت مین آتا ہے
محمد مصطفےٰ کے عشق مین تھا جو کہ متوالا ۔۔۔ قلم اپنی زبان سے ذکر اسکا خود سناتا ہے
ابھی ہے بات کل کی کیا ہی تھا دربار رندانہ ۔۔۔ پلک کے مارتے دیکھو زمانہ کیا دکھاتا ہے
یہ دنیا جائے عبرت ہے اسے دار العمل سمجھو ۔۔۔ فرائض کو کرو پورا نہین تو وقت جاتا ہے

(عزیز)

Marfat.com

ذکر خیر مرشد برحق نور مطلق مہبط انوار ایزدی محرم اسرار سرمدی حضرت محمد عزیز اللہ شاہ عزیز عرف منشی ولایت علیخانصاحب "ولایت" صفی پور ضلع اوناؤ قدس سرہ العزیز۔

رباعی راقم

شاہ اقلیم قناعت بے عدیل بے نظیر ؛ رستم میدان سخن تابع شرع مرد فقیر
اے ملک افسوس مطلع فیض عزیز اللہ شاہ ؛ جنت الفردوس میں وہ جا بسے صاحب ضمیر

آپ کا پیدائشی اسم مبارک منشی ولایت علی خان ہے۔ لفظ خان خطابی ہے آپ کے مرشد نے آپ کا نام محمد عزیز اللہ شاہ رکھا۔ قبل از خلافت آپکا تخلص ولایت تھا۔ بعد ازاں تا وصال عزیز تخلص رہا۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد یحیٰی علی خان صاحب اُن کے والد کا نام امیر الانشا منشی ثابت علی خانصاحب بہادر اُن کے والد کا نام امیر الانشا منشی رونق علی خاں صاحب بن خواجہ فیض محمد بن خواجہ شیخ احمد بن خواجہ شیخ داؤد بن خواجہ شیخ دانیال بن خواجہ شیخ عبد المطلب (عبد المطلب) اب آگے مسلسل نام معلوم نہین ہین۔ مگر آپ کا سلسلہ نسبی حضرت خواجہ شیخ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے جو حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ہیں آپکے آبا و اجداد کا قیام پہلے قنوج میں تھا۔ اور آپ لوگ شیخ صدیقی ہیں شاہ ابراہیم شرقی کے عہد تک آپ کے اجداد کا قیام قنوج میں رہا۔ یہ لوگ اُن کی سرکار سے معرفت پناہ اور حقیقت دستگاہ لکھے جاتے تھے۔ اور خواجہ زادے کہلاتے تھے۔ اُنکے وقت کے فرمان اور شقے موجود تھے۔ جب لکھنؤ میں غدر ہوا اور آپ کے والد لکھنؤ سے صفی پور شریف چلے آئے تو وہ وہیں رہ گئے اور ضایع ہوئے۔ اِلّا ایک زمین کا بیعنامہ جسپر مُلّا نویں کے رُوسار کی مُہریں اور

گواہیاں ہیں۔منشی فیض محمد کے نام ابھی تک موجود ہے۔اسمیں لکھا ہے فیض محمد
بن خواجہ شیخ احمد یہ تحریر لفظ خواجہ کی تصدیق اور اس لقب کی تحقیق کو کافی ہے۔
جب ابراہیم شاہ شرقی کی سلطنت پر زوال آیا۔خواجہ شیخ عبدالمطلب نے قنوج کو
چھوڑا۔اور ملانویں میں قاضی بایزید کے خاندان سے رشتہ داری تھی اس توسّل
سے یہاں آکر رہے۔خواجہ شیخ احمد کی لکھی ہوئی ایک کتاب اب تک باقی ہے
بسلسلہ ملازمت شاہان اودھ لکھنؤ میں اقامت گزیں ہوئے۔غدر میں جب
لکھنؤ کی قسمت نے پلٹا کھایا۔اور عمارات شاہی کے ساتھ آپ کا مسکن بھی برباد
ہوگیا۔تو آپ صفی پور شریف اپنے ننہال تشریف لائے۔اور آخر عمر تک یہیں
قیام فرمایا۔یہ آپ کے مرشد برحق کی کھلی کرامت تھی۔کہ صفی پور شریف سے کیا
گھر سے باہر بھی قدم نہ رکھنے دیا۔اور مبلغ ۸؎ ساڑھے سات روپیہ وظیفہ جو
سرکار سے مقرر ہوا تھا اسپر تمام عمر قانع اور متوکل رہے۔اور کسی کے آگے
دست سوال دراز نہیں کیا۔آپ ۶؍ صفر ۱۲۵۹ھ کو صفی پور شریف میں پیدا
ہوئے۔پندرہ برس کی عمر تک لکھنؤ مین سکونت پذیر رہے آپ کی رسم بسم اللہ
مولانا عبدالوالی صاحب قدس سرہ العزیز فرنگی محلی نے کرائی تھی اول اوّل سال
دو سال مولوی محمد حسن صاحب بنگالی کے زیر تعلیم رہے بعد ازاں مولوی رضا صاحب
بانگرموی سے تعلیم حاصل کی۔مولوی صاحب نے آپ کی ذکاوت اور ذہانت
دیکھکر صرف و نحو پڑھائی۔فارسی میں انوار سہیلی اور ابوالفضل اور عربی میں
کافیہ ضریری تک پڑھائی۔باقی آپ کی قابلیت خداداد تھی۔کیونکہ آپ کے پیر
تربیت حضرت شاہ خادم صفی محمدی قدس سرہٗ نے جبکہ آپ لکھنؤ سے تشریف
بھی نہ لائے تھے فرمایا تھا۔کہ ہمارا منشی آتا ہے اور آپ کی تشریف آوری پر
جبکہ آپ کے اکثر پیر بھائی جسمیں عالم متبحر اور فاضل بھی موجود تھے دوبارہ فرمایا۔

Marfat.com

کہ ہمارے یہاں کے عالم کہو تو یہ ہیں اور مولوی کہو تو یہ ہیں۔ جو آپ کے مرشد کی جلی کرامت تھی۔ بقول مرشد برحق، کسکی ہے یہ کرامت معجز نما عزیز، بتردامنی کے ساتھ خدا سے ملا دیا۔ آپ کا شمار مشاہیر ہند میں اقتیازی پایہ رکھتا ہے۔ جو علاوہ ارباب مقال ہونے کے صورت حال سے بھی مزین اور آراستہ ہو گذرے ہیں۔ گو ہندوستان میں ایسی متبرک اور مقدس ہستیاں کم پائی جائیں گی۔ مگر سرزمین ایران کے خزانے اس قسم کے جواہر ریزوں سے ہمیشہ معمور رہے ہیں زمانہ ماضیہ میں۔ نظامی۔ جامی۔ حافظ۔ سعدی۔ رومی رحمۃ اللہ علیہم ایران میں اور مغربی۔ خسرو۔ بوعلی قلندر۔ مولانا احمد جام رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ وغیرہ ہندوستان میں ایسے اہل قال وحال ہوئے جن کی زمانہ حال یا مستقبل کبھی نظیر نہ پیش کرسکا آپ کی ہستی دور آخر میں انھیں مقدس ہستیوں کا ایک نمونہ تھی۔ آپ کے ابتدائی زمانہ شاعری میں دہلی میں غالب۔ ذوق۔ مومن۔ نسیم وغیرہ۔ اور لکھنؤ میں۔ ناسخ۔ آتش۔ وزیر۔ اسیر ایسے مستند اساتذہ کا دور دورہ تھا۔ آپ نے سب کا کلام دیکھا۔ اپنی فطرت کے مطابق۔ بجز غالب کے کسی کو نہ پایا۔ اسلیے استفاداً غالب صاحب سے خط کتابت شروع کی۔ اور کچھ کلام فارسی متفرق۔ اور پنجرقعہ ولایت جو شروع شروع میں لکھا تھا۔ بنظر اصلاح روانہ کیا جسکے جواب میں غالب صاحب نے حسب ذیل تحریر روانہ کی۔

خانصاحب عنایت مظہر سلامت۔ آپ کا مہربانی نامہ آیا۔ اوراق پنجرقعہ نظر افروز ہوے خوشامد فقیر کا شیوہ نہیں۔ پنجرقعہ سابق کی تحریر سے لفظاً و معناً بڑھکر ہے۔ اُسمیں یہ معانی نازک اور الفاظ آبدار کہاں موجد سے مقلد بہتر نکلا یعنی تمنے خوب لکھا۔ مصرعہ

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل

(نجات کا طالب غالب)

الغرض فارسی میں بجز دو چار تصانیف کے جو آپ نے ادباً اور استفادۃً غالب کو روانہ فرمائیں۔ اور کوئی کلام کسی کو نہیں دکھلایا۔ اُردو میں کسی سے بھی ضرورت محسوس نہ فرمائی آپکے والد نے آپ کا عقد ۱۴ یا ۱۵ سال کی عمر میں کر دیا تھا۔ اور عقد کے بعد ہی آپ کو حضرت فتح علی شاہ قدس سرہٗ سجادہ نشین حضرت شاہ عبد الرحمن صاحب پنجابی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ارادت کرا دی۔ جبتک لکھنؤ میں رہے آپ اپنی والدہ ماجدہ کے زیر تربیت رہے کبھی کسی قسم کے لہو و لعب میں شریک نہ ہوئے۔ اور کبھی کھیل کو پسند نہ فرمایا بچپن سے پابند صوم و صلوٰۃ تھے۔ جب آپ صفی پور شریف تشریف لائے اسی روز سہ پہر کو اپنے والد ماجد کے ہمراہ حضرت شاہ خادم صفی محمدی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئے مصافحہ کرتے وقت حضرت نے آپ کو دیکھا۔ چنانچہ حضور خود سوانح اسلاف میں تحریر فرماتے ہیں شعر۔

دو چشمت کہ تیر بلا می زند ✲ چنیں تیر بر من چرا می زند

انھیں دنوں میں ایک روز آپ اپنے پیر مرشد کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپکے مرشد برحق نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف فرمائی۔ اور فرمایا کہ اُنکے خاندان کی تعلیم جلد موصل الی اللہ ہے۔ آپ بوجہ اقتضاء سن صبر نہ کر سکے۔ بے تکلف آپکے تعویذوں کا کاغذ اور قلم دوات اُٹھا کر لکھا۔ کہ یہ طریقہ مجھ کو بتلائیے گا وہ پرچہ آپکے ہاتھ میں دیدیا۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اور خوش ہو کر فرمایا۔ کہ ہاں پھر دوسرے وقت آپ کو چند باتیں بتلائیں۔ غدر کے بعد آپ کا کوئی ذریعہ معاش صفی پور میں نہ تھا اس لئے آپ نے چند روز سندیلہ اور کانپور میں بغرض تلاش معاش قیام کیا۔ آپ کے پیر مرشد نے آپ کے والد منشی محمد یحییٰ علی خاں صاحب سے فرمایا کہ منشی جی لکھنؤ جاؤ۔ اور پنشن کیلئے عرضی دو اُنھوں نے عرض کیا۔ کہ حضرت دوبار

Marfat.com

پنشن کے باب میں حکم آیا۔ مگر میں نہیں گیا۔ اب کون سُنے گا۔ فرمایا نہیں جاؤ۔ اور عرضی دو۔ کیونکہ مجھے ولایت علی کو علیحٰدہ رکھنا منظور نہیں ہے۔ تب آپ کے والد نے درخواست دی۔ فوراً آپ کے والد اور آپ کے چھوٹے بھائی کی پنشن مقرر ہوگئی۔ پنشن ملنے کے بعد سے پھر آپ کہیں باہر تشریف نہیں لیگئے۔ اپنے پیر کی خدمت میں حاضر رہے اور جو کچھ انسے ملا بڑی جوانمردی کے ساتھ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب ہوگئے۔ آپ ہمیشہ ہر سُنّت اور مستحب پر نظر رکھتے مسائل شریعی کی بہت تحقیق فرماتے تھے۔ اکثر اکابرین علما آپ کے پاس تشریف لائے۔ بالخصوص مولانا حاجی عبد الباری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرنگی محلی لکھنوی اور مولانا حاجی عابد حسین صاحب فتحپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ اور حاجی مولانا عبد الماجد صاحب۔ بی۔ اے دریا بادی۔ اور مولانا وصی علی صاحب جامع العلوم کانپوری مسیح آبادی وغیرہم۔ اور آپ سے فیض روحی بھی حاصل کیا کھانا شروع زمانہ سے اور آخر عمر شریف تک۔ ایک قسم کا بالکل سادہ بلا مرچ رہا اپنی خواہش سے کوئی چیز نہ پکواتے۔ اور کھانا کھانے کے ساتھ کچھ مٹھائی نوش فرماتے۔ اگر کوئی شخص آپ کو کھانے کی چیز بھیجتا۔ جبتک تحقیق نہ فرالیتے کھانے میں تامل کرتے۔ کپڑا جب خود بنواتے تو سب سے کم قیمت کا خرید فرماتے اگر تحفتہً کوئی شخص لاتا تو پہن لیتے۔ ہر جمعہ کو غسل کرتے اور کپڑے بدلتے۔ بجز عشرۂ محرم کے۔ محرم کی پہلی تاریخ سے گیارھویں تاریخ تک نہ حجامت بنواتے نہ غسل فرماتے اور نہ کپڑے بدلتے۔ رات کو سُرمہ بعد نماز عشا روزمرہ لگاتے تھے۔ سماع بہت سُنتے تھے۔ ہندی کلام بہت مرغوب تھا۔ اکثر رقص بھی فرماتے تھے۔ سماع میں اکثر مسکراتے بھی تھے۔ اور گاہ گاہ روتے بھی تھے اور رات رات بھر اور دن دن بھر باوجود نقاہت اور اضمحلال گانا سُنتے

رہتے تھے۔ آخر عمر شریف میں اسقدر کمزور ہو گئے تھے۔ کہ بلا سہارے کسی شخص کے درگاہ شریف نہیں پہونچ پاتے تھے۔ لیکن کیفیت کی حالت میں مثل پھرکی کے رقص فرماتے تھے۔ سماع میں کبھی کسی کی طرف مخاطب نہیں ہوتے تھے۔ پان کھانا۔ پانی پینا۔ پنکھا ڈُلانا۔ تکیہ لگانا۔ یا بات کرنا سخت عیب سمجھتے تھے۔ اور سب کو بلا وضو اور کھانا کھا کر محفل سماع میں جانے کو منع فرماتے تھے۔ لکھنؤ سے آنیکے بعد تمام عمر صفی پور شریف میں رہے البتہ چند بار لکھنؤ کانپور اور ایک بار خیرآباد شریف اور ایک بار منجھگواں شریف یا صفی پور شریف کے گرد نواح جہاں آپ کے کچھ (اعزا) تھے تشریف لے گئے ہیں۔ ارباب دنیا کی محفل میں نہ جاتے تھے۔ چونکہ حرز یمانی اور حزب البحر پڑھتے تھے۔ اسلئے مچھلی اور گائے کے گوشت سے پرہیز فرماتے تھے۔ آپ نہایت متقی اور روشنضمیر تھے۔ غذا بہت کم تناول فرماتے تھے۔ وہ بھی وقت معینہ پر رات کو بہت کم سوتے تھے۔ دنکو قیلولہ ضرور فرماتے تھے۔ دھوپ میں کبھی چھاتہ نہ لگاتے تھے۔ نہ کسی دوسرے کو اپنے اوپر لگانے دیتے تھے۔ مخلصین کے سوا کسی پر غصہ نہ فرماتے تھے۔ اعتراض کم کرتے تھے۔ تمام مُریدین اور جو ملنے والا ہوتا تھا ہر وقت خیال رکھتے اور جو کوئی آتا اس سے ٹوٹ کر ملتے تھے اور ایسی نرمی سے کلام فرماتے کہ وہ خوش ہوجاتا۔ اور خط کا جواب ضرور دیتے تھے اور خیریت نہ معلوم ہونے پر۔ اپنے مخلصین۔ اور محبّین کو خط لکھتے یا لکھواتے۔ کسی سائل کو خالی نہ پھیرتے اور جو مہمان آتا اسکی خاطر آپ خود فرماتے۔ اور اسکی تمام ضروریات آپ خود مہیّا فرماتے۔ مثلاً بستر وغیرہ حتیٰ کہ حاجت رفع کرنے کی جگہ خود بتلاتے۔ ہر وقت آنے مہمان سب سے پہلے کھانے کے واسطے استفسار کرتے اور بغیر کھلائے رخصت نہ کرتے۔ اور کچھ تبرک ساتھ کر دیتے صفی پور شریف کے لوگوں پر بالخصوص بہت مہربان تھے۔ اپنا کام کسی سے

Marfat.com

نہ لیتے۔ حتی الوسع خود ہی کرتے اور اگر کوئی کام کرنے پر آمادہ ہوتا تو نہ کرنے دیتے ضد کرتا تو جھڑک دیتے۔ سب کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے۔ ہندوؤں کی خواہ اہل تشیع ہوں بہت عزت کرتے۔ سب کی خطاؤں سے چشم پوشی کرتے تھے حکایات اولیاؒ بیان فرماکر فہمائش کر دیتے۔ اور دل شکنی نہ کرتے۔ خلق محمدی کا ادنیٰ نمونہ یہ تھا۔ کہ بچوں سے بہت مانوس تھے۔ اپنے گھر کے خورد سال بچے تو ہر وقت آپ کے پاس موجود رہتے تھے۔ اور انکو بسکٹ و شیرینی و پیسہ تقسیم فرمایا کرتے تھے عوام الناس کے بچوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ تھا کچھ اپنے بچوں کی خصوصیت نہ تھی۔ تعلیم روحانی کے اضافہ کے واسطے ہر وقت تیار رہتے۔ مگر طالب بہت کم پائے۔ زبردستی چند کو تعلیم کیا۔ اپنے مخلصین میں سے کسی کو بھی محروم نہیں رکھا۔ سب کا یکساں خیال فرماتے تھے۔ اور سب کو برابر تعلیم پہونچائی۔ اور ایک مخصوص کتاب تعلیم المخلصین تصنیف فرماکر ایک ایک جلد قلمی مرحمت فرمائی۔ ۱۲۸۶ھ میں آپ کے پیر مرشد نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اور اپنا خلیفہ کیا اسوقت سے لیکر ۱۳۱۵ھ تک تیرہ سو پندرہ ہجری تک آپنے کسی کو بھی مرید نہیں کیا۔ اور نہ کچھ کسی کو تعلیم کیا۔ اسی دوران میں آپ کے مرشد برحق کی طرف سے حکم ہوا کہ ہمارا سلسلہ بند نہ کرو ہم آپکے بھی ذمہ دار ہیں اور آپکے مُریدوں کے بھی ذمہ دار ہیں۔ جب سے جو کوئی آپ کے پاس آتا اور اصرار بلیغ کرتا۔ تو اسکو مرید کر لیتے اور جس قابل ہوتا اُس کو تعلیم بھی کر دیتے۔ ۱۳۱۶ھ میں شاہ خادم محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ العزیز کو مرید کیا۔ اور تعلیم شروع کی ۱۳۱۷ھ میں پوری تعلیم دیکر اجازت دی۔ خلیفہ ہوجانے کے بعد ۳۰ سال تک گوشہ نشیں رہے۔ تین تین چار چار روز متواتر ہر ماہ میں فاقہ پر فاقہ کیا لیکن کسی سے کچھ

نہ کہا۔ ایسے ایام میں گھر سے باہر بھی تشریف نہ لاتے۔ ایک بقال سے کبھی کبھی
کچھ قرض بھی لے لیتے۔ مگر اتنا کہ تنخواہ پر ادا ہو جائے۔ آخر زمانہ عمر شریف میں
اتنی فتوحات ہو گئی تھی۔ کہ اس سے آرام و آسائش سے گذر بسر ہو سکتی تھی مگر
آپ نے اپنے اوپر معہ متعلقین مبلغ تیس روپیہ ماہوار سے زیادہ خرچ کرنا
گوارہ نہ فرمایا۔ اپنی ذات کے اخراجات میں ہر وقت کفایت پر نظر رہتی تھی۔
اور روزانہ ہر شے بازار سے منگواتے تھے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ روزانہ منگوانے
میں سوداگراں ملتا ہے۔ اور کفایت نہیں ہوتی۔ تو فرماتے فقیر کو دوسرے دن کی
فکر نہ ہونا چاہیئے۔ نذر جو کوئی دیتا تھا۔ اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے۔ بلکہ
اپنے سامنے رکھوا لیتے۔ اور تمام عمر کسی سکہ کو جسمیں کہ تصویر ہوتی تھی۔ جیب میں
یا اپنے پاس کبھی نہیں رکھا۔ صرف اس غرض سے کہ نماز مکروہ ہو جائے گی۔
تمام عمر توکل کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور نہ کبھی جمع کرنے کی نیت کی اور نہ صاحب
نصاب ہوئے۔ تمام نذرانہ کار مشروع میں خرچ کرتے۔ یا اعزا و اقربا کی امداد
فرماتے۔ یا جس کسیکو مستحق خیال فرماتے دیدیتے شرع شریف کا بہت لحاظ فرماتے تھے۔
اور کہتے تھے۔ کہ میرے پیر کا زریں مقولہ ہے۔ کہ جو شریعت سے گرا اس کا کہیں
ٹھکانا نہیں۔ انگریزی وضع سے بہت متنفر تھے۔ اپنے مخلصین میں سے جس کو
اس وضع میں دیکھتے تھے اسکو زجر و توبیخ فرماتے۔ اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی
شخص خلاف شریعت ہو اور کمال انتہائی رکھتا ہو۔ تو قابل اعتبار نہیں۔ جو مرید
آپ کے فرمان پر عامل ہوتا۔ اُس سے خوش ہوتے اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔
کہ میں کسی دینے والے اور زیادہ نذر کرنے والے سے اتنا خوش نہیں ہوتا ہوں
مگر جو میرے بتلائے ہوئے پر عامل ہو۔ اصل وہی ہے ؛ آپ کے خوارق عادات
و کرامات کا مختصراً ذکر آپ کی تصنیف شدہ کتاب عقائد العزیز میں۔ جو کہ تیسری تحر

شائع ہوئی مندرج ہیں۔ یہاں پر طوالت کے خیال سے نہیں لکھی گئیں صاحب ذوق ملاحظہ فرمائیں اور احقر کو برائے مہربانی دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں آپ اپنے مرشد برحق اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق زار تھے۔ جن کے ذکر سے آپ کو سیری نہ ہوتی تھی۔ کثرت سے ذکر فرماتے تھے۔ اور برابر روتے جاتے تھے جس کا ادنیٰ ثبوت آپ کا کلام ہے۔ جو اپنے پیر کی مدح اور نعت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز ہے۔ اور آخر وقت میں بھی مرشد برحق کا نام نامی زبان پر تھا۔ (یعنی خادم صفی محمدی اِلا اللہ پر وصال ہوا) ایک غزل کے مقطع میں آپ نے فرمایا۔ پھر تو ہو جائیگی قربان اجل مجھ پر عزیز؛ وہ دم نزع اگر میرے سرہانے آئے؛ بعینہٖ وقوعہ عمل میں آیا۔ آپ نے دس آدمیوں کو خلافت دی جس میں سے پانچ آپکے مرید ہیں اور خلیفہ بھی۔ اور پانچ محض طالب اور خلیفہ ہیں۔ اولاً برادر عزیز شاہ خادم علی صاحب۔ دوسرے شاہ خادم محمد صاحب صاحب سجادہ مخدوم شاہ صفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ تیسرے شاہ دانش علی صاحب صاحب سجادہ نشین منجھگواں شریف جو مرید اور خلیفہ شاہ خادم محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بموجب وصیت شاہ خادم محمد صاحب آپنے بھی تعلیم فرما کر اپنی طرف سے بھی اجازت فرحمت فرمائی۔ اور نام شاہ فیض خادم رکھا۔ چوتھے عزیز الحق رحمۃ اللہ علیہ پیرزادہ صفی پور شریف جو آپ کے مُرید اور خلیفہ تھے۔ افسوس آپ کا بھی وصال پیر مرشد کی حیات میں ہوگیا۔ آپ کا نام شاہ عزیز خادم تھا۔ پانچویں شاہ لطف حسین صاحب ساکن موضع موسنڈ ضلع بارہ بنکی آپ بھی مُرید اور خلیفہ ہیں۔ آپ کا نام شاہ الطاف خادم ہے۔ چھٹے رمضان علی صاحب ساکن باری تھانہ ضلع اناؤ ہیں آپ کا نام حبیب اللہ شاہ رکھا آپ بھی مُرید اور خلیفہ ہیں ساتویں شاہ سید باسط علی صاحب آپ اپنے والد کے مُرید اور خلیفہ ہیں حضرت نے

Marfat.com

بھی اجازت دی اور تعلیم کیا۔ آٹھویں شاہ اکرم الحق صاحب باشندۂ بانکی پور پٹنہ۔
جو پھلواری شریف میں کسی بزرگ کے مُرید ہیں آپ نے اِن کو بھی اجازت دیکر
نام اکرم اللہ شاہ رکھا۔ نویں شاہ طالب صفی آپ قُل ہو اللہ شاہ قدس سرہٗ کے
مُرید و خلیفہ ہیں۔ آپ نے اونکو بھی اجازت دی اور یہ پیشاور کے قریب رہتے ہیں۔
اور دسویں ڈاکٹر حاجی محمد احسان علی صاحب صفی پوری یہ مُرید بھی ہیں اور خلیفہ بھی
آپ کا نام شاہ احسان خادم رکھا۔ علاوہ ان سب حضرات کے ایک صاحب کو
بذریعہ تحریر بھی اجازت عطا فرمائی انکا قیام گوالیار میں ہے۔ اور نام احمد اللہ شاہ
ہے۔ یہ قل ھو اللہ شاہ کے خاندان میں مُرید ہیں۔ عمر شریف حضرت کی کچھ دن کم اٹھاسی
سال کی ہوئی۔ دو ماہ ۱ یوم علیل رہے شروع میں کوئی خاص شکایت نہ تھی صرف
کمر میں درد تھا۔ کسی وقت بڑھ جاتا تھا۔ اور کسی وقت کم ہو جاتا۔ پھر اور بتدریج
بڑھتا گیا۔ غذا برائے نام رہ گئی۔ وہ بھی کسی وقت ہوتی اور کسی وقت نہ ہوتی
ایک روز درد میں زیادتی تھی ڈاکٹر شاہ احسان علی صاحب سے ارشاد فرمایا کہ
میرے مرشد برحق کے مزار پر جاؤ۔ اور عرض کرو۔ کہ اپنے کرم اور محبت سے
بلا لیجئے۔ اور سختی کو دور فرمائیے اور جو کچھ تم کو وہاں سے القا ہو مجھ سے کہو۔
ڈاکٹر صاحب نے مزار پر انوار پر جاکر عرض کیا واپس ہو کر فرمایا مجھ کو القا ہوا۔
(هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ) آپ نے کہا سچ کہا تم نے۔ اُس دن سے درد کم ہو گیا اور
وہ شدّت اور بےچینی نہ رہی۔ ۱۲ محرم ۱۳۴۷ھ تک آپ بستر علالت پر رونق افروز
رہے۔ اسی روز صبح کو فرمایا۔ کہ آج محرم ختم ہو گیا۔ کل جو چاہے کرنا۔ چونکہ صفی پور
شریف میں یکم محرم سے ۱۲ محرم تک محفل سماع نہیں ہوتی تھی۔ چونکہ آپکا وصال
۱۳ محرم کو ہوا۔ اس لئے اس فرمان سے یہ اشارہ تھا کہ آج سیوم محرم ہو گیا۔
کل میرے جنازہ کے ساتھ سماع ہو۔ اور اشارۃً و کنایۃً اپنے وصال کی اطلاع

Marfat.com

تھی۔ جو بعد وصال سمجھ میں آئی۔ اور علی ہٰذا برادرم چودھری خادم صمد صاحب برادرزادہ خود جو کہ عدالت دیوانی میں ملازم تھے۔ اُن کی تعطیل اُسی روز ختم تھی فرمایا کہ تم تین روز کی رخصت بذریعہ تار ا درحاصل کرلو۔ پھر فرمایا جاؤ گر فوراً چلے آنا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ حاضری دیکر فوراً واپس آنا پڑا۔ ۱۲ تاریخ کی شب کو قریب ۲ بجے اپنے موجودہ متعلقین کو بلوایا۔ اور اپنی رحلت کا حال سنایا۔ انکی گریہ وزاری پر تسکین فرما کر حسب مراتب وصیت فرمائی۔ ہر شخص کے سوال کا تسکین بخش جواب دیا۔ قریب ۳ بجے حاجی ڈاکٹر شاہ محمد احسان علی صاحب کو بلوایا جب وہ آئے تو فرمایا کہ اب ہم جاتے ہیں اب میری روح پرواز کرے گی یہ فرما کر چند ضربیں اِلَّا اللّٰہ کی لگائیں۔ پھر وقت دریافت فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا سوا تین بجے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر چند ضربیں اِلَّا اللّٰہ کی لگائیں اور وقت دریافت فرمایا۔ پھر عین صبح صادق کیوقت آپ داہنی کروٹ لیٹے تھے یکایک اپنے مرشد برحق کا نام لیا یعنی فرمایا۔ خادم صفی محمدی اِلَّا اللّٰہ اور سیدھے ہوگئے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مزار مبارک صفی پور شریف میں اپنے پیر مرشد خادم صفی محمدی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے مشرقی پھاٹک سے ملحق اندرون گنبد شریف ہے اس میں عام خلائق کی زیارت گاہ ہے۔ آپکی تاریخ وصال جو آخر وقت آپ کی زبان مبارک سے کلمہ ادا ہوا نکل آتی ہے یعنی (خادم صفی محمدی جاں بہ اِلَّا اللّٰہ سپرد) محرم کی ۱۳ تاریخ یوم دوشنبہ وقت صبح صادق ۱۳۴۱ھ کو یہ آفتاب حقیقت و معرفت غروب ہوا

رباعی راقم

عالم فانی سے مُنھ کو موڑ کر باعز و جاہ ؛ جنت الفردوس کو رخصت ہوئے صد آہ آہ
تیرھویں ماہ محرم یوم دوشنبہ کا تھا ؛ عالم لاہوت کے سیاح عزیز اللہ شاہ

Marfat.com

یہ تاریخ برادرم شاہ لطف حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔ وہ مجھے بہت پسند ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے ہر لحاظ سے عمدہ و بہتر ہے۔

قطعہ تاریخ

سیزدہ ماہ محرم صبح صادق یوم پیر ؛ برزبانش اسم مرشد شد رواں نیکو نہاد
ازاخی احسان علی ایں ماجرا سالک شنید ؛ جاں بہ الّا اللہ صالح دہر شیخ وقت داد

۱۹۲۸ء

دعا کا طالب

(محررہٗ) خادم العزیز ملک محمد رفیق ولد ملک عباد علی۔ ساکن موضع گوئیلا تحصیل ملیح آباد ضلع لکھنؤ واقع ملک اودھ۔

ذکر خیر محرم اسرار سرمدی مہبط انوار ایزدی مرشدنا حضرت خادم صفی محمدی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک خادم صفی ہے اور لفظ محمدی آپ کی مہر میں کندہ ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا نام عطائے صفی ہے بڑے میاں کر کے مشہور تھے اور یہ اپنے والد کے مرید اور خلیفہ تھے اور آپ بندگی شیخ مبارک قدس اللہ سرہ کے اولاد میں ہیں شاہ محمد معصوم آپ کے دادا ہیں بن شاہ نہال بن شاہ عبدالحق بن شیخ دانیال بن شیخ عبدالرزاق بن شیخ محمد بن بندگی شیخ مبارک اور آپ جناب قبلہ وکعبہ حضرت محمد حفیظ اللہ شاہ کے حقیقی بھانجے ہیں اور آپکے آباواجداد حضرت شیخ زاہد صاحب سجادہ کیوت سے مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ مین اپنی خوشی سے حاضر باش اور خدمت گزار مزار شریف رہے اور آپ سنہ بارہ سو انتیس ہجری مین دوشنبے کی رات کو رجب کی بارھویں تاریخ پیدا ہوئے مولود اجل معظم جہان تاریخ ہے (۱۲۲۹) اور آپ ولی مادرزاد تھے کبھی کسی کبیرہ کے مرتکب نہین ہوئے اور سات برس کی عمر سے نماز پڑھی جس عہد میں مکتب کو جاتے تھے ایک عامل بادشاہی نے کسی وجہ سے سب پیرزادوں کے

Marfat.com

مکان پر پہرہ بٹھلایا تھا آپ جب مکتب سے آئے تو کسی سپاہی نے روکا آپ
رونے لگے اور فرمایا کہ خداوندا یہ سپاہی مرجاوے اُسی رات کو مرگیا اور
لڑکپن سے راہ خدا کے طالب تھے اور فرماتے تھے کہ مین چاہتا تو فاضل
ہوجاتا مگر دل ادھر نہ آیا اور بقدر ضرورت حاصل کرنے کو کافی سمجھا بیس برس
کی عمر مین جناب قبلہ وکعبہ محمد حفیظ اللہ شاہ کے ہاتھ پر خاندان چشتیہ میں
بیعت کی اور اسقدر دنیا سے علیٰحدہ تھے کہ ایک بار آپ کے والد نے
چند درخت شیشم کسی کے ہاتھ بیچے اور آپ سے کہا کہ باغ میں جاکر بتا دو
آپ کسی اور کے باغ میں بتلا آئے جب مشتری نے کاٹنے کا ارادہ کیا
تب مالک باغ خبر پاکر درگاہ میں آیا بڑے میاں نے آپ سے پوچھا فرمایا کہ
میں اُسی باغ کو اپنا باغ سمجھا عین شباب مین ایسے ناواقف اور بے پروا
تھے تب ان مراتب کو پہونچے اور آپ نے ابتدا مین بہت مجاہدات کیے
حتے کہ خون تھوکنے لگے اور خون کا پیشاب آنے لگا پس بارہ سو چھپن مین اپنے
والد کے روبرو خلیفہ ہوئے ایک سال کے بعد اُنکا وصال ہوا تاریخ یہ ہے
قطعہ شد بخلد برین عطاے صفی ؛ حبذا نیک مرد نیک اختر ؛
گفت ہاتف عجب بتاریخش ؛ دائما در بہشت بادبفر ؛ اُنکے بعد
آپ درگاہ میں بیٹھے باادب بدرگاہ درنشست تاریخ ہے [۱۲۵۷] اور فرماتے
تھے کہ مین نے بارہ برس مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کے مزار پر دوپہر
روزمرہ مراقبہ کیا کچھ نہ کھلا ایک بار آدھی رات کو حضرت پیر مرشد کی خدمت مین
گیا اور عرض کیا کہ یہ شجرہ اور تسبیح لیجئے مین جس بات کا طالب ہون وہ آپکے
یہان نہین ہے جناب پیر مرشد نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ ہم اسی
بات کے طالب تھے پھر دم بھر مین بے نیاز کردیا اور صبح کو ہم پھولے نہ

Marfat.com

سماتے تھے اور آپ ہمیشہ ہر سنّت اور مستحب پر نظر رکھتے تھے اور مسائل
دقیقۂ شرعیہ کو نہایت تحقیق فرماتے تھے خاص کر کسی کو شہرون مین بھیجتے اور
علماء سے استفسار فرماتے اور مسائل ضروریہ بہت محقق آپ کو یاد تھے اور
عصاے مبارک اور تسبیح اور عمامہ ہر وقت پاس رکھتے تھے اور سلام مین سبقت
فرماتے اور کھانا اپنی خواہش سے نہ پکواتے اور کوئی کپڑا اپنی رغبت سے
مول نہ لیتے جو کچھ سامنے آتا نوش فرماتے اور جو کچھ مل جاتا پہن لیتے اور اگر
اتفاقاً کوئی کپڑا خود بناتے تو سب سے زیادہ کم قیمت خرید فرماتے اور ہندی
چیزین اکثر ارشاد کرتے چنانچہ آپ کے دیوان مین جمع ہین اور سماع بہت
سُنتے ایسا کہ اگر رات دن ہوتا تو سُنے جاتے اور سماع مین رقص بہت کرتے
اور اکثر مسکراتے اور آخر مین گاہ گاہ روتے بھی تھے اور رات رات بھر
باوجود بیماریون کے لوگون کے کاندھون پر تکیہ کیے ہوے کھڑے رہتے
اور تمام عمر صفی پور مین رہے چھ سات بار منزل دو منزل تک باہر تشریف
لے گئے اور ارباب دنیا کی محفل مین نجاتے اور کسی کے گھر کا کھانا نہ
کھاتے مگر جسکو محتاج سمجھتے اور چونکہ حرز یمانی آپ کے ورد مین تھی مچھلی سے
اور گائے کے گوشت سے پرہیز فرماتے اور نہایت متقی تھے اور غذا
بہت کم کھاتے اور پانی اوقات معینہ مین نوش فرماتے اور رات کو بہت
کم سوتے اور کسی قدر سوتے تو ایسا کہ دیکھنے والے کو معلوم نہ ہوتا فوراً چشمان
نرگسین کو کھول دیتے اور کبھی کسی پر غصہ نہ کرتے اور کبھی کسی پر اعتراض نہ کرتے
اور جو آپکے پاس آتا ایسا خوش ہو کر جاتا کہ مشتاق رہتا اور مریدوں پر نہایت
مہربان تھے اور آخر مین صفی پور کے لوگون پر بہت متوجہ تھے جب کوئی
آتا فرماتے آئیے تشریف لائیے اور خطاؤن سے چشم پوشی فرماتے حکایات

اولیا بیان فرما کر اور ادھر اُدھر ڈھال کر فہمایش کر دیتے کہ دل شکنی نہ ہو اور اگر کوئی مرید آپ کی تعلیم کو عمل مین نہ لاتا اور کچھ اور پوچھتا ہرگز دریغ نہ فرماتے اور اگر کوئی مرید کہین جاتا تو اُس کا دھیان رکھتے اور کسی مرید کو محنت مین نہ ڈالتے اور ہر ایک کو کچھ نہ کچھ ضرور تعلیم فرماتے عورت ہو یا مرد اور کبھی آنکھین بند کر کے نہ بیٹھتے اور گوشہ گیر نہ ہوتے اور فرماتے ؎
کھلی آنکھ پیتی ہے وحدت کا جام ؛ ہوئی مست و سرشار دیدار کی ؛ اور عاشق تھے فائدہ رسانی پر میان امامی خادم خاص کہتے ہین کہ مجھ کو کتنے ہی عمل زبردستی یاد کرائے اور ہر مہینہ مین گیارھوین رات کو حضرت غوث پاک کا فاتحہ کرتے تھے اور ربیع الآخر کی گیارھوین کو مجمع عظیم ہوتا تھا اور باوجودیکہ آپ کسی چیز کا بندوبست نہ کرتے تھے اور خبر نہ ہوتی تھی کہ کیا آیا اور کہان سے آیا اور کس نے لیا الا آپ کی برکت سے سبکو کھانا پہونچتا تھا اور سب انتظام ہو جاتا تھا اور آپ نے کبھی نہین جانا کہ ہمارے باپ دادا نے کیا وراثت چھوڑی ہے یہان تک کہ فرماتے تھے کہ ہمکو اپنے دادا کا نام معلوم ہے آگے یاد نہین اور روپیے کو ہاتھ سے نہ چھوتے الا محفل سماع مین جب کوئی نذر دیتا تو کبھی اُسکے ہاتھ کو پکڑ کر قوال کے سامنے کر دیتے اور کبھی دست مبارک سے اُٹھا کر دیدیتے یا بعد جناب قبلہ و کعبہ حضرت حفیظ اللہ شاہ کے جب کبھی جناب امیر اللہ شاہ صاحب کو نذر دیتے تب چھوتے اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی آتا اور نذر زیر قدم رکھدیتا اور کوئی اُٹھانے والا نہ ہوتا آپ اُٹھ کھڑے ہوتے اور کسی سے ارشاد بھی نہ کرتے جو دیکھتا اُٹھا لیجاتا اگر ظاہر کر دیتا معاف فرماتے سید ارادت حسین اثنا عشری محفل سماع مین ہنسے آپ نے پھر کر دیکھا

Marfat.com

فوراً تڑپنے لگے جب محفل ہوچکی سنّی ہوکر مرید ہوگئے اُنکے اعزّہ مجتہد تک لے گئے کچھ نہ ہوا مجتہد نے کہا اِن پر پڑھا ہوا جنّ سوار ہے سید یعقوب علی شاہ تر کو اسی آور سید سرفراز علی رئیس سانڈی یہ دونوں بھی اثنا عشری تھے آپ کی خدمت مین آکر سُنّی ہوئے اور خلیفہ ہوکر بیٹھ رہے ایک دن ایک لڑکے کی طرف متوجہ ہوگئے دن بھر جگہ سے نہ ہلا جب خود فرمایا جاؤ کھیلو تب اُٹھا ایک بار کہار محفل کے کنارے کھڑے تھے آپ کی نگاہ پڑ گئی لوٹنے لگے اور کہاں تک لکھوں رات دن یہی واقعات پیش رہتے تھے جسپر آپ نے التفات فرماتے کامیاب ہوجاتا چنانچہ حکیم سید اولاد حسن نے جب دوسرا نکاح کیا تو اولاد زندہ نہیں رہتی تھی جسوقت برادرم حکیم عماد الحسن پیدا ہوئے آپ نے مول لے لیا بفضل الٰہی زندہ رہے پھر آپ نے اُنکی بسم اللہ کی علم طب کے علاوہ اور علوم بھی پڑھکر اپنے باپ دادا سے دانا تر ہوگئے اور سلسلۂ صفویہ جیسا آپ کی ذات سے شائع ہوا بندگی شیخ مبارک کے بعد کسی کی ذات سے ایسا نامی نہیں ہوا آور آپ کسی کو حاضراً یا غائباً بُرا نہ کہتے آدمی تو ایک طرف کسی شے کو بھی نہ کہتا در میرے نزدیک صفی پور مین کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس بات پر گواہی نہ دے اور تمام نشانیاں اولیاے سلف کی آپ کی ذات پاک مین موجود تھین اور فرماتے تھے کہ جو شخص خلاف شریعت ہو اگر ہوا پر اوڑنے قابل اعتبار نہین اور فرماتے تھے اگر مرید پایۂ طریقت سے گرے تو شریعت اُس کا مقام ہے جب مرتبۂ شرع سے بھی گر گیا پھر اُس کا ٹھکانا کہاں اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی ہزار روپیہ ہمکو نذر دے ہم راضی نہیں الا اُس شخص سے جو ہمارے کہے ہوئے پر عمل کرے اور فرماتے تھے کہ حمائد کو اختیار کرو اور ذمائم کو چھوڑ دو پس ہم لوگوں مین سے جو ایسا نہ کرے

Marfat.com

آپ کی راہ پر نہین نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا اور آپنے بالیس آدمیون کو
اجازت دی ہے اُنمین سے سولہ آدمی انتقال کر چکے ہین کچھ آپ کے روبرو کچھ آپکے
بعد برادرم ذوالفقار اللہ[1] شاہ صاحب سجّادہ اور حضرت نے انکے حق مین فرمایا
کہ جو تمنے کیا تمھارے غلام نہ کرتے مکرمی[2] کریم اللہ شاہ صفی پوری مکرمی[3] عظمت اللہ
شاہ فرخ آبادی مکرمی[4] عنایت اللہ شاہ صفی پوری آثم تخلص آپ کے چچازاد بھائی
مکرمی[5] مولوی حافظ عبدالرحمٰن باشندۂ ترھوان مکرمی[6] ظہور اللہ شاہ ملتانی عرف
اچپل شاہ مکرمی[7] مولوی امیر اللہ شاہ آسیونی مکرمی[8] سید شرافت اللہ شاہ آسیونی
مکرمی[9] سید مظہر اللہ شاہ باشندہ سانڈی عرف سرفراز علی مکرمی[10] کرامت اللہ شاہ
بانگرموی مکرمی[11] رحیم اللہ شاہ بٹھوری عرف سالار بخش مکرمی[12] مولوی احسان اللہ
شاہ صفی پوری مکرمی[13] جناب سید محمد یعقوب موہانی اُنھون نے ایک بار فقیر کے
سامنے کہا تھا کہ ہمنے اپنی سیّدی کو ان گلیون کے کتّون کے ہاتھ بیچ ڈالا اور
حضرت نہایت انکا لحاظ کرتے تھے مکرمی[14] سید یعقوب علی شاہ ترکواسی اور یہ
موضع دہلی کے نواح مین ہے مکرمی[15] شاہ نیاز حسین بانگرموی مولوی[16] وجہ اللہ شاہ
باشندۂ رابہ اور یہ موضع محمدی کے پاس ہے سوا انکے چھبّیس[26] آدمی زندہ موجود
ہین حضرت خلیفۃ اللہ شاہ عرف شاہ امیر احمد جو آپ کے صاحب سجادہ ہین اور
داماد بھی اور چچازاد بھتیجے بھی ہوتے ہین اور خالاتی بھائی بھی اور حضرت نے
انکے حق مین فرمایا ہے کہ میرے فرزند اور لخت جگر ہین اور جان و مال کے
مالک ہین جناب[2] مخدومی عین اللہ شاہ عرف شاہ خلیل احمد اور یہ فقیر کے ماموں ہوتے
ہین اور حضرت نوازش محمد صاحب سجادہ کے بھانجے ہین اور داماد بھی اور حضرت
نے انکے حق مین فرمایا ہے کہ سب مین اچھے ہین مکرمی[17] حبیب اللہ شاہ بانگرموی
اور یہ اب سیتل گنج مین رہتے ہین مکرمی[4] سید یقین اللہ شاہ پنجابی لکھنوی مکرمی[18]

عطاء اللہ شاہ شیخ زادہ صفی پوری مکرمی مولوی مظہر اللہ شاہ باشندۂ
بھدیوان اور یہ موضع لکھنؤ کے پاس تھا غدر مین ویران ہوگیا مکرمی اہل اللہ شاہ
عرف حکیم مشرف علی دہلوی مکرمی مبارک اللہ شاہ عباسی باشندۂ دیوہ اور یہ فقیر
کے چچا ہوتے ہین اور یہ موضع مکن پور کے پاس ہے مکرمی مولوی حافظ شوکت علی
سندیلوی چودھری مکرمی سعادت علی شاہ رام پوری انکا حال مدت سے معلوم
نہین مکرمی نور اللہ شاہ شاہ باشندۂ گھاٹم پور مکرمی اسد اللہ شاہ عرف چودھری
محمد خصلت حسین سندیلوی مکرمی قاضی قل ہو اللہ شاہ باشندۂ منڈیاؤن
اور یہ موضع لکھنؤ کے پاس ہے اور قاضی صاحب نواب گنج بارہ بنکی میں مقیم
ہیں مکرمی مراد اللہ شاہ باشندۂ محمدی اور حضرت نے انکے حق مین فرمایا ہے
کہ مرد ہین اور ہمارے کام کے ہین اور ہمارے بڑے رفیق ہین مکرمی کلیم اللہ
شاہ عرف خلیفہ فرزند حسن اور فجی شاہ باشندۂ نوتنی مکرمی خوب اللہ شاہ باشندۂ
اوناؤ مکرمی محمد شفیع صفی پوری سندیلوی داماد جناب قبلہ و کعبہ حضرت محمد حفیظ اللہ
شاہ قدس اللہ سرہٗ مکرمی برحق اللہ شاہ عرف حقانی باشندہ نوتنی مکرمی انوار اللہ
شاہ عرف نور محمد خوشنویس نسخ باشندۂ محلہ محمود نگر شہر لکھنؤ اوران کا حال
بھی مدت سے معلوم نہین مکرمی کفایت اللہ شاہ راجگیری مکرمی اظہار اللہ
شاہ عرف ضیا محمد صفی پوری مکرمی حکیم خلیل اللہ شاہ عرف خلیل الدین خان
کشمیری لکھنوی جناب روح اللہ شاہ عرف مولوی حسین علی صفی پوری اب
مدت سے انکا قیام صفی پور مین نہین ہے سندیلا در ملاوہ مقام ہے مکرمی
احمد اللہ شاہ عرف احمد علی موہانی صفی پوری مکرمی چودھری بشارت اللہ شاہ
صفی پوری زائر الحرمین الشریفین اور حضرت نے مرض الموت مین اکثر ان کو
بلا کر خاص کر انکے سینہ پر تکیہ کیا ہے فقیر محمد عزیز اللہ عرف محمد ولایت علی مولف

کتاب ملّا نوی صفی پوری آور حضرت نے ان سب کے حق مین فرمایا ہے کہ جو
شخص میرا مُرید ہوا ور میرے خلفا کو بزرگ نہ سمجھے وہ میرا مرید نہین باقی حالات
آپ کے ملفوظات مین مندرج ہین اور ملفوظ آپ کے دو ہین ایک نغمۂ طریقت
جو مکرمی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے دوسرا مخزن الولایت والجمال جو
فقیر نے لکھا ہے عمر شریف اٹھاون برس کی ہوئی تاریخ ولادت اور وفات
سے نکال لینا چاہیے سترہ ۱۷ اٹھارہ ۱۸ روز طبع مبارک ناساز رہی نہایت
سختیاں گذرین الا آپ کی زبان مبارک سے سوا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ کے
کچھ اور نہین سُنا گیا اور سب کی تسلّی فرماتے تھے جس رات کی صبح کو انتقال
فرمایا رات بھر صبح کے منتظر رہے جب وصال ہوا عجب حال تھا وہ چہرۂ
نورانی دیکھنے کے قابل تھا ہزارون کیسے لاکھون نے یہ جمال نہ دیکھا
ہوگا سچ ہے ع نازم بچشم خویش کہ روے تو دیدہ است ؛ پہلو پر
استراحت فرمائے ہوئے تھے دفعتًہ سیدھے ہوگئے اور سر مبارک کو
سیدھی طرف لیجا کر لا آکہکر الاّ اللہ کو قلب مبارک پر ضرب فرمایا
اور اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون کے معنے حل فرمائے تاریخین آپ کی بہت لوگون
نے لکھی ہین اور بہت ہین فقیر نے بھی چند تاریخین لکھی ہین مگر اس کتاب مین
سوا نئی تاریخون کے پُرانی لکھنا منظور نہین لہذا قطعہ جدید لکھتا ہون
قطعہ صبح یکشنبہ و در رجب سیزدہم ۱۳ ؛ گرد دید قیامتے زماتم برپا ؛ در فکر
شدم عزیز گفتم تاریخ ؛ شد مرشد ما از بر ما حیف از ما ؛ ۱۲۸۷ مزار مقدس صفی پور
مین ہے پُر انوار و متبرک بچودھری محمد خصلت حسین رئیس سندیلہ اور آنکی اہلخانہ
مقبول شاہ دونون روضہ مقدس اور احاطہ مع خانقاہ تیار کرا چکے
ہین اور ابھی عمارت بنتی ہے فائدہ چونکہ ملفوظات شریف مین حالات

مفصل لکھے ہین لہذا اختصاراً اسی قدر پر کفایت کی گئی الا فقیر داس کا
حال لکھنا ضروری معلوم ہوا انکا نام شیو چرن ہے موضع تکیہ انکا وطن
ہے اپنی قوم کے شریف ہین یعنی برہمن اور فقیر داس حضرت مرشد برحق
نے انکا نام رکھا ہے حضرت کو خواب مین دیکھ کر حاضر ہوئے بعینہ وہی صورت
پائی جو نظر آئی تھی پھر ارادت مند ہو گئے اور آپ نے خلفا کے مثل تعلیم کر کے
صاحب اجازت کیا ظاہر مین ہند وہین باطن مین مسلمان سچ ہے لراقمہ
ہوئے ہین بے خبر ساقی شراب بیخودی پی کر ؛؛ ترے دورے مین اب کوئی
مسلمان ہے نہ ہندو ہے ؛؛ سبحان اللہ مرشد برحق کے جان نثار ہین اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار سنتا ہون کہ سو دو سو آدمی
اُنکے چیلے ہو چکے ہین ایک چیلہ انکا گذر گیا انھون نے وہان کے مسلمانون
سے کہا کہ نماز پڑھ دو واللہ اعلم وہ لوگ کیا سمجھے نماز نہ پڑھی جب سے
انھون نے یہی روش اختیار کی کہ دفن کر کے خدا پر چھوڑ دیتے ہین
اور حضرت مرشد برحق کے بعد دو تین بار صفی پور مین آئے ہین اَللّٰھُمَّ
مَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

ذکر خیر قبلۂ اصحاب طریقت کعبۂ ارباب حقیقت حضرت محمد حفیظ اللہ
شاہ قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک جناب محمد حفیظ اللہ شاہ ہے اور آپکے
والد کا نام شیخ فیض اللہ ۱۲۰۰ھ بارہ سو ایک ہجری مین پیدا ہوئے اور آپ
حاجی شاہ غلام یحییٰ قدس اللہ سرہٗ کے مرید ہین خاندان قادریہ مین اور وہ آپکے
سگے چچا تھے اور نسب نامہ آپکا اور جناب مرشد برحق کا ایک ہے چند نامون کا
فرق ہے اسطرح پر شیخ فیض اللہ بن شاہ غلام پیر عرف پیر میان بن شیخ مخدوم عالم
بن شیخ عبد الرسول بن شیخ دانیال اور یہ بزرگ وہی ہین جو حضرت مرشد برحق

کے اجداد مین اوپر مرقوم ہین آور آپ ابتداے عمر مین بڑے پہلوان تھے
اور غازی الدین حیدر بادشاہ کے خاص سوارون مین افسر تھے پلنگ کا
پہرہ دیتے تھے گویا جب بھی مصداق علیہ اس بیت کے تھے حافظ رحمۃ اللہ
علیہ ۵ شاہ بیدار بخت را ہر شب ؛ ما نگہبان افسر و کلہیم ؛ اور آپ فارسی پڑھے
ہوے تھے کچھ عربی بھی حاصل کی تھی اور حضرت شاہ غلام زکریا قدس اللہ سرہ
کے ساتھ حضرت سیدنا و مولانا عبد الرحمٰن لکھنوی قدس اللہ سرہ کی مسجد مین
بھی رہے ہین چنانچہ فرماتے تھے کہ ہمنے عمر بھر مین ایک فقیر کو دیکھا اور حضرت
مولانا کا نام لیکر فرماتے تھے کہ اگر شبلیؒ اور جنیدؒ ہونگے تو ایسے ہی ہونگے ایکدن
لکھنؤ مین ایک مجذوب بنگ نوش آپ کو ملا کہا کہ تم جامۂ مشیخت پہنا چاہتے
ہو ورنہ مین پیالۂ بنگ تمکو پلاتا آخر تیس برس کی عمر مین جذبۂ الٰہی آپہونچا
حضرت شاہ افہام اللہ قدس اللہ سرہ کو خواب مین دیکھا فرمایا کہ ہماری
درگاہ خالی ہے یہان آکر بیٹھو اور حضرت شاہ افہام اللہ چھدی میان کو
جانشین کر گئے تھے اور وہ اپنے مقام پر اپنے بیٹے کو سجادہ نشین کر گئے کرم میان
اُنکا نام تھا اور یہ بزرگ آپ کے ماموں بھی تھے اور خسر بھی اور اولاد پسری
نہ رکھتے تھے انکے بعد پانچ چھ برس درگاہ خالی رہی پس آپ نوکری کو ترک
کر کے چلے آئے اور اُسی درگاہ مین بیٹھ رہے گھانس مثل جنگل کے کھڑی
تھی سب کو صاف کر کے حضرت شاہ افہام اللہ کے مقبرہ شریف مین
گئے اور فیض اویسیت پایا پھر حضرت شاہ افہام اللہ قدس اللہ سرہ نے
خواب مین فرمایا کہ شاہ محمدی بلگرام سے آتے ہین اُنسے اجازت لے لو اور
اُنکی صورت آپ کو دکھلائی اور حضرت شاہ محمدی سے خواب مین فرمایا کہ یہان
آکر انکو اجازت دو اور آپ کی صورت اُن کو دکھلائی اور حضرت شاہ محمدی

حضرت شاہ افہام اللہ کے خلیفہ تھے پھر وہ آئے اور آپ نے اُن کو اور
اُنھون نے آپ کو بے شناسائی پہچانا اور آپسمین ایک دوسرے کا نام بتلایا
اور اجازت پائی اور حضرت شاہ محمدی نے حضرت شاہ افہام اللہ کا خرقۂ متبرک
جو کرم میان صاحب کے گھر مین تھا منگا کر بموجب حکم آپ کو پنھایا اور اُنکی جگہ پر
بٹھلایا اور آپ بالکل تارک اور مجرد ہوکر بیٹھے تھے یعنی مطلقا کوئی معاش نرکھتے
تھے اور کہین سے کچھ سہارا نہ تھا اور عمر بھر یونہین رہے پھر حضرت شاہ محمدی کے
حکم سے حضرت شاہ ولی محمد صاحب سجادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہما کی
خدمت مین حاضر ہوئے اُنھون نے ایک کلاہ تبرکاً تیمناً آپ کے سر مبارک پر
رکھی اور آفرین فرما کر دعا کی بعضے نادانون نے اُنکی خدمت مین عرض کیا کہ
آپ نے اپنی اولاد کے واسطے کیا چھوڑا فرمایا مین مخدوم شاہ صفی کے حکم کو بجا لایا
یہ نادان اسقدر نہ سمجھے کہ یہ چیز وراثت نہ تھی کہ کسی کو دینے سے کم ہوجاتی
چند روز کے بعد حضرت شاہ غلام زکریا جو آپ کے چچا زاد بھائی ہوتے تھے باہر
سے تشریف لائے اور آپ کو ہر قسم کی طمع دی اور ہر طرح اسے آزمایا جب مستقل
پایا تب آفرین کرکے اپنی طرف سے خلافت اور اجازت مرحمت کی اور جو کچھ
نعمت جہان جہان سے پائی تھی سب آپ کو دی اور جب تک آپ بیٹھ رہے تھے
تب تک حضرت مولانا عبدالرحمن قدس اللہ سرہ دنیا مین تھے پوچھ بھیجا کہ تم نے
کچھ پایا بھی ہے یا فقط پیرزادون کیطرح سے بیٹھ رہے ہو آپنے کہلا بھیجا کہ مین نے
جو کچھ پانا چاہیئے پایا ہے خالی نہین ہون الغرض اسکے بعد آپ مجاہدات سخت
کرنے لگے بہت ریاضتین کین اور نہایت مشقتین کھینچین آخر آفتاب ہوگئے اور
عالم کو روشن کردیا پچاس برس اُسی درگاہ مین بیٹھے سوا محفل اعراس کے کہین
نجاتے اور دنیا اور ارباب دنیا سے بے علاقہ رہے اور آپ کثیر السکوت تھے

مگر حضرت مرشد برحق فرماتے تھے کہ جب تعلیم کرتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دریا
بہتا ہے اور اکثر مستغرق الحال رہتے چشمان خدا بین ایسی مست تھین کہ ناواقف
بھی اپنے دل مین کچھ واقف ہوجاتا اور تمیز کرتا تو پہچان لیتا کہ یہ آنکھ اور ہی ہے
ہیبت الٰہی آپ کی صورت سے ظاہر تھی سونا نہایت کم غذا بہت قلیل اور جو
غذا لذیذ ہوتی نہ کھاتے جب شوربا سامنے آتا پانی ملاتے اور آخر عمر مین اکثر
محویت غالب تھی آنکھین بند کیے ہوئے اور گردن جھکائے ہوئے بیٹھے رہتے برادرم
مخدومی احمد اللہ شاہ کہتے ہین کہ ایکدن مغرب کے وقت مین حاضر تھا جناب امیر اللہ
شاہ صاحب نے آپکے خادم خاص میان محمدی سے کہا کہ میان کے پاس چراغ
جلا دو آپ نے سُن لیا فرمایا کچھ حاجت نہین آفتاب روشن ہے اور جب
ہمارے مرشد برحق کا نام لیتے یا کوئی اور آپکے سامنے لیتا تو خواہ مخواہ سنتے
اور خوش ہوجاتے اور جو آتا اُس سے پوچھتے کہ ہمارے خادم کے پاس گئے
تھے یا نہین اگر ہو آیا ہوتا تو خیر ورنہ فرماتے وہان جاؤ اور بارہا فرماتے کہ ہمارا
خادم روپیہ کو ہاتھ سے نہین چھوتا ہے اور برادرم مخدومی محمد شفیع صاحب ناقل
ہین کہ جب ہمارے مرشد برحق بسبب امراض کے خاصہ نوش نہ فرماتے آپ بھی
ہرگز کچھ تناول نہ فرماتے اور آپ سماع سنتے تھے الارقص اور وجد نہین کرتے
تھے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے رویا کرتے تھے اور بہت روتے تھے باقی حالات
آپ کے ملفوظات مین مندرج ہین اور ملفوظ آپ کے دو ہین ایک تو
حفیظ الافہام جو فقیر کے والد ماجد نے لکھا ہے دوسرا ہدیہ صفویہ جو مکرمی و معظمی
مولوی محمد احسن نے لکھا ہے اور آپ نے نو آدمیون کو خلیفہ کیا ہے ایک تو
حضرت مرشد برحق اور آٹھ اور چراغ علی شاہ صفی پوری سعد اللہ شاہ صفی پوری
شاہ علی محمد ساکن سانڈی علی رضا شاہ سرگروہ مداریہ احمد اللہ شاہ آسیونی

Marfat.com

مرزا احمد شاہ لکھنوی شاہ سلیمان ولایتی اور یہ سب انتقال فرما چکے اور حضرت
امیر اللہ شاہ کو سنہ بارہ سو ستتر ہجری میں سجادہ نشین کیا تھا وہ آپ کی
جگہ پر ہیں اور جب انکو خلیفہ کیا تھا تمام درگاہ آدمیوں سے بھری تھی چھوٹے
بڑے سب آپ کی تاثیر سے روتے تھے اور جناب امیر اللہ شاہ آپ کے
فرزند اکبر ہیں عمر شریف اکاسی برس کی ہوئی جو وقت انتقال فرمایا اُس وقت
جو شخص وہاں آتا تھا یہ سمجھتا تھا کہ آپ کے انفاس متبرکہ سے اللہ اللہ جاری
ہے اور فی الواقع اپنا مرتبہ وہ آپ ہی جانتے تھے یا جسکو شناسا کیا سنہ بارہ سو
اکاسی ہجری میں جمادی الاخری کی بیسوین تاریخ کو اور دوشنبہ کی رات
کو پچھلے وقت آپ کا وصال ہوا ادخلہ بجلدہ آپ کی تاریخ ہے اور سوا اسکے [۱۲۸۱]
بہت تاریخیں ہیں فقیر نے منقوطہ اور مہملہ وغیرہ صنایع میں بائیس تاریخیں
لکھی ہیں اور بہتیرون نے تصنیف کی ہیں روضۂ مقدس حضرت شاہ افہام اللہ
کے گنبد شریف کی پشت پر خاص صفی پور میں ہے یزار و متبرک ہے سید
سرفراز حیدر رئیس صفی پور نے جو آپ کے مرید تھے بنیاد ڈالی تھی اور گنبد
بھی تیار ہو گیا تھا الا چندے بے قلعی رہا اسوجہ سے اُس میں نقصان آیا
دوبارہ چودھری محمد خصلت حسین بہادر نے اُسکو کھلوا کر پھر درست
کرایا مگر ہنوز پورا پورا تیار نہیں ہے یقین ہے کہ اب جلد ہو جاوے

ذکر خیر پیر بے نظیر حضرت شاہ غلام پیر قدس اللہ سرہ

آپ کا نام نامی شاہ محمدی ہے اور غلام پیر بھی اور پیر میان عرف ہے
اور آپ شیخ صدیقی ہیں اور آپ کے والد کا نام شاہ نصرت اللہ ہے
اور آپ شاہ نعمت اللہ عرف پیر بدھنی کی اولاد میں ہیں اور یہ بزرگ پیر بدھنی
اس وجہ سے مشہور تھے کہ کسی بادشاہ کے لشکریون کو ایک بدھنی سے

Marfat.com

پانی پلایا تھا اور آپ کا وطن سانڈی ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت
شاہ افہام اللہ قدس سرہ کے ہین ایک بار سانڈی اور صفی پور کو
آتے تھے راہ مین پیشاب کرنے لگے کالے سانپ نے کاٹ کھایا بیہوش
ہو گئے اُس حالت مین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو دیکھا ایک قسم کی پتی آپکے
ہاتھ میں دی کہ اس گھاس کو نچوڑ کر پی لو تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں
آئے مرید سے کہا کہ اس گھاس کو تلاش کرو وہاں پر وہ گھاس بہت تھی آپنے
نچوڑ کر پی لی بالکل اچھے ہو گئے جب صفی پور میں پہونچے حضرت شاہ افہام اللہ
قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ مددگار رہت اچھا پایا اور آپ نے سوا جناب
قبلہ وکعبہ محمد حفیظ اللہ شاہ کے کسی کو اجازت اور خلافت نہیں دی
آپ کے بعد چندروز آپ کے بھائی شاہ غلام محی الدین آپ کی جگہ پر
رہے اور یہ کہیں اور سے فیض یاب تھے بعد چندے آپ کے داماد شاہ
علی محمد صاحب نے آپ کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ ہماری جگہ خالی
ہے چلے آؤ وہ عمل انگریزی میں پچاس روپیہ ماہواری کے نوکر تھے نوکری کو
ترک کر کے چلے آئے اور جناب قبلہ وکعبہ حضرت محمد حفیظ اللہ شاہ کے ہاتھ
پر بعیت کی اور خلافت اور اجازت پا کر اُنکے مقام پر بیٹھے بعدہ شاہ
علی عابد اُنکے بیٹے اور مرید اور خلیفہ اُن کی جگہ پر بیٹھے اور یہ اب موجود
ہیں اور بموجب وصیت جناب امیر اللہ شاہ صاحب سے بھی اجازت
لیگئے ہیں پیر میاں صاحب کا وصال جمادی الاخری کی پندرھویں کو سنہ
بارہ سو اکاون ہجری میں بدھ کے دن واقع ہوا تاریخ یہ ہے **قطعہ** آں
غلام پیر پیر رہنماسے ؛ شد بمینو از جہاں جانگداز ؛ گفت تاریخش عزیز خستہ
دل ؛ رفتہ از دنیا بہ جنت پاکباز ؛ شاہ علی محمد صاحب کا وصال سنہ

Marfat.com

بارہ سو بیاسی میں ہوا تاریخ یہ ہے ع دربہشت پاک بادا جایگاہش نز
۱۲۸۲
مزار مقدس سانڈی میں ہے بیزار و بتبرک یہ۔

ذکرِ خیر مرشد کامل درویش واصل حضرت شاہ افہام اللہ قدس

اللہ سرہ آپ کا نام نامی حضرت شاہ افہام اللہ ہے اور آپکے والد کا نام
مخدوم بخش اور آپ شیخ قدوائی ہیں اور آپ مجرد اور حضور تھے اور آپ کا وطن
بٹھولی ہے اور یہ موضع لکھنؤ سے تین چار کوس پر چنہٹ کے پاس واقع ہے
اور آپ شاہ عبد الرشید امجدی کے مُرید اور خلیفہ ہیں اور امجد عظیم آباد کے
پاس ہے شاہ عبد الرشید نے حضرت شاہ صفی کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ یہ فرزند
ہم کو دو ہیں فوراً آپ کو حکم دیا کہ صفی پور کو جاؤ آپ روانہ ہوئے اور ایک
آواز آپ کے کانوں میں آنے لگی کہ چلے آؤ آپ سیر کرتے ہوئے اسی آواز پر
بستی تک آئے وہاں سے وہ آواز بند ہو گئی مدّت دراز تک وہاں مقیم
رہے ایک دن وہاں کے لوگ چلنے پر آمادہ ہوئے آپ نے پوچھا کہاں
جاؤ گے لوگوں نے کہا صفی پور میں مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کا عرس
ہے پوچھا کتنی دور ہے کہا تین چار کوس فرمایا سبحان اللہ ع یار درخانہ و
من گرد جہاں میگردم؛ پھر آپ بھی مستعد ہوئے گاؤں سے باہر نکلتے ہی
وہ آواز بدستور آنے لگی جب یہاں پہونچے تو حضرت شاہ عبد اللہ صاحب
سجّادہ کی خدمت میں حاضر ہو کر خلافت اور اجازت پائی اور حضرت
مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ سے فیض اویسیت پاکر کامل مکمل ہو گئے اور
آپ نے آٹھ آدمیوں کو خلیفہ کیا ہے شاہ پیر محمد عرف چھدئی میاں پیرزادہ
صفی پوری اور یہ آپ کے جانشین تھے چنانچہ اوپر ہو چکا شاہ محمدی عرف
پیر میاں ساکن سانڈی شاہ علیم اللہ ساکن نوتنی شاہ مان اللہ ساکن لکھنؤ انکا

مکان خدایار خاں کے کٹرے میں تھا حاجی کرم صفی صفی پوری شاہ حسام الدین لکھنوی یہ گوگھاٹ میں رہتے تھے شاہ نصرت اللہ ساکن سانڈی شاہ محمدی کے والد جو داخل سلسلہ ہیں مولوی فضل عظیم خاں صفی پوری سنا گیا ہے کہ انکے کسی مقام پر درد اُٹھا کرتا تھا آپ نے کوئی عمل بتلایا اُسکے پڑھنے سے افاقہ ہوجاتا تھا جب آپ انتقال فرما گئے ایک دن وہ درد اُٹھا اور وہ عمل مولوی صاحب موصوف کو یاد نہ رہا بہت پریشان ہوئے اُسی حالت میں آنکھ لگ گئی آپ نے آکر ازسرنو ارشاد کیا اور فرمایا ع من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ؛ سنہ گیارہ سو چھیانوے میں ربیع الاول کی اکیسویں بدھ کے دن آپ نے وفات پائی بجوار قرب برفت تاریخ ہے ۱۱۹۶ اور شاہ پیر محمد نے سنہ بارہ سو اکیس میں وفات پائی نوید سے برحمت یافت ۱۲۲۱ اُنکی تاریخ ہے پھر شاہ علی محمد عرف کرم میاں آپ کی جگہ پر ہوئے سنہ بارہ سو ستائیس میں اُنکا وصال ہوا نوید سے از رحمت یافت ۱۲۲۷ اُنکی تاریخ ہے مزار شریف صفی پور میں سے یزار و تبرک ہے اور یہ دونوں قبریں بھی آپ کی درگاہ میں ہیں۔

ذکر خیر کرامت دستگاہ حضرت شاہ عبداللہ صاحب سجادہ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ آپ کا نام شاہ عبداللہ ہے اور حضرت شیخ بھولن مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے صاحب سجادہ آپ کے سگے چچا تھے اور لاولد تھے آپ کو اپنے مقام پر کر گئے حضرت شاہ قدرت اللہ اور حضرت شاہ انعام اللہ دونوں آپ کے خلیفہ ہیں اور آپ بھی لاولد تھے حضرت شاہ محمد بن شیخ محمد نعمت اللہ آپ کے بھتیجے تھے وہی آپ کے سجادہ نشین تھے اور یہ بزرگ شاہن میاں کرکے مشہور تھے حضرت نوازش محمد فرماتے تھے کہ جب نواب آصف الدولہ صفی پور

میں آئے تو اُنکے پاس بھی حاضر ہوے اُنکے ایک مرید نے نواب کی پیشانی پر بوسہ دیا
ہیبت الٰہی سے چپ رہے جب باہر گئے مولوی فضل عظیم خاں سے کہا
کہ مولوی میں اس درویش کے خیال سے خاموش رہا ورنہ باباجان کی قسم
قرولی اُسکے پیٹ میں بھونک دیتا اور اُنھوں نے مخدوم صاحب کے
مزار پر ایک چراغ پایا تھا جب داصل ہوئے وہی لفظ چراغ تاریخ ہوگئی
پھر اُنکے بیٹے شاہ ولی محمد صاحب سجّادہ ہوئے اور یہ بزرگ نہایت
متواضع تھے اور بڑے صالح موضع گردرہ وغیرہ سے جسقدر اُوکھیں
آتیں برابر حصّہ داروں کے گھروں میں بھیجتے اگر برابر تقسیم نہ ہوسکتیں تو ناپ
ناپ کر تراشی جاتیں شیخ صاحب عالم میرے نانا مجھ سے کہتے تھے کہ میں اپنے
شباب میں تاڑی پیتا تھا ایک دن حضرت ولی محمد صاحب سجّادہ کے پاس
گیا فرمایا تو مخدوم کی اولاد میں ہوکر تاڑی پیتا ہے میں نے انکار کیا اور
وہاں سے آکر پھر تاڑی پی فوراً بخار شدید آیا بیہوشی میں کیا دیکھتا ہوں کہ
حضرت ولی محمد سرہانے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کیوں پھر تاڑی پیئے گا
اور جناب قبلہ و کعبہ حضرت محمد حفیظ اللہ شاہ پائیں میں کھڑے ہوئے کہتے
ہیں کہ ابکی بار معاف کیجیے اب نہ پیے گا جب میں ہوش میں آیا تائب ہوگیا اور
بخار بھی جاتا رہا اور جناب قبلہ و کعبہ محمد حفیظ اللہ شاہ فرماتے تھے کہ
یہ بزرگ پاس انفاس میں کامل تھے اور آپ ہی نے بموجب وصیت کے
اُنکو نہلایا ہے اور دفن کیا ہے سنہ بارہ سو تنتیس میں انکا وصال ہوا
تاریخ یہ ہے موزونی کی غرض سے مکرر ہے ع بہشت یاد قرار دے
بہشت باد قرار دے ہُوا اور اس خاندان کی تعظیم ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے
پھر اُنکے بیٹے حضرت نوازش محمد صاحب سجادہ ہوئے یہ بزرگ نہایت

بھولے تھے اور امور دنیا سے بہت کم آگاہ تھے فقیر کے خسر منشی احمد علی
مرحوم انکے عزیز قریب تھے اور انکے سگے بھانجے بھی ہا ہے تھے غدر میں اور
بعد غدر چند روز انھیں کے گھر میں رہے تھے فقیر بھی اُنکے سبب سے وہیں
تھا دیکھتا تھا کہ اُنکے گانوں کا روپیہ انکے مختار کھاتے تھے اور عیش کرتے
تھے اور یہ مع اہل وعیال دو دو تین تین وقت بیٹھے رہتے اور ہرگز شکایت
نہ کرتے بلکہ ایک ایک سے ڈرتے اور خود خبر نہوتے اور اُن لوگوں کے
ساتھ پس پشت بھی سوانکی کے بدی کا خیال نہ کرتے اور جب جناب امیر اللہ
شاہ صاحب بیٹھ رہے تب اُنھوں نے بھی ایک کلاہ تبرکاً تیمناً عنایت فرمائی
اور انتقال کے وقت وصیت کی چنانچہ جناب امیر اللہ شاہ نے نہلایا اور
دفن کیا تاریخ یہ ہے قطعہ از جہاں رفت درارم ناگاہ ؛ آں نوازش محمد
واصل ؛ گفت گویندۂ بگوش عزیز ؛ ہاے شیخی وپیر صاحبدل ؛ انکے بعد
برادرم حضرت شاہ الطاف محمد صاحب سجادہ ہوئے اور انکو ان کے والد
نے حضرت مرشد برحق کے سپرد کیا تھا اور آپ نے تربیت فرما کر خلیفہ
کیا اور ذوالفقار اللہ شاہ نام رکھا اور یہ پہلے سے اپنے والد کے مُرید
تھے اور آخر میں خلیفہ بھی ہوئے اور حضرت مرشد برحق کی جناب میں
اخلاص کامل رکھتے تھے اور کوئی خدمت باقی نہیں رکھی اور حضرت
مرشد برحق باوجود خدمتوں کے آداب سجادہ نشینی کو
انکے ساتھ برابر مرعی فرماتے تھے جب تک یہ نہ آتے سماع شروع نہ ہوتا اور
جب آتے تو تعظیم فرماتے اور یہ ایک بے نظیر اور مردانہ آدمی تھے بائیس تئیس برس
کی عمر میں ایک بیٹا شیر خوارہ میاں خادم محمد نام چھوڑ کر قضا کر گئے مات شہیداً
حیاً نقیاً انکی تاریخ ہے ۱۲۹۱ سوم کے دن میاں خادم محمد صاحب سجادہ ہوئے اور

جناب امیر اللہ شاہ صاحب نے حضرت بندگی شیخ مبارک کا خرقہ اپنے
ہاتھوں سے اُنکے سر پر رکھا اور ان سب کی قبریں مخدوم صاحب کی درگاہ میں
ہیں آب پھر حضرت شاہ عبد اللہ کا حال لکھتا ہوں کہتے ہیں کہ یہ بزرگ مجذوب
روش تھے اور آپ کی درگاہ میں جنات رہتے ہیں کبھی آباد نہیں ہوتی برادرم
شاہ الطاف محمد فرماتے تھے کہ ایک بار میں آدھی رات کو اُدھر سے نکلا
پہلے میں نے ایک کُتّے کو دیکھا پھر وہ کُتّا غائب ہوگیا اور ایک آدمی نے
ظاہر ہو کر میرے ہاتھ کو زور سے پکڑ کر کہا کہ تم رات کو کہاں جایا کرتے ہو۔
آج سے اسوقت ہرگز اُدھر ہو کر نہ نکلنا وفات شریف ربیع الاوّل کی چھٹی
تاریخ کو سنہ گیارہ سو ترسٹھ ہجری میں واقع ہوئی تاریخ یہ ہے قطعہ شیخ آفاق
شاہ عبد اللہ ٭ چوں بفردوس دامن افشاں رفت ٭ گفت تاریخ او عزیز بفور ٭
سوئے ملک ارم بیا کان رفت ٭ درگاہ شریف صفی پور میں ہے یزار و تبرک ہے۔
ذکر خیر شمع انجمن حضرت شیخ بھولن صاحب سجّادہ مخدوم شاہ ۱۱۶۳
صفی قدس اللہ سرہ آپ کا اسم مبارک شیخ بھولن ہے اور آپ کے والد کا
نام شیخ زاہد اور آپ مُرید اور سجّادہ نشین اُنھیں کے ہیں اور آپ کے
وقت میں مال فتوحات بہت تھا ایسا کہ مٹھوریں روپیوں اور اشرفیوں
سے بھری جاتیں اور شیخ بھولن اور اُنکی اہلخانہ دونوں ایسے بھولے تھے
کہ جب چند روز گذر جاتے تو لونڈیاں کہتیں کہ روپیوں کو سُکھلانا چاہئیے
ایسا نہ ہو کہ زنگار رکھا جائے وہ کہتے کہ اچھا پھر دھوپ میں ڈال دیتیں اور
جسقدر جی چاہتا لے لیتیں اور ترازو میں تولتیں کہ اسقدر سوکھ گیا اور جب
آپکے بعد آپکا روضہ بنا تو آپ کی اہلخانہ نے معمار کو سونے کے کڑے پنھائے
اور آپ کے والد اور دادا کے مزارات بھی آپ کے گنبد میں داخل ہوگئے ہیں رجب

Marfat.com

کی پہلی کو سنہ گیارہ سو چار ہجری میں آپ کا وصال ہوا ہے ہے غم دل آپکی تاریخ ۱۱۰۴
ہے مزار مقدس مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کی درگاہ میں ہے یزار و یتبرک بہ۔
ذکر خیر درویش عابد حضرت شیخ زاہد صاحب سجادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شیخ زاہد ہے اور آپکے والد کا نام شیخ عبد الواحد اور آپ مرید اور سجادہ نشین اُنھیں کے ہیں رمضان کی بارھویں کو سنہ ایک ہزار پچانوے میں انتقال فرمایا ہے ہے داغ جانہا ۱۱۹۵
آپ کی تاریخ ہے مزار مقدس شاہ بھولن کے گنبد میں ہے یزار و یتبرک بہ۔
ذکر خیر صالح وزاہد حضرت شیخ عبد الواحد صاحب سجادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک عبد الواحد ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا نام شاہ عبد الرحمن اور آپ مُرید اور سجادہ نشین اپنے والد کے ہیں ربیع الاول کی تیسری کو سنہ ایک ہزار پچھتر ہجری میں آپ کا وصال ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ مقبول خدا عبد الواحد ؛
چوں کرد بخلد بریں اوا ؛ گفتیم عزیز بتاریخش ؛ بہ بہشت آسودہ کبار ۱۰۷۵
آسا ؛ مزار مقدس شیخ بھولن کے گنبد میں ہے یزار و یتبرک بہ۔
ذکر خیر سرحلقۂ پاکان حضرت شاہ عبد الرحمن صاحب سجادۂ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شیخ عبد الرحمن ہے اور آپ کے والد ماجد کا نام بندگی شیخ اکرم اور آپ مرید اور سجادہ نشین اُنھیں کے ہیں اور آپنے تین نکاح کیے اور تینوں بیبیاں صاحب اولاد تھیں اور سب کی اولاد باقی ہے شوال کی گیارھویں کو سنہ ایکہزار سینتالیس ہجری میں آپکا وصال ہوا داغ بدلہا آپکی تاریخ ہے مزار مقدس شیخ اکرم کے گنبد میں ہے یزار و یتبرک بہ۔
ذکر خیر درویش مکرم بندگی شیخ اکرم صاحب سجادۂ مخدوم شاہ

صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شیخ اکرم ہے اور آپ
بندگی شیخ مبارک کے فرزند اور سجادہ نشین ہیں ربیع الآخر کی تیسری کو
سنہ ایک ہزار چھبیس ہجری میں آپ کا انتقال ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ
درویش مکرم دسراپا اکرم ÷ چوں رفت ز دنیا بسرا ے باقی ÷ گفتیم عزیزا
بوصالش تاریخ ÷ او بازرسیدہ بخدا ے باقی ÷ گنبد شریف مخدوم شاہ
صفی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ میں متصل دروازہ واقع ہے یزار و تبرک بہ ۱۰۲۶

ذکر خیر مخدوم متبرک مخدوم بندگی شیخ مبارک سجادہ نشین خاص
حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
شیخ مبارک ہے اور آپ کے والد کا نام شیخ عبدالملک بن شیخ محمد لدن بن
شیخ محمد گدن بن شیخ محمد جعفر بن شیخ محمد مجھلے بن شیخ محمد غوث بن شیخ محمد حق گوئے
طاب یادپران بن مخدوم شیخ اعلی جاجموی بن قاضی سراج بن شیخ ابوالفتح بن
شیخ محمد عمر بن شیخ ابوبکر بن شیخ عبدالقادر بن شیخ حسن زنجانی بن شیخ عبدالمجید
بن شیخ عبدالکریم بن شیخ عبدالجلیل بن شیخ عبداللہ بن امیرالمومنین عمر
فاروق رضی اللہ عنہ اور آپ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے حقیقی
بھانجے ہیں شیر خوارہ تھے جب مخدوم شاہ صفی جاجمو کو گئے اور اپنی بہن سے فرمایا
کہ یہ لڑکا ہمارا ہے ہم کو دو انھوں نے قبول کیا جب صفی پور کو آنے لگے فرمایا
ہمارے بیٹے کو لاؤ ہم دایہ کو رکھ کر پرورش کرینگے اُنھوں نے بمقتضاے محبت
کہا سوتا ہے فرمایا سونے دو جب مخدوم شاہ صفی تھوڑی دور نکل آئے آپ کی
بہن نے دیکھا کہ لڑکے میں دم نہیں بیدم ہے شیخ عبدالملک سے کہا اُنھوں
نے کہا کہ تمھارے بھائی ولی اللہ ہیں تم نے اُنسے وعدہ کیا اور پورا نہ کیا پس
فوراً آدمیوں کو دوڑایا مخدوم شاہ صفی راہ سے پھر گئے اور پکار کر

اُٹھایا بندگی شیخ مبارک نے آنکھیں کھولدیں پھر مخدوم صاحب نے یہاں
لاکر پرورش کیا اور آپ ہمیشہ شکار وغیرہ کیا کرتے مخدوم صاحب خبر
نہوتے ایک دن مسجد میں تشریف رکھتے تھے آپکو پاس بلا کر فرمایا کہ تم تو
ہمارے برابر ہو گئے یہ فرماتے ہی آپ کا حال بدل گیا حجابات اُٹھ گئے بعد
آپ نے مُرید کرکے سجادہ نشین کیا حضرت نوازش محمد صاحب سجادہ
فرماتے تھے کہ آپ مخدوم شیخ سارنگ کے مزار پر گئے تھے وہیں انتقال
فرمایا اور وصیت کی کہ ہماری نعش کو مخدوم شیخ مینارح کے مزار پر لیجاکر
صفی پور کو لیجانا جب لوگ لکھنؤ میں پہونچے بھول گئے شہر سے پچھم طرف نکل
آئے اور لاش کو رکھ کر اپنے حوائج میں مصروف ہوئے پھر جب لاش کو
اُٹھانا چاہا تو چارپائی نے جنبش نہ کی تب سبکو یاد آیا پھر چارپائی کو اُٹھایا
تو اُٹھ آئی اور حضرت شیخ مینا کے مزار پر لیجاکر آستانہ شریف کے نزدیک
رکھدیا آپ نے سر مبارک کو اُٹھا کر آستانہ عالی پر رکھا اور پھر بدستور
ہو گئے برادرم مخدومی احمد اللہ شاہ کہتے ہیں کہ حضرت مرشد برحق بھی
اس واردات کو فرماتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جب آپکا وصال ہوا
تو مدت تک مزار شریف کے سرہانے سے پانی نکلا کیا اُس پانی سے
مجنون اور مریض اور آسیبی شفا پاتے تھے پھر بند ہو گیا کوئی مریض امیر
یہ سنکر دور سے آیا یہاں آکر معلوم ہوا کہ اب وہ پانی نہیں نکلتا آپکے مزار پر
حاضر ہو کر بہت رویا پھر جاری ہو گیا اور وہ مریض تندرست ہوا اُسکے بعد اب تک
جاری نہیں ہوا الا ننھے ننھے سوراخ مزار شریف کے سرہانے موجود ہیں اور
جب مخدوم شاہ صفی کا وصال ہوا ہے تو آپ کی والدہ مخدوم صاحب کے
پاس حاضر ہو کر رونے لگیں کہ اب میرے لڑکوں کو کون پرورش کریگا مخدوم صاحب

Marfat.com

نے چشمان خدابیں کو کھول کر فرمایا کہ اس وقت ہمارے اور خدا کے درمیان
راز و نیاز ہے ہم کو اپنی حالت میں چھوڑ دو اور تمھاری اولاد کو پہنچے یا دل سی روٹی
اور پانی ساشوربا دیا اور آپ کے ایک بھائی اور تھے مخدوم عالم نام اور انکو
عبد الملک بھی کہتے ہیں انکی اولاد جاجمؤ میں ہے رجب کی چوبیسویں کو سنہ نوسو
چھپن میں آپکا وصال ہوا بہشت آرا ہے ۹۵۶ ولا آپ کی تاریخ ہے گنبد مقدس
مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے روضۂ مطہر کے پاس ہے یزار و متبرک ہے اور
آپکے ایک خلیفہ ہیں شاہ بدر انکا مزار بھی آپکے گنبد کے پائیں میں باہر پورب کیطرف
کونے پر واقع ہے جس حاجتمند کی حاجت انکی التجا سے برآتی ہے میٹھی کھچڑی پر نیاز کرتا ہے

ذکر خیر نظام الاولیا امام الاصفیا حضرت عبد الصمد بن علم الدین عرف شیخ صفی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
عبد الصمد ہے اور عرف شاہ صفی اور نسبت نامہ آپ کا امیر المومنین عثمان رضی اللہ
عنہ سے ملتا ہے جسقدر اسما معلوم ہیں یہ ہیں شاہ صفی بن علم الدین بن
زین الاسلام بن مولانا شیخ اکرم بن مولانا شاہ علی بن مولانا شاہ نور بن مولانا شاہ
عبد اللہ اور آپ ولی مادرزاد تھے ایام خرد سالی میں ایک معلم کے پاس
پڑھنے کو جاتے تھے اور معلم موصوف نے باری مقرر کی تھی کہ ہر روز ایک لڑکا
جلانے کا تیل لے آتا ایک روز آپ کی باری تھی اتفاقاً تیل راہ میں گر گیا
آپ پیشاب کر کے لیگئے جب معلم نے چراغ جلایا تو خوشبو پیدا ہوئی پوچھا
آج تیل کون لایا ہے لڑکوں نے آپ کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تھا
کہدیا معلم نے پڑھانا موقوف کیا آپنے فرمایا تمھاری قبر پر گدھے لوٹینگے
چنانچہ آج تک یہ کرامت آپ کی ظاہر ہے کہ اکثر دھوبیوں کے گدھے اسی مقام پر
موجود رہا کرتے ہیں اور جب دھوبی کا گدھا کھو جاتا ہے وہیں ملتا

Marfat.com

ہے فقیر نے بارہا دیکھا ہے اور جو چاہے خیال رکھے اور دیکھ لے اور
باوجودیکہ بعضے لوگوں نے ایک چھوٹا سا حظیرہ بنواکر دروازہ لگا دیا تھا مگر
دروازہ بند ہی رہا کیا اور گدھے دیواریں پھاند کر قبر تک پہونچ جایا کئے اور
آپ بارہ یا تیرہ سال کے تھے کہ خیرآباد میں پہونچے اور حضرت مخدوم
شیخ سعد قدس اللہ سرہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُنھیں کے خانقاہ شریف
میں پڑھنے لگے اور اُس زمانے میں آپ کی وضع یہ تھی کہ ٹوپی سر مبارک پر
رکھے ہوئے اور دوپٹہ کاندھوں پر پڑا ہوا اور پائجامہ پہنے ہوئے اور
پڑھنے میں نہایت کوشش کرتے تھے ایکدن مخدوم شیخ سعد نے آپکی طرف التفات
سے دیکھا اور پاس بلا کر پوچھا کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے آپنے کہا کہ عبد الصمد
میرا نام ہے اور صفی میرا عرف ہے پوچھا کہ کہاں رہتے ہو کہا سائے پور
میں پوچھا تمھارے باپ کا نام کیا ہے کہا علم الدین اور مخدوم شیخ سعد مولانا
علم الدین کو بخوبی جانتے تھے فرمایا کہ تم ہمارے پاس پڑھا کرو کسی اور کے پاس نہ
پڑھو تم کو ہم تعلیم کرینگے اُس روز سے آپ مخدوم شیخ سعد کی خدمت میں مشغول
رہنے لگے اور پڑھنے لگے چند روز کے بعد مخدوم شیخ سعد نے فرمایا کہ تم کھانا
باورچی خانہ میں کھاتے ہو اب ہمارے ساتھ کھایا کرو اور اس باب میں تاکید
فرمائی اور مخدوم شیخ سعد کبھی تیسرے دن کبھی چوتھے دن سد رمق نوش
فرماتے تھے اور جب تک کوئی مہمان نہ آتا نہ کھاتے آپ بھی اُنکے ساتھ
کھاتے اور بھوک پیاس کی تکلیف کھینچتے اور باوجود سختی کے خدمت گزاری میں
سُستی نہ فرماتے ایک دن مخدوم شیخ سعد نے آدھی رات کو کہا کہ اس وقت
مولی کہیں مل سکتی ہے آپ نے کہا کہ آدھی رات کا وقت ہے اور مولی کی فصل
نہیں ہے اور معاً کہا کہ جاتا ہوں ڈھونڈھونگا پھر آپ خانقاہ سے باہر

نکلے اور خیر آباد کی ہر گلی میں گھومتے تھے اور ایک محلے سے دوسرے محلے میں جاتے تھے کوئی دروازہ کھلا ہوا انہیں پاتے تھے اور کسی کو جاگتے ہوئے نہیں دیکھتے تھے کہ دریافت کریں آخر تھک کر گئے اور ایک جگہ پر بیٹھ کر رونے لگے ایک مرد اپنے گھر میں جاگا اور اپنی عورت سے کہا کہ کوئی دردمند روتا ہے خبر لینا چاہیئے اور اُٹھ کر گھر سے باہر نکلا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کیوں روتا ہے آپ نے کہا کہ مجھ کو مولی درکار ہے کہا کہ فصل نہیں ہے اس گفتگو میں دو تین آدمی اور جمع ہوئے ایک عورت نے کہا کہ میں نے فلانے کے گھر میں مولی کا درخت اُگا ہوا دیکھا ہے سب ملکر اُس شخص کے دروازے پر گئے اور آدمیوں کو جگا کر حال کہا صاحب خانہ دو مولیاں لے آیا لوگوں نے خوب پانی سے دھوکر آپ کو دیں آپ مخدوم شیخ سعد کے پاس لیگئے مخدوم شیخ سعد نے فرمایا کہ تجھ سے سب کچھ ہوگا تیرے نزدیک ہر مشکل آسان ہے اور جب مخدوم شیخ سعد نے آپ کو چلے میں بٹھلایا تو تیسرے دن سب علویات اور سفلیات آپ پر کھل گئے جب خلافت پائی تو سب خلفا پر مقدم ہوگئے مخدوم شیخ سعد کے خانقاہ میں بیٹھ کر لوگوں کو مرید کرتے تھے حاسدین نے مخدوم شیخ سعد سے کہا کہ شیخ صفی خانقاہ کا ادب نہیں کرتے ہیں فرمایا کہ تم اُنکے مراتب کو نہیں جانتے ہو وہ میری منزل سے گذر کر میرے پیر کے مقام پر پہونچے ہیں جب مخدوم شیخ سعد انتقال فرمانے لگے تو اپنے بھتیجے کو جنکا نام شیخ محمود تھا اپنی جگہ پر سجادہ نشین کر گئے لوگ اُنکے سامنے بھی آپ کی شکایتیں کرتے تھے حتی کہ وہ بھی واصل الی اللہ ہوئے الا حاسدین بدستور حسد کرتے رہے اور آپ کا دستور تھا کہ مخدوم شیخ سعد قدس اللہ سرہ کے عرس میں ایک جماعت کثیرہ کو اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے فقرا اور طلبہ اور مریدین اور مطربین ہمراہ ہوتے تھے جو لوگ

Marfat.com

دیکھ نہ سکتے تھے بدزبانیاں کرتے تھے انجام کار آپ دل گرفتہ ہوئے اور
فرمایا کہ میں ہر سال اپنے پیر کے عرس میں حاضر ہوتا ہوں کہ اُنکے مزار کا طواف
اور اُنکے خلفا کی پابوسی حاصل کروں مگر یہ لوگ مجھ پر مہربانی نہیں کرتے اب
نہ آؤنگا یہ کہکر چلے آئے پھر نہیں گئے اسقدر تو سنابل میں لکھا ہے باقی مشہور
ہے اور متفرق حالات میں لکھا ہوا بھی ہے کہ جب چلنے لگے تو فرمایا کہ میں جاتا ہوں
اور اپنے پیر کو بھی لیے جاتا ہوں مگر ایک درخت لگائے جاتا ہوں اُسکی چھاؤں
میں لوگ آرام پاوینگے اور درخت سے اشارہ ہے مخدوم اللہ دیہ قدس اللہ
سرہٗ کیطرف جو آپ کے خلیفہ تھے اور آپ کے سب خلفا اہل علم تھے کسی جاہل کو
آپنے خلیفہ نہیں کیا اور جسطرح مخدوم شیخ سعد حصور تھے آپ بھی حصور رہے
اور آپ صاحب جلال تھے جسپر آپ کی نظر پڑجاتی دیر تک بیخود رہتا اور حضرت
مرشد برحق فرماتے تھے کہ مریدین گھاس کے مُٹھے باندھ کر تیار رکھتے تھے
جب آپ حجرۂ شریف سے باہر نکلتے تو ایک ایک مُٹھا سامنے کرتے تھے وہ
سب جل جاتے تھے اُسکے بعد آپ ادھر اُدھر دیکھتے تھے اور باوجود اس جلال
کے ایسے منکسر تھے کہ مخدوم شیخ سعد کے خانقاہ میں کسی غلام کا ایک لڑکا تھا
صفیا نام جب کوئی اُسکو پکارتا تو آپ بولتے اور یہ خیال نہ فرماتے کہ مجھ کو صفیا
کون کہیگا حکایت ایک بڈھی عورت آپ کی ارادتمند تھی کسی عامل ظالم
نے اُسکے گھر کو کھود کر اپنے گھر میں داخل کر لیا اُسنے آپ کے پاس آکر
فریاد کی آپنے سفارش کی اور تین بار اُس عامل کو پیام بھیجا کہ اُسکے گھر کو چھوڑ دے
اُسنے غرور حکومت سے نہ سنا آپ نے اپنا اُگال اُس عورت کو دیا کہ عامل
کے گھر میں پھینکدے مخدوم شیخ سعد نے نور باطن سے آگاہ ہو کر اُس عورت
کو بلالیا اور اُگال اُسکے ہاتھ سے لیکر خود عامل کے مکان پر تشریف لیگئے اور

Marfat.com

کہا کہ تونے سفارش صفی کی نہ سُنی اُنھوں نے یہ اُگال اسکو دیا ہے یہ کہکر اپنے ہاتھ سے اُگال کو گھاس پر ڈالا معاً سب گھاس جل گئی اور زمین اُس جگہ کی بانسوں دھنس گئی تب فرمایا کہ اگر یہ عورت اِس اُگال کو تیرے مکان پر پھینکتی تو سارا مکان بحیثیت مجموعی مع آدمیوں کے جلکر قعر زمین کو پہونچتا حاکم یہ حال دیکھ کر فرماں پذیر ہوا اور معافی چاہی اور فقیر نے سُنا ہے کہ وہ مقام ابتک خیرآباد میں موجود ہے اور صفی غار کرکے مشہور ہے چنانچہ مخدومی عین اللہ شاہ کہتے ہیں کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں حکایت ایک دن آپ کسی ندی کے کنارے غسل کرتے تھے دفعتہً ایک جوگی آیا اور کہا کہ شیخ سعد کو دیکھنے جاتا ہوں دیکھوں کہ وہ کچھ آگ رکھتا ہے یا نہیں اور شہر میں پہونچکر اپنے استدراج سے آگ کو بُجھا دیا اور مخدوم شیخ سعد کے پاس جاکر کہا کہ مجھ کو تھوڑی آگ چاہیئے منگوا دیجیے آپ نے کسی مُرید کو حکم دیا کہ آگ لادے مُرید ادھر اُدھر ڈھونڈھ کر پھر آیا اور کہا کہ آگ نہیں ملتی ہے جوگی پھر پلٹ کر ندی کے کنارے پر پہونچا آپ نے پوچھا کہ ہمارے سعد کو دیکھ آیا جوگی نے کہا کہ ہاں میں نے اُسکی آگ کو ٹھنڈا پایا آپ نے فرمایا کہ تو میرے پیر کی آگ کو سرد کہتا ہے تیری گدڑی میں آگ موجود ہے فوراً وہ جوگی جلنے لگا اور واویلا کرنے لگا مخدوم شیخ سعد آگاہ ہوکر دوڑے اور وہاں پہونچکر اُسکی آگ کو بُجھایا اور آپ سے کہا کہ میں اس جوگی کے ارادے سے واقف تھا اور آگ بھی دکھلا سکتا تھا مگر اُسکے سرد جاننے سے کیا زیاں ہے اور فقیر کو اتنا جلال نہ چاہیئے حکایت یہاں ایک کنواں ہے متھوا اُسکا نام ہے اب مُرورِ ایام سے اندھا ہوگیا ہے یا بے مرمت پڑا ہوا ہے جس زمانے میں نیا بنا تھا کھاری تھا آپ موجود تھے لوگوں نے آکر عرض کیا آپنے اپنا اُگال عنایت فرمایا یا شاید خود تشریف لیجا کر

Marfat.com

لعاب دہن مبارک اُس میں ڈالا کنوئیں کا پانی نہایت شیریں اور خوش مزہ ہوگیا
ایسا کہ مٹھوا مشہور ہوا اور یہ کنُواں چند سال سے بیکار رہا ہے فقیر کے سامنے
تک درست تھا **حکایت** ایک بار زمانۂ قدیم میں کوئی عورت ناواقف گنبد
شریف کے اندر چلی گئی اُسکے تمام بدن میں آبلے پڑگئے جب سے عورتیں
باہر سے زیارت کرتی ہیں اسقدر تو فوائد سعدیہ میں لکھا ہے اور حضرت
مُرشد برحق فرماتے تھے کہ میں ایک روز اکیلا درگاہ میں تھا ایک عورت نے
آکر چاہا کہ گنبد شریف میں جاؤں میں نے ہرچند رُوکا نہ رُکی معاً فریاد کرتی ہوئی
نکلی کہ میں جلی میں جلی اور تمام بدن میں آبلے پڑگئے آخر اُسکے اعزہ حضرت
مُرشد برحق کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے مزار مقدس کی خاک بھیجی اُسکے
ملنے سے آرام ہوئی **حکایت** یہاں سے چار کوس پر ایک قصبہ ہے اسیون
مشہور ہے کہ چندروز آپ وہاں بھی جلوہ افروز رہے ہیں اور بعضے عوام
کالانعام آپ کے ساتھ اکثر تمسخر کرتے تھے اور آپ خاموش رہتے تھے ایکبار
ایک زندہ آدمی کو کفن پنہایا اور جنازہ بنا کرلے آئے کہ نماز پڑھ دیجیے اور وہ
کفن پوش آمادہ تھا کہ جب آپ کہینگے اللہ اکبر تب میں اُٹھ بیٹھونگا آپ نے پہلے
بہت عذر کیا جب لوگوں نے نہ مانا تب نماز پڑھ دی وہ زندہ فی الواقع مُردہ
ہوگیا ناچار سب قدموں پر گرے اور معذرت کرنے لگے الا کچھ سود مند
نہ ہوا اور آپ وہاں سے ناخوش ہوکر چلے آئے مشہور ہے کہ جب وہاں سے چلے
تو فرمایا کہ یہاں فقیر اور اسیر نہ رہیگا چنانچہ یہ کرامت آپ کی آج تک ظاہر ہے
کہ اُس قصبے میں کوئی فقیر کامل نہیں گذرا اور نہ کہیں سے آکر رہا اور بالفرض اگر پہلے
یا پیچھے کوئی گذرا بھی ہو تو محض بے نام ونشان ہوگیا حضرت شاہ حمایت اللہ نون
کے رہنے والے تھے چند مدت وہاں رہے جب وقت آخر نزدیک آیا تب وصیت

Marfat.com

کی کہ میں یہاں نہیں رہ سکتا مخدوم شاہ صفی کا حکم نہیں ہے مگر تم لوگ یاد رکھو گے
تو میں تمہارے ساتھ رہونگا میرے بعد نوتنی کے لوگ مجھ کو لینے آوینگے میرا جنازہ
اُنکو سپرد کرنا جب یہ امر واقع ہوا تب بعضوں نے چاہا کہ خلاف وصیت کو عمل میں
لاویں آپ نے آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ ہماری وصیت بھول گئے ناچار
سب نے مجبور ہو کر جنازہ سپرد کیا اور علیٰ ہذا القیاس جو لوگ آپ کے وقت میں
وہاں آباد تھے خاص اُنھیں یا اُن کی اولاد میں اتبک کوئی امیر نہیں ہوا اسوقت میں
ایک خاندان مولوی حبیب الرحمٰن مرحوم کا البتہ ایسا ہے جسپر امیری کا اطلاق
کر سکتے ہیں سو وہ لوگ سب کے سب مخدوم شاہ صفی کی اولاد میں ہیں شاہ
عبد الرحمٰن آپ کے سجّادہ نشینوں میں تھے وہ اُنکے جدِّ اعلیٰ ہیں **حکایت**
ایک روز آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر کمر بند باندھتے تھے مخدوم
شیخ سعد نے آپ کو پکارا آپ نے جواب دیا پوچھا کیا کرتے ہو کہا کمر بند باندھتا
ہوں فرمایا مضبوط باندھنا آپ نے جواب دیا کہ انشاء اللہ قیامت تک نہ کھلیگا چنانچہ
عمر بھر آپ مجرد رہے اور دوسری طرح ظہور اس کرامت کا یوں ہوا کہ جب رحلت
فرمائی تو کمر بند کی گرہ نہ کھلی چاقو سے کاٹا گیا وہ خرقۂ متبرکہ مع کمر بند جناب
مخدومی عین اللہ شاہ کے یہاں موجود ہے اور وہ گرہ ویسی ہی لگی ہوئی ہے سُنا
جاتا ہے کہ ایک بار کوئی عالم کہیں سے آئے تھے اُنھوں نے کہا کہ یہ سب واہیات
بے اصل ہے ہم اُس گرہ کو کھول دینگے جسوقت خرقۂ متبرکہ کی زیارت کو گئے
اور چاہا کہ گرہ کھولنے کیواسطے ہاتھ بڑھاویں دونوں ہاتھ خشک ہو گئے لامحالہ
بجز توبہ کے کچھ نہ بن پڑی یہ مضمون پیش آیا ع در پاش قتادہ ام بزاری
آیا بود آنکہ دست گیرد؛ **حکایت** جب آپ رحلت فرمانے لگے تب ایک لیمو کاغذی
آپنے چوسا تھا اُس کا چھلکا بھی اُسی خرقۂ متبرکہ کے ساتھ وہیں موجود ہے اگرچہ

Marfat.com

کسیقدر سیاہ ہوگیا ہے لیکن آجتک بجنسہ رکھا ہے اور چاقو کا خود بھی ویسا ہی بنا ہوا
ہے اس سال تک تین سو ترپن برس گذرے ہیں جسکو شک ہو یہاں آکر دیکھ لے
حکایت ایک سال رمضان میں صبح کو آپنے فرمایا کہ کل شب قدر تھی سو میں نے
دعا کی کہ صفی کے چوطے میں دُوب جمے اور تاڑ نے سجدہ کیا تھا سو میں نے اپنی تسبیح کو
اُسپر لٹکا دیا دُوب جمنے سے آپکا مطلب یہ تھا کہ فقیری اس خاندان میں مدت دراز
تک بنی رہے جیسے دوب کی جڑ مدتوں رہتی ہے سو یہ دعا آپ کی بیشک مستجاب
ہوئی کہ فقر آپ کے خاندان میں آجتک موجود ہے اور آپ کے چار خلیفوں سے
اتبک سلسلہ جاری ہے اور وہ تاڑ جسپر آپنے تسبیح کو لٹکایا تھا پہلی انگریزی تک قائم
تھا غدر میں یا غدر کے بعد گر گیا اور وہ تسبیح اُسی صبح کو اُتار لی گئی تھی **حکایت**
علاوہ مراتب کمالات کے آپ علم ظاہر کے بھی عالم تھے اور سب مخدوم شیخ سعد
سے حاصل کیا تھا چنانچہ جب مخدوم شیخ سعد نے کتاب کافیہ کی شرح لکھی صدالصدور
دہلی نے اُسکا رد لکھنا چاہا مخدوم شیخ سعد نے آپکو جوابدہی کے واسطے بھیجا آگے
چلکر معلوم ہوگا **حکایت** ہمایون بادشاہ جب لکھنؤ میں آیا تو اس جوار میں آپکا
ذکر خیر سنکر چاہا کہ حاضر ہو آپ نے سنا فرمایا گدھے نے ماری لات ہمایوں
جاے پڑا گجرات جب لکھنؤ سے پلٹا تو صفی پور کے پاس پہونچکر سو گیا ملازمین پاس
ادب سے جگا نہ سکے صفی پور کے باہر باہر سواری چلی گئی جب فتحپور چوراسی میں
پہونچا تب جاگا پوچھا تو معلوم ہوا کہ صفی پور پیچھے رہگیا اور اُسی وقت کچھ خبر
وحشت اثر گجرات سے آپہونچی ناچار وہاں کا قصد کیا اور کہا کہ شاید حضرت شاہ صفی
کو میرا حاضر ہونا منظور نہ ہوا اور دو سہیلیاں نہایت خوبصورت نوجوان زیورات
سے آراستہ پوشاک زری پہنے ہوئے مع نذر وزیر کے ہمراہ کر کے روانہ کیں کہ یہ
دونوں آپ کی خدمت کرنے کو حاضر ہوتی ہیں جب وزیر یہاں پہونچا تو آپ وضو

کر رہے تھے اُن دونوں سہیلیوں کی جانب نگاہ تیز سے دیکھا دونوں نے لا الٰہ الا اللہ
کہکر اُس پوشاک اور زیور کو اُتار کر تقسیم کر دیا اور تنگ پانچوں کا پائجامہ اور زانو
تک پیرہن اور دوپٹہ اوڑھ کر ایک پانی بھرنے لگی اور دوسری جھاڑو دینے لگی دونوں
عمر بھر خانقاہ شریف میں اپنی اپنی خدمتیں کرتی رہیں چنانچہ اُن دونوں کی قبریں
درگاہ شریف میں موجود ہیں اور جب وزیر چلنے لگا تب آپ نے نذر کو واپس کیا
اور تھوڑے سے تنکے مُصلّے کے اُسکو دیے اُسنے جاکر ہمایوں کو دیے ہمایوں نے
کہا گجرات میں ہماری فتح ہوگی اور چھاؤنی بنے گی پس یہی ہوا اور قرائن سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں نے آپ کو حضور سنکر وہ سہیلیاں بھیجی تھیں حکایت
بختو سائیں نامے یہاں ایک مجذوب تھے کہ صفی پور سے رسول آباد تک پھرا
کرتے تھے اور اُنکی قبر بھی رسول آباد میں ہے اور ابھی اُنکو بہت زمانہ نہیں گذرا
فقیر نے سُنا ہے کہ اُنھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا اور آپ نے اُنکی طرف
توجہ فرمائی مجذوب ہوگئے اور آپ ہی اپنا واقعہ بیان کیا حکایت آپ کے
سجادہ نشینوں میں سے کسی ایک بزرگ کے ہاتھ میں سفید داغ پڑ گئے ایک دن
وہ بزرگ آپ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مزار مقدس کے غلاف کو اُنکر ہاتھ
کو رگڑنا شروع کیا اور کہا کہ جب تک میرا ہاتھ ہمرنگ بدن نہ ہوگا ہرگز نہ اُٹھوں گ
فوراً وہ سب داغ جاتے رہے یہ حکایت حضرت نوازش محمد صاحب سجادہ
نے فقیر سے بیان فرمائی تھی الا مجھ کو یاد نہیں رہا کہ اُنھوں نے کسی بزرگ کا نام
لیا تھا حکایت رسرنگ میاں یہاں کے پیرزادوں میں ایک شخص تھے اور
ہندی خوب کہتے تھے نہایت پر اثر اور فصیح اور گانا بھی جانتے تھے اُنکا بدن
بگڑ گیا بہرائچ کو چلے جب رسول آباد میں پہونچے تو وہاں ایک فقیر ہندو سیرزا
رہتا تھا پوچھنے لگا کہ رسرنگ میاں کہاں جاتے ہو کہا کہ حضرت مسعود سالار غازی

کے مزار پر اس غرض سے جاتا ہوں کہنے لگا کہ تم وہاں اچھے نہ ہوگے پھر صفی پور کو
پھر جاؤ اور وہیں اپنے دادا کے مزار پر عرض کرو سرنگ میاں متنبہ ہوئے اور پھر
آئے اور آستانۂ شریف پر حاضر ہو کر ایک چیز ہندی بنا کر گائے وہ چیز گاتے ہی
گاتے اچھے ہوگئے اور اُسکے بعد ایک مذاق فقیری کا اُنمیں پیدا ہوگیا اُنکے کلام
سے ظاہر ہے **حکایت** ایکبار آپ پالکی پر سوار مخدوم شیخ سعد کے عرس کو جاتے
تھے راہ میں حضرت شاہ بھیکہ آپ کے پیر بھائی آپ کو ملے اور اپنی قوت باطنی سے
آپکی پالکی کے ڈنڈے کو توڑ دیا الا پالکی کہاروں کے کاندھوں سے نہ گری دیکھا کہ
مخدوم شیخ سعد کاندھا دیے ہوئے ہیں یہ دیکھتے ہی بیخود ہو کر رقص کرنے لگے اور
کہنے لگے بھیکہ بچارا کیا کرے جب سعد ہی کاندھا دے **حکایت** ایکدن ایک جوگی مخدوم
شیخ سعد کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اپنا کسب دکھلایے اور ہمارا کسب دیکھیے مخدوم
شیخ سعد نے آپکی طرف اشارہ فرمایا آپ نے اُس جوگی سے کہا کہ فقرا بازی گر نہیں ہوتے
تم اپنی دستگاہ دکھلاؤ جوگی اُڑا اور آسمان پر چڑھ کر اُتر آیا مخدوم شیخ سعد نے کہا کہ
اس کافر نے ریاضت بہت کی ہے اور اسکے مسلمان ہونے کا وقت نزدیک آیا ہے
تم بھی کچھ دکھلاؤ آپ بموجب حکم ہوا پر گئے اور چار زانو بیٹھے اُس جوگی کو ہوا پر بیٹھنے
کی قوت نہ تھی عاجزی کر کے آپ کو بلانے لگا آپ نہ اُترے اور فرمایا کہ ہوا نہایت
اچھی ہے آخر اُس جوگی نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں اُتر آئیے تب آپ
اُترے اور مسلمان کر کے کامل کر دیا **حکایت** ایک رات آپ تہجد پڑھنے کو
اُٹھے آسمان پر کچھ آدمیوں کی آواز سُنی دیکھا تو دو جوگی اُڑتے ہوئے جاتے تھے
آپ کی نگاہ سے گر پڑے اور دونوں کے پاس ایک ایک گھڑا تھا دونوں ٹوٹ
گئے آپ نے پوچھا تم کون ہو اُنھوں نے کہا کہ ہمارا پیر دھولاگڑھ پہاڑ پر عبادت
کیا کرتا ہے اور اُسکے مُرید بہت ہیں ہر ایک ایک خدمت پر مقرر ہے ہم دونوں

روز گنگا سے ایک ایک گھڑا پانی کا لے جاتے ہیں ایک سے نہاتا ہے ایک سے
کھانا پکاتا ہے اور دن رات میں پیتا ہے آپ نے دو گھڑے اپنے پاس سے
انکو عنایت کیے اُنھوں نے کہا کہ ہمارے پَر جو ہمارے پیر نے بنائے تھے وہ آپکی
نگاہ سے جل گئے اب ہم کیونکر اُڑیں آپ نے دونوں کے کاندھوں پر اپنے ہاتھ
پھیر دیے پَر بدستور ہو گئے اور فرمایا کہ اپنے پیر کو ہماری طرف سے دعا کہنا جب وہ
دونوں اپنے پیر کے پاس پہونچے تو اُسنے دیر لگانے کا سبب پوچھا اُنھوں نے
بیان کیا کہنے لگا کہ صبح کو میں بھی چلونگا اور اُس مسلمان فقیر کو دیکھونگا دوسرے
دن اُسی وقت وہ دونوں چیلے مع اپنے گرو کے آپ کے حجرۂ شریف میں حاضر
ہوئے اور ہر قسم کی باتیں ہوتی رہیں جوگیوں نے کہا کہ اپنا کسب دکھلائیے آپنے
فرمایا کہ پہلے تم دکھلاؤ اُس جوگی نے کہا کہ پہلے آپ دکھائیں آخر آپ نے فرمایا
کہ بغداد کی خبر لاؤ جوگی نے آنکھیں بند کیں اور تھوڑی دیر میں سر اُٹھا کر کہا کہ سب
آدمی سوتے ہیں ابھی کوئی گھر سے نہیں نکلا ہے دوسری بار سر جھکا یا اور کہا کہ
بعضے لوگ گھروں سے نکلے ہیں اور دوکانوں پر جھاڑو دیتے ہیں تیسری بار کہا
کہ ایک بڈھا پانچ انار ایک ٹوکری میں لیکر بیچنے کو آیا ہے آپنے ایک ساعت
کے بعد فرمایا کہ اُن اناروں کی خبر لاؤ اُسنے سر جھکایا اور کہا کہ وہ بڈھا ٹوکری
خالی لیے ہوئے گھر کو جاتا ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ وہ انار کس نے لیے
آپ نے فرمایا کہ کہیں اور بھی تیرا دخل ہے کہا تحت الثریٰ تک فرمایا کہ وہاں
ڈھونڈھو کہنے لگا کہ وہاں بھی نہیں پھر پوچھا کہ کہیں اور بھی رسائی ہے کہا عالم
بالا تک فرمایا کہ وہاں جستجو کر کہنے لگا کہ وہاں بھی معلوم نہیں ہوتے تب آپ نے
اپنے ایک مرید کو اشارہ کیا کہ وہ انار طاق پر رکھے ہوئے ہیں لے آ جب سامنے
آئے تو پہچان کر کہنے لگا کہ ہاں یہ وہی انار ہیں آپ نے خرید کیے اور مجھ کو

Marfat.com

تمام عالم میں پھرایا پھر مسلمان ہوا اور تین دن آپ کی خدمت میں رہا اور آپنے
اُسکے حق میں فرمایا کہ تیل اور بتی اور چراغ تینوں چیزیں موجود ہیں آگ چاہیئے
کہ جل اُٹھے سو وہ نور ایمان ہے اور حکم دیا کہ تیرا ٹھکانا وہی پہاڑ ہے چنانچہ وہ
مرد خدا اُس پہاڑ پر پلٹ گیا اور پھر اُسکی خبر معلوم ہوئی ع بر وں رفت و بازش
نشاں کس نیافت ؀ یہ حکایت صاحب سجادہ نے فقیر سے بیان کی تھی الا بغداد
کی جگہ دہلی کا نام لیا تھا حکایت جب آپ حجرۂ شریف سے باہر نکل کر خانقاہ
میں بیٹھتے تھے تو ایک کُتا رو برو بیٹھا رہتا تھا اور آپ کچھ نہیں فرماتے تھے ایکدن
آپ کے ایک مُرید نے اُسکو للکارا اور مارا آپ کو ناگوار ہوا فرمایا کہ اسکو پہچانتا ہو
کہا یہ جانتا ہوں کہ کُتا ہے فرمایا دریافت کر اُس مرید نے پتہ لگانا شروع کیا ایکدن
عصر کے وقت وہ کُتا شہر کے باہر نکل گیا اور کسی تالاب کے کنارے جا کر
آدمی ہوگیا اور دو فاختہ پیدا ہوئیں وہ بھی آدمی بن گئیں تینوں نے غسل کیا پھر
وہ امام ہوا اور یہ دونوں مقتدی نماز پڑھ کر تینوں بدستور ہوگئے اور اپنی
اپنی راہ لی جب وہ کُتا پھر خانقاہ میں آیا تب اُس مرید نے نگاہ ادب سے
دیکھا غور کیا تو وہ مُردہ تھا آپ کو خبر کی آپ نے غسل دیکر کفن پہنا کر صحن خانقاہ
میں دفن کیا فقیر نے حضرت مرشد برحق کی زبان مبارک سے حضرت مخدوم
شیخ سعد کی خانقاہ میں ایک کُتے کا موجود رہنا سُنا تھا شاید یہ وہی کُتا ہو
حکایت آپ ہر جمعرات کو مکہ معظمہ میں جاتے تھے یہ بات آپ کے خلفا کو معلوم
ہوئی ایک رات کسی مُرید نے پتہ لگانے کے واسطے ساتھ نہ چھوڑا ہر چند آپنے حیلہ
چاہا مگر وہ شخص جُدا نہ ہوا آخر آپ نے فرمایا کہ وضو کے واسطے پانی لا جب وہ لا...
آپ جگہ سے غائب ہوئے اُسنے پھر کر دیکھا کہ نہیں ہیں اور ہنوز وہ مرید پانی نہ لایا
تھا کہ آپ نے دستک دی یعنے پانی لانے کا اشارہ کیا مرید نے عرض کیا کہ یا شیخ

آپ بہت جلد آئے آپ مسکرائے اور کچھ نہ فرمایا فائدہ چند ورق پُرانے لکھے ہوئے فقیر کے دیکھنے میں آئے اُنمیں بعضے بزرگوں کا حال لکھا ہوا ہے از انجملہ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کا حال بھی لکھا ہے یہ چار دن حکایتیں اسمیں سے لکھی گئیں اور ایک مسموع بھی تھی چنانچہ اوپر لکھا ہے اور غالباً یہ سب باتیں خیر آباد میں واقع ہوئی ہیں حکایت ایک کتاب ہے مخزن الاسرار فی سلاسل الکبار اُسکے مصنف شیخ محمد عارف نامی عرف عبد النبی عثمانی شطاری وہ اُس کتاب میں لکھتے ہیں کہ میرے دادا شیخ کمال الدین بھول نے مخدوم شیخ صفی قدس اللہ سرہ کے ہاتھ سے خرقہ خلافت پہنا اور میرے باپ کو مکتب کے دن آپ کے ہاتھ پر مُرید کرایا مرید کرنے کے وقت آپ نے کچھ تامل کیا اور آنسو بھر لائے میرے دادا گھبرائے فرمایا خاطر جمع رکھو یہ لڑکا عالم اور حاجی الحرمین اور معمر ہوگا مگر افسوس کہ اور کی گود میں بیٹھے گا اس بات پر افسوس آتا ہے اس فرمان میں اشارہ ہے کہ کوئی اور اس کو تربیت کرے گا پھر فرمایا جہاں کہیں جاویگا مُرید ہمارا ہے اسکے بعد مصنف کتاب لکھتے ہیں کہ میرے باپ مجھ سے کہتے تھے کہ ایک دن میں اپنے گاؤں کو گیا عصر کے وقت وہاں سے پھر ا راہ میں ایک حوض تھا خشک پڑا ہوا جب میں اُس حوض میں پہونچا دو بھیڑیے دو طرف سے آپہونچے میں نے دامنوں کو کمر سے لپیٹ لیا اور دو ڈھیلے ہاتھ میں لیکر چلا جب وہ دونوں نزدیک آئے تب خیال آیا کہ اگر میں ایک کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو دوسرا نہ چھوڑیگا اس ہول میں میں نے ایکبارگی کہا کہ یا حضرت مخدوم شاہ صفی فوراً آپ عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے موجود ہوگئے اور مجھ کو گھر تک پہونچایا جب میں پہونچ گیا تب فرمایا کہ خدا کو سونپا دوسرے دن صبح کو میرے باپ نے چند تھان کپڑے کے مع زر نقد

آپ کی خدمت میں روانہ کیے اُس ندر کو دیکھتے ہی فرمایا برادرم شیخ پھول نے ہماری مزدوری بھیجی ہے فائدہ سب خلیفہ آپ کے ستر ہ ہیں اور آپ نے سب کو مخدوم شیخ سعد کی روحانیت سے ملواکر قبول کرایا ہے بندگی شیخ مبارک صاحب سجادہ حضرت شیخ مبارک سندیلوی مُرید مخدوم شیخ سعد حضرت شیخ محمد مانو جگوری حضرت شیخ حسین محمد سکندر آبادی حضرت شیخ اللہدیہ بن محمد میرن خیرآبادی حضرت شیخ اللہ دیہ جونپوری حضرت سید حسن محمد اودہی حضرت شیخ حاجی منڈھن اسیونی حضرت شیخ جان ساکن سانڈہ حضرت سید ابراہیم بلگرامی حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی برہان پوری حضرت شیخ چارہ گنجوی حضرت شیخ ابوالفتح اسیونی حضرت شیخ جانو کاکوری حضرت سید جیو موہانی حضرت شیخ عبدالغنی فتح پوری حضرت سید طاہا بلگرامی اور سنا گیا ہے کہ کوئی سید ولایتی حضرت شاہ صفی کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہندوستان کے سید صحیح النسب نہیں رہے ہیں آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے یہاں بھی ہر قسم کے لوگ ہیں انھوں نے اصرار کیا آپ نے سید طاہا کو طلب فرمایا چند بال اُنکے آگ پر رکھدیئے نہ جلے وہ سید یہ حال دیکھ کر کبھی آپ کے قدموں پر گرتے تھے اور کبھی سید طاہا کے پاؤں پر سر جھکاتے تھے اور حضرت سید طاہا نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو میرے پیر کے پائیں میں دفن کرنا اتفاقاً مخدوم شاہ صفی پہلے قضا کر گئے اور آپ کا گنبد بن چکا تھا فرمایا کہ یہ سید ہیں انکو بالکل ہمارے پائیں میں دفن نہ کرو چنانچہ قبر شریف مخدوم صاحب کے پائیں سے کسیقدر پورب کی طرف دبی ہوئی پست بنی ہے اور اب آپ کے چار خلیفہ سے سلسلہ جاری ہے پہلے بندگی شیخ مبارک سے جو آپ کے بھانجے اور صاحب سجادہ ہیں دوسرے مخدوم اللہدیہ خیرآبادی سے اور یہ سلسلہ حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہ کے واسطے

Marfat.com

سے یہاں موجود ہے اوسعدی میاں بلگرامی قدس اللہ سرہ اُنکی اولاد میں ہیں تیسرے حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی سے اور یہ سلسلہ بھی حضرت شاہ قطب عالم قدس اللہ سرہ کے واسطے سے یہاں موجود ہے چوتھے حضرت شیخ حسین محمد سکندرآبادی سے جو دہلی کے پاس ہے اور یہ سلسلہ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی صاحب سنابل کی اولاد میں شائع ہے جو بلگرام اور مارہرہ میں ہیں اور حضرت میر عبدالواحد مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے مُرید ہیں اور شیخ حسین محمد سکندرآبادی کے خلیفہ ہیں اور سید طا با مخدوم صاحب کے خلیفہ انکے چچا تھے اور مولوی سلامت اللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ انھیں کے خاندان میں مُرید تھے اور میں انشاء اللہ تعالےٰ آپ کے ان تینوں خلیفہ کا ذکر بھی کرونگا جنسے بنٔ گی شیخ مبارک کے علاوہ سلسلہ جاری ہے اور آپ کے سب خلیفہ کامل اور بزرگ تھے چنانچہ یہاں سے تین چار کوس پر ایک قصبہ ہے فتح پور چوراسی وہاں آپ کے خلیفہ ہیں حضرت شیخ عبدالغنی فتحپوری قدس اللہ سرہ اور وہاں کے لوگ اُنکو مانتے ہیں اُنکے مزار پر نقارے رکھے تھے اور کچھ جھنڈیاں تھیں اور یہ سب قدیم سے چلا آتا تھا جبا سنگھ وہاں کے علاقہ دار نے پہلی انگریزی میں اُن نقاروں کو جھنڈیوں سمیت اُٹھوالیا وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اُسی دن سے اُن پر زوال آیا بعد چندے غدر ہوا اور اُن کا خاندان بالکل تباہ ہوگیا اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ جس چیز کو کمی اور زیادتی نہ پہونچے وہ چیز ذات کی صفت ہوسکتی ہے اور اولیا کی پہچان سب آدمیوں میں یہ ہے کہ سب کے ساتھ خوشخوئی اور خوش گوئی اور تازہ روئی سے پیش آویں اور شگفتہ پیشانی ہوں اور انکار نہ کریں اور عذر کو پذیرا فرماویں اور فقیری مرنے کی راہ ہے لوگ جینے کی تدبیر کرکے اس راہ میں قدم رکھتے ہیں اور اکثر فقیری کو ذریعہ معاش جانتے ہیں اور خلق اللہ کے رجوعات پر فریفتہ ہوتے ہیں

Marfat.com

اور آپنے اپنے کسیوقت خاص میں ایک مناجات فرمائی ہے تبرکاً داخل کرتا ہوں ؎
الٰہی من ضعیف درماندہ را؛ و من نحیف وہاراندہ را؛ الٰہی من عاجز دربدر گشتہ را؛
و من شکستہ دل خاطر خستہ را؛ الٰہی من گنہگار بدافعال را؛ و من خاکسار بداعمال را؛
الٰہی من مطیع فرمان شیطان را؛ و من استاد مکتب عاصیاں را؛ الٰہی من تائب ناتمام
را؛ و من عہد شکن خودکام را؛ الٰہی من زناردار بُت پرست را؛ و من مدہوش سیہ
مست را؛ الٰہی من سیاہ روی و سیاہ نامہ را؛ و من منافق تباہ کام را؛ الٰہی من مرائی
خرقہ پوش را؛ و من گندم نماے جوفروش را؛ الٰہی بفضل عمیم خود و بلطف قدیم خود از
نفس امارہ خلاصی دہ و از کید خشم بدکام مناصی دہ الٰہی توبہ نصوح کرامت کن کہ
طاقت عدل تو ندارم الٰہی بحرمت آن وقتیکہ تو بودی و کسے نبود و تو خواہی ماند و کسے
نخواہد ماند برحمتک یا ارحم الراحمین اور آپ نے کسی بادشاہ اور امیر اور وزیر سے
معافی نہیں لی اور آپ کے خاندان کی سیفی ہے صفی سعد مینا مینا سعد صفی ہے وفات
شریف سنہ نوسو بینتالیس میں واقع ہوئی چنانچہ جب آپ نے حضرت شیخ ابوالفتح
آسیونی کو خلیفہ کیا ہے تب مثال اجازت اپنے دست مبارک سے لکھ کر
مرحمت فرمائی ہے اُسکے آخر میں لکھا ہے کتبہ صفی بن علم سنہ ۹۴۴ سنہ اربع واربعین
وتسعماۃ اور اُسی مثال کے حاشیہ پر حضرت شیخ ابوالفتح نے آپ کے اسم
مبارک کے پاس اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ آپ کی وفات دوشنبہ کی رات کو
محرم کی اُنیسویں ۱۹ تاریخ سنہ نوسو بینتالیس میں واقع ہوئی اور یہ مثال
حضرت امیر اللہ شاہ صاحب کے پاس موجود ہے اور اُس پر آپکی مُہر بھی لگی ہوئی
ہے اُسکا نقش یہ ہے عبد الملک العلام صفی علم بن زین الاسلام اور مُہر گول
ہے اور اُسی کے موافق جناب ماموں صاحب قبلہ مولوی حکیم ہدایت اللہ
مرحوم خیرآبادی سے خواہ کہیں اور سے حضرت شیخ پیارہ آپ کے خلیفہ کے

مثال پر اُنکا لکھا ہوا دیکھ آئے تھے اور اسی حساب سے شیخ پاک بود اور مخدوم صفی زاہد ولی بود دونوں تاریخیں قدیم سے چلی آتی ہیں جو لوگ بود کو ان دونوں میں سے نابود کرتے ہیں محض بے سود کرتے ہیں اور اسی حساب سے فقیر نے آپ کی تاریخ لکھی ہے قطعہ شاہ صفی حضرت عبد الصمد؛ رفت بجنت ز سپنجی سرائے؛ مصرع تاریخ نوشتم عزیز؛ مرد خدا بود و ولی ہائے ہائے؛ مزار مقدس خاص صفی پور میں ہے یزار و تبرک بہ فائدہ دو باتوں سے آگاہ ہونا چاہیئے ایک تو یہ کہ اگر ان چاروں خلیفہ کے سوا آپ کے کسی اور خلیفہ سے بھی سلسلہ جاری ہو تو ہم منکر نہیں الا ہمارے علم میں نہیں ہے دوسرے یہ کہ سید مبارک سندیلوی مخدوم شیخ سعد کے مُرید ہیں اور مخدوم شاہ صفی کے خلیفہ ہیں اُن کے ایک مُرید کا نام سید صفی ہے اور وہ بھی درویش تھے انبالہ اُنکا وطن ہے چونکہ مخدوم شاہ صفی شہرۂ آفاق ہیں اور وہ اسقدر مشہور نہ تھے مگر اسی خاندان کے فقیر تھے لامحالہ اکثر لوگوں کو بعضی اُنکی باتوں میں آپکا دھوکا ہوتا ہے فرق مراتب سے سمجھ لینا چاہیئے اور ان سب کا ذکر اخبار الاخیار میں موجود ہے۔

ذکر خیر علامۂ عارف محقق معارف حضرت مخدوم شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک شیخ سعد الدین ہے اور عرف مخدوم شیخ سعدا و نا و آپکا وطن ہے قاضی بڈھن آپکے والد بزرگوار کا نام ہے اور یہ بزرگ اپنے عہد میں قاضی اور حاکم اس قصبہ کے تھے جب مخدوم شیخ سعد کو مکتب میں بھیجا تو آپ ہر روز اپنا سبق زبانی یاد کر لیتے تھے اسیطرح سارا قرآن شریف ازبر کیا ایک رات کو چراغ نہ تھا اپنی والدۂ ماجدہ کے سامنے رونے لگے کہ آج کیونکر پڑھوں ایک بوجھ کسی جلانیوالی چیز کا رکھا تھا اُنھوں نے فرمایا کہ میں اسکو تھوڑا تھوڑا جلاتی ہوں تم یاد کرلو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے

[illegible handwritten marginal note]

معمول کے موافق ہزار بار سبق کو پڑھ لیا اور کبھی کبھی آپ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے
بھی تھے جب کلام اللہ تمام ہوا تب جسقدر کھیل کی چیزیں تھیں سب لڑکوں کو
تقسیم کر دیں اور فرمایا کہ آج سے ہم نہ کھیلیں گے اب علم پڑھیں گے اور چند
سال میں تحصیل علم کر کے علامہ ہو گئے اور حضرت قطب العالم شیخ مینا قدس
اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور آپ کی خدمت اختیار
کی اور حضرت شیخ مینا نہایت مہربانی فرماتے تھے حد سے زیادہ اور مخدوم
شاہ مینا قدس اللہ سرہٗ کے دو خلیفہ تھے ایک آپ دوسرے مخدوم شیخ
قطب الدین جو اُنکے بھتیجے اور صاحب سجادہ تھے اور یہ دونوں خانقاہ
شریف میں رہتے تھے جب شیخ مینا نے عالم باقی کو اختیار فرمایا تب آپکے
سامنے کوئی شخص مخدوم شیخ قطب الدین کیطرف رجوع نہیں کرتا تھا اگرچہ
وہ بھی صاحب مقام تھے حضرت مخدوم شیخ مینا قدس اللہ سرہ نے خواب میں آپ کو
حکم دیا کہ خیرآباد کو جاؤ آپ فوراً خیرآباد کو روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر شیخ سلیم
چودھری کے گھر میں اُترے اور وہ آپ کے پیر بھائی تھے اور اُسوقت میں تمام
خیرآباد ایک رئیس کی جاگیر میں تھا اُسکا نام تھا راجی موسی جسوقت آپ خیرآباد
میں پہونچے شیخ سلیم راجی موسی کی صحبت میں تھے آپ کا تشریف لانا سنکر گھبرا کر
اُٹھے راجی موسی نے حال پوچھا کہا کہ مخدوم شیخ سعد میرے پیر کے خلیفہ
تشریف لائے ہیں چونکہ اُسوقت میں امساک باراں تھا راجی موسی نے کہا کہ
ہم نے کسی فقیر کو ایسا نپایا کہ اُسکی دُعا سے پانی برسا شیخ سلیم نے جواب دیا کہ
مخدوم شیخ سعد ایسے نہیں ہیں تم اُنکی نسبت یہ نہ کہو راجی موسی نے اصرار کیا
شیخ سلیم نے کہا کہ اگر اُنکی دعا سے پانی برسے تو تم کیا کروگے راجی موسی نے کہا
برہنہ پا اُنکی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہونگا شیخ سلیم نے کہا اچھا یہ کہکر آپکی

خدمت میں گئے تین صوفی اور دو تین قوال آپ کے ساتھ تھے جب سبکی خدمت سے فارغ ہوئے اور رات ہوئی آپ چارپائی پر تشریف لیگئے شیخ سلیم نے سب ماجرا کہا اور کہا کہ راجی موسی مرد متدین اور صالح اور متقی ہے اور سب خوبیاں رکھتا ہے الا آج یہ ایک بات عجیب اُس سے ظاہر ہوئی آپ نے فرمایا کہ فی الواقع مجھکو یہ لیاقت کہاں ہے کہ میری دعا سے کسی کام کی کشایش ہو اور پانی برسے تمنے کیوں بحث کی مگر خدا رؤف اور رحیم اور کریم ہے اگر پانی برسادے محض کرم اور لطف عمیم ہے معًا ابر اُٹھنا شروع ہوا اور تمام رات خیرآباد اور اُسکے اطراف میں باران رحمت برسا شیخ سلیم فجر کی نماز پڑھکر راجی موسی کے دروازے پر گئے اور کہلا بھیجا کہ سلیم حاضر ہے راجی موسی ننگے پاؤں گھر سے نکلا اور چاہا کہ اُسیطرح آپ کی خدمت میں پہونچے شیخ سلیم نے منع کیا راجی موسی نے کہا کہ میں نے عہد کیا ہے شیخ سلیم بولے کہ مخدوم شیخ سعد نہایت متواضع ہیں تم کو اسطرح پر دیکھکر کو فتہ ہونگے تمھارا گھر سے یہاں تک برہنہ پا آنا کافی ہے اب سوار ہو کر چلو پوچھا کہ فتوح کیا لوں کہا کہ یہ مجھ سے نہ پوچھو آخر بہت کچھ نقد و جنس لیکر اور اپنے لڑکوں اور بھائیوں اور بھتیجوں کو اور سب اعزہ کو ہمراہ لیکر آپ کی خدمت میں آیا اور اُن سب کے ساتھ مُرید ہوا اور خیرآباد کی معافی کا فرمان آپ کے سامنے رکھکر کہا کہ جسکو چاہیئے مرحمت کیجیے آپ نے فرمان کو کھول کر پڑھا اور ہنسے اور فرمایا کہ اسکو تمھیں رکھو جسکو ہم چاہیں گے تمھارے پاس سے دلوا دینگے راجی موسی نے اُس فرمان کو تعظیم سے لے کر آنکھوں پر رکھا آپ نے عمارت بنوانا شروع کیا اور اپنے سب اعزا اور اقربا کو بلا لیا اور رجوعات خلق اللہ کے ہونے لگے ہزاروں آدمی ہر طرف سے

آنے لگے کوئی مُرید ہونے کو اور کوئی پڑھنے کو کوئی صرف ملاقات کیواسطے
کوئی خداجوئی کے لئے اور آپ نے ایک لنگر خانہ مقرر فرمایا اُس میں ہر
قسم کا کھانا پکتا تھا اور لوگ کھاتے تھے اور فتوحات کی انتہا نہ تھی جو کچھ
آتا سب اپنے ٹھکانے پر خرچ ہوتا جاتا کچھ باقی نہ رہتا یہاں تک
کہ جب آپ نے رحلت فرمائی تو کفن موجود نہ تھا حکایت سلطان سکندر
لودھی نے آپ کو عریضہ لکھا کہ میں نہایت مشتاق ہوں اور اگر آؤ نگا تو
لشکر عظیم میرے ساتھ آدے گا ملک پائمال ہوگا آپ تشریف لاویں
تو میں سرفراز ہونگا آپ روانہ ہوئے سلطان نے حکم دیا کہ جب آپ دریا
پر پہونچیں تو ایک کشتی میں سوراخ کر کے میخ ٹھونک دینا جس وقت کشتی
دریا کے بیچ میں پہونچے اُسکو کھول دینا چنانچہ یہی ہوا لیکن دریا پایاب
ہوگیا اور کشتی بیٹھ گئی اور سلطان نے اپنی صحبت میں راجی موسی سے
کہا کہ تمھارے پیر کی کشتی ڈوب گئی راجی موسی نے جواب دیا کہ میرے
پیر کی کشتی پر لاکھوں اور کروروں بیٹھکر اُترینگے یہی ذکر تھا کہ سلطان کو
خبر پہونچی کہ دریا پایاب ہوا اور کشتی زمین پر ٹھہر گئی جب آپ سلطان
کے پاس پہونچے تو ملاقات ہوئی اور چند روز قیام فرمایا اور اُس عہد میں
ایک گاؤں سلطان کے حکم سے لوٹا گیا تھا وہاں کے لوگ مطیع اسلام
تھے اور سب چیزیں بازار اور لشکر میں بکتی تھیں آپ نے اس احتمال سے
کھانا ترک فرمایا باوجودیکہ سب قسم کے کھانے آپ کے دستارخوان پر ہوتے تھے
اور لوگ کھاتے تھے اور آپ بھی دستارخوان پر بیٹھتے تھے بارہ دن اسیطرح
گذرے بارھویں دن قاضی محمد من اللہ قدس اللہ سرہ آپ کے خلیفہ کو
معلوم ہوا بادشاہ کے لشکر میں ایک امیر تھا نہایت محتاط کہ سب چیزیں اُسکے

Marfat.com

گھر سے آتی تھیں حتے کہ استنجا کرنے کو مٹی کے ڈھیلے بھی اُسکے گھر سے آتے تھے حضرت قاضی محمد من اللہ اُسکے پاس گئے اور وہاں سے کچھ لاکر آپکو کھلا یا جب آپ سلطان کے پاس رخصت ہونے کو گئے تو اُسنے آپ کو خلوت میں بلایا وہاں سلطان تھا اور شیخ جمالی نامے کنبوہ اور دو تین آدمی اور چونکہ آپ حصور تھے سلطان نے پوچھا کہ آپ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کیوں ترک کیا ہنوز آپ نے کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ جمالی گستاخی کر کے بولا کہ شاید رجولیت کم ہے آپ نے فرمایا کہ تجھ کو زیادہ ہو سلطان بہت شرمندہ ہوا کہ جمالی نے بیکار بات کہی اور جب آپ چلے آئے تو بادشاہ نے جمالی کو ملامت کر کے کہا کہ یہ بات ضرور کچھ اثر پیدا کرے گی آخر جمالی کا یہ حال ہوا کہ افعال ناشایستہ میں مشہور ہوا جب آپ خیر آباد میں پہونچے تو ہر طرف سے آپ کے مرید اور مخلص پای بوسی کو آئے اور آپ کے سب خلیفہ دانشمند تھے اور بعضے حافظ بھی تھے یہ سب سبع سنابل میں ہے اور کل خلیفہ آپ کے جنکے اسما یہاں کی کتابوں میں لکھے ہوئے چلے آتے ہیں پچیس ہیں شیخ محمود بن محمد بلخی لکھنوی شیخ مبارک آپ کے بھتیجے شیخ ملک شمس آبادی شیخ محمد مبارک بجنوری لکھنوی قاضی محمد من اللہ کاکوروی حضرت شیخ چاند ساکن اچولی شیخ راجہ مینا ساکن کھیولی شیخ سکندر خیر آبادی شیخ بڑے عماد بلگرامی حضرت شیخ صفی صفی پوری شیخ گدن خیر آبادی شیخ معظم گوپاموئی سید حامد لکھنوی شیخ محمود آپ کے بھتیجے اور یہی صاحب سجادہ تھے شیخ نصیر الدین آپ کے بھتیجے شیخ ابراہیم آپ کے بھتیجے شیخ ابراہیم بھوج پوری قاضی سید جواد ساکن وانسو قاضی بخش ساکن دانسو شیخ برہان لاہر پوری شیخ قاسم ساکن اچولی شیخ مبارک رودولوی سید علاء الدین ازرانی صفی پوری سید خرد ساکن کھیری آور ایک بزرگ

اور وہیں قنوج کے رہنے والے انکا نام یہاں کی کتابوں میں ایسا لکھا ہوا ہے کہ بالکل پڑھا نہیں جاتا لہذا نہیں لکھا اور واضح ہو کہ سید حزہ کا نام دو جگہ لکھا ہے واللہ اعلم دو بزرگ ہیں یا وہی مکرر لکھے ہوئے ہیں چونکہ موضع سکونت ایک جگہ لکھا ہے اور ایک جگہ نہیں لکھا لامحالہ محل اشتباہ ہے اگر دو ہیں تو کل خلیفہ چھبیس ہونگے اور شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ سعد الدین خیرآبادی حضرت شیخ مینا کے مرید تھے بزرگ تھے خود شریعت اور آداب طریقت کے نگہبان تھے بہت بڑی ہمت رکھتے تھے تارک اور مجرد تھے اور اپنے پیر کے مثل حصور رہے حریص تھے وجد اور سماع پر اور علم شریعت وطریقت کے عالم تھے علم نحو اور فقہ اور اصول میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں شرح کافیہ اور شرح مصباح اور حسامی اور بزدوی اور مثل انکے اور بھی اور رسالہ مکیہ کی شرح لکھی ہے مجمع السلوک اسکا نام ہے خزانہ جلالی کے طرز پر جو ملفوظ ہے حضرت مخدوم جہانیاں کا اور علم ظاہر میں مولانا اعظم کے شاگرد ہیں جو فقہا اور علما میں نامی تھے اور آپ حضرت شیخ مینا کے حکم سے مولانا اعظم کے پاس کتاب عوارف پڑھنے کو جاتے تھے ایک دن مخدوم شیخ مینا سے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس کتاب کے الفاظ کو میں صحیح کرسکتا ہوں اور معانی کا حل فرمانا آپ کا خاصہ ہے پھر یہ تعلیم کس واسطے ہے فرمایا جب علما موجود ہوں تب اپنے علم پر کفایت کرنا اور انسے نہ سیکھنا دینداری کے خلاف ہے فوائد سعدیہ میں لکھا ہے کہ ایک رات کسی عارف نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عالموں میں شیخ سعد کا کیا مرتبہ ہو فرمایا اجتہاد میں امام احمد حنبل کا مرتبہ رکھتا ہے

Marfat.com

اور شیخ جمالی کی نسبت لکھا ہے کہ اُسکو محرمات اور غیر محرمات کی امتیاز نہ رہی
عمر بھر رسوا رہا اور وہ عزت جاتی رہی اور چونکہ سلطان نے کشتی میں سوراخ
کرنے کا حکم دیا تھا اُسکی سلطنت میں رخنہ پیدا ہوا مغلیے غالب ہوئے اور
پھر اتبک پٹھانوں نے سلطنت نہ پائی حکایت فوائد سعدیہ میں بعضے
معتبرین کی سند سے لکھا ہے کہ جب آپ نے شرح کافیہ لکھی تو صدر الصدور
دہلی نے چاہا کہ اُسکار د لکھوں آپ نے مخدوم شیخ صفی قدس اللہ سرہٗ سے
فرمایا کہ تم جاؤ اور اُس سے مباحثہ کرو آپ نے عرض کیا کہ وہ عالم متبحر ہے
میں اُسکے ساتھ بحث کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں فرمایا کہ ہمنے صرف اور نحو
اور معانی میں سیبویہ اور اخفش اور عبد القاہر جرجانی اور علامہ زمخشری کو
تمھارے ساتھ کیا اور تفسیر اور حدیث اور فقہ اور اصول میں عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن اسمٰعیل بخاری اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہم تمھارے ساتھ ہیں اور علوم عقلیہ میں ارسطو اور افلاطون
تمھاری مدد کرینگے اور ہر علم میں اُس علم کے امام کی روح تمھارے ساتھ ہے
پھر مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ روانہ ہوئے اور دہلی میں پہونچے اور
صدر الصدور سے ملاقات کی وہ آپ کا نام سُنکر قدموں پر گر پڑا اور
معافی چاہی اور معذرت کرنے لگا اور کہا کہ میں نے آج کی رات میں
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا ہمارے سعد
کو رنج نہ دے اور اُسنے تیرے ہلاک کرنے کے واسطے ایک شیر درندہ
کو روانہ کیا ہے کہ ہر علم کے امام کی روح اُسکے ساتھ آتی ہے اور اُسکا حلیہ
یہ ہے اور شمائل یہ ہیں جلد پہونچتا ہے اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو توبہ کر سو
میں نے خواب سے جاگ کر توبہ کی اور اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ عمر بھر روزمرہ

Marfat.com

اس شرح کو تلاوت کے طور پر پڑھونگا آپ میرا قصور معاف فرما دیں اور مخدوم شیخ سعد سے معاف کرا دیں اور آپ کے کلمات طیبات میں سے یہ غزل نشاں بر تختہ ہستی نبود از عالم و آدم ؛ کہ دل در مکتب عشق از تمنائے تو می بردم ؛ برو ای عقل نامحرم کہ امشب با خیال او ؛ چناں خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم ؛ کہ دارد ایں چنیں عیشے کہ در عشق تو من دارم ؛ شرابم خوں کبابم دل ندیم درد نقلم غم ؛ اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ داری ؛ ملامت ہائے گوناگوں جراحت ہائے بے مرہم ؛ وفات شریف ربیع الاول کی سولھویں کو سنہ نوسو بائیس ہجری میں ہوئی اس حساب سے شیخ بود آپ کی تاریخ ہے مزار مبارک خیرآباد میں ہے زُوّار و متبرک ہے۔

ذکر خیر شیخ الاعظم قطب العالم حضرت شاہ مینا قدس اللہ سرہٗ

آپ کا اسم مبارک شیخ محمد ہے اور عرف شاہ مینا فوائد سعدیہ میں لکھا ہے کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں آپ کے والد بزرگوار شیخ قطب الدین دہلی سے جونپور میں آئے اور وہاں سے دلمو میں آکر قیام فرمایا دلمو سے حضرت حاجی الحرمین شیخ قوام الدین لکھنوی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں پہونچکر کمال اخلاص بہم پہونچایا ایسا کہ نماز میں آپ کے اور اُنکے بیچ میں کوئی اور کھڑا نہ ہوسکتا چند روز کے بعد شیخ قوام الدین نے حکم فرمایا کہ تم نکاح کرو تمہارے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اُس سے ہمارا نام زندہ رہیگا اور خانوادہ چشتیہ روشن ہوگا پھر جب آپ پیدا ہوئے اور شیخ قوام الدین کو خبر پہونچی تو فرمایا آدمہو را مینا اس وجہ سے آپ شیخ مینا مشہور ہوئے اور بی بی خاصہ شیخ قوام الدین کی اہلخانہ نے آپ کو دودھ پلایا مشہور ہے کہ جب آپ اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ

Marfat.com

میں تھے تو لوگ بارہا تلاوت اور ذکر کی آواز اُنکے پیٹ سے سنتے تھے اور حیران ہوتے تھے اور آپ اپنے عہد رضاعت میں جب رمضان ہوتا تو دن کو دودھ نہ پیتے اور رات کو آپکی والدہ گود میں لیکر سوتی تھیں مگر جب جاگتیں تو آپکو جا بیائی کے تلے سجدے میں پاتیں اور آپ دو تین برس کے ہوئے تب اپنے والد بزرگوار سے کہتے کہ یہ چڑیاں جو اُڑتی ہیں مجھکو دودھ چڑیوں سے کہ شیخ نیناتم کو بلاتا ہے چڑیاں فوراً اُتر آتیں اور آپکے سامنے بیٹھی رہتیں جب آپ رخصت دیتے تب اُڑتیں اور جسوقت آپ پانچ برس کے ہوئے اور مکتب میں بھیجے گئے مولوی نے کہا کہو الف فرمایا الف معلم نے کہا کہو بے فرمایا کہ دوسرا کہاں اور اسقدر معنے الف کے ارشاد کیے اور اتنے حقائق اور معارف بیان فرمائے کہ سب بھوچک رہگئے اور چونکہ معلم نے جان لیا کہ یہ ولی مادرزاد ہیں آپکے آنیکو غنیمت جان کر کچھ نہ کہتا اور مکتب میں جاکر آنکھیں بند کیے ہوئے بیٹھے رہتے جب رخصت کا وقت آتا تو لڑکوں کے شور سے آنکھیں کھولتے اور معلم کو سلام کرکے گھر کو جاتے دس برس تک شیخ قوام الدین کی تربیت میں رہے بعد اُنکے بموجب وصیت قاضی فریدوں اُنکے خلیفہ سے کتاب کافیہ تک پڑھکر کتاب شرح وقایہ مولانا شیخ اعظم سے پڑھے اور وہ بہت بڑے عالم تھے اور عالم میں مشہور جب اُن سے پڑھتے تو اسقدر باریکیاں مسائل میں بیان فرماتے کہ مولانا اعظم باوجود تبحر کے ہروقت ایک نیا فائدہ حاصل کرتے جب بحث عبادات ختم کر چکے فرمایا کہ نکاح وغیرہ کے مسائل سے مجھکو کچھ علاقہ نہیں مجھکو اور اور معاملات پیش ہیں اور کتاب عوارف من اولہ الی آخرہ پڑھی پھر حضرت سید راجو قتال کے ایک خادم سے جو لکھنو میں وارد ہوئے تھے کچھ ذکر وشغل حاصل کرکے مجاہدہ کرنے لگے اور تھوڑے دنوں میں ایسے ہوگئے کہ بڑے بڑے عالم علوم عقلیہ اور نقلیہ میں آپ سے استفادہ

کرتے اور معرفت کی باتیں پوچھتے جب چودہ سال کے ہوئے خواہ بارہ سال
کے چنانچہ سنابل میں ہے تب قاضی شہاب الدین آتش پرکالہ نے جو حضرت
بدیع الدین شاہ مدار قدس اللہ سرہٗ کے مُرید تھے آپ کی قطبیت کو ظاہر کیا پورا
حال یوں ہے کہ جب قاضی شہاب الدین لکھنؤ سے مکن پور کو جاتے تو سب آدمیوں
کی حاجتیں لکھکر حضرت شاہ مدار کے پاس لیجاتے حضرت شاہ مدار جو کچھ چاہتے
حکم فرماتے جب آپ اس عمر کو پہونچے اور قاضی شہاب الدین بدستور حضرت شاہ
مدار کے پاس گئے تب فرمایا کہ قطبیت حضرت شیخ مینا کو حوالہ ہوئی حاجتمندوں سے
کہو کہ اُنکے پاس رجوع کریں اور آپ کی صورت اور عمر بیان کی اور کہا کہ اُنکو اپنا
قطب ہونا معلوم ہے مگر لوگ نہیں جانتے ہیں میری طرف سے سلام کہنا اور سکی
سفارش کرنا اور ایک مصلّا پشمینے کا سپرد کیا کہ یہ میری طرف سے ہدیہ پہونچانا
چنانچہ وہ ہدیہ اتبک مخدوم اللہدیہ کی اولاد میں موجود ہے قاضی شہاب الدین
نے اپنے پیر کے حکم پر عمل کیا آپ نے سب حاجتمندوں کو تعویذات عنایت
کیے ایک ضعیفہ نے اپنے لڑکے کے واسطے عرض کیا تھا وہ کھڑی رہی آپ
مخاطب نہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب اُسنے دوبارہ عرض کیا تب ہندی
زبان میں ایک دوہہ فرمایا جس کا ترجمہ فارسی میں یہ ہے ؎ رسن سست
زبالائمی توانم بست ٭ کہ دوست دشمنی انگیخت دوستے شکست ٭ آخر وہ لڑکا
مرگیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ آپ رمضان کی پہلی رات کو پیدا ہوئے چاند بدلی
میں تھا صبح کو لوگ انھیں قاضی کے پاس گئے اور پوچھا کہ روزہ رکھیں یا نہ رکھیں
کہا کہ فلانے محلے میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہاں جاکر پوچھو اُسنے دودھ نہ پیا ہو
تو جان لو کہ چاند نکلا ہے جب لوگوں نے جاکر پوچھا تو معلوم ہوا کہ آپ نے دودھ
نہیں پیا تھا یہ ذکر فوائد سعدیہ میں نہیں ہے آب پھر اُسی کتاب سے لکھتا ہوں کہ پندرہ

برس کی عمر میں حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور باوجود مرتبہ بلند کے ایسی ریاضتیں کیں کہ حوصلہ شکن ہیں حضرت مخدوم شیخ سعد لکھتے ہیں کہ جاڑے کی راتوں میں جب نیند غالب ہوتی تب کبھی پیراہن شریف اور کبھی کلاہ مبارک کو ٹھنڈے پانی سے تر کر کے پہنتے اور شیخ قوام الدین قدس سرہ کی خانقاہ کے صحن میں بیٹھتے اور اگر کبھی گرم پانی سے وضو کر لیتے اور نفس کو گونہ راحت ملتی یا کاہلی آجاتی تو گرم پانی کو چھوڑ کر باسی پانی سے بلا وجوب غسل فرماتے اور رات رات بھر نماز معکوس میں مشغول رہتے اور کبھی سنگریزے بچھا کر بیٹھتے اگر نیند غلبہ کرتی اور لیٹ جاتے تو پتھروں کی تکلیف سے اٹھ بیٹھتے اور کبھی دیوار پر چڑھ کر بیٹھتے کہ گر پڑنے کی دہشت سے نیند نہ آتی اور اکثر طی کا روزہ رکھتے اور چلہ نشینی فرماتے اور جب چلہ ختم ہونے والا ہوتا تب کسی دوست یا مسافر کی خاطر سے نکل آتے اور روزہ توڑ دیتے اور نہ کہتے کہ میں روزہ دار ہوں کہ مشہور نہ ہو اور کبھی چلہ پورا نہ کرتے کہ نفس اس بات پر مغرور نہ ہو اور اکثر نعلین چوبی پہن کر گیارہ بارہ کوس لکھنؤ سے موضع جھگوہ تک اپنے پیر کی زیارت کو جاتے اور ہر طرح سے نفس کو مشقت اور اذیت میں ڈالتے ؎ مردان بجد و جہد بجائے رسیدہ اند ؛ تو بیخبر کجا رسی از نفس پروری ؛ اور نہایت حلیم تھے چنانچہ ایک حجام نے شراب کی مستی میں آپ کو گالیاں دیں آپ نے اُس کو کچھ دیکر روانہ کیا اور جانے دیا اور یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ میں بیس برس حضرت قطب العالم کی خدمت میں رہا کبھی نہ دیکھا کہ آپ پاؤں پھیلا کر یا اُٹھا کر بیٹھے ہوں ہمیشہ قبلہ رو نماز کی نشست سے بیٹھتے تھے اور کفش مبارک ہمیشہ قبلہ رو ہو کر پہنتے تھے اور نہیں اُتارتے تھے اور کبھی کچھ طلب کر کے نہیں کھایا اور نہ اپنی خواہش سے کوئی کپڑا پہنا اور فرماتے تھے کہ جو صوفی خواہش نفس سے

کچھ کھائے یا پہنے وہ دین مصطفےٰ کا رہزن ہے اور کبھی بے وضو نہ رہتے اور ہمیشہ تحیۃ الوضو پڑھتے اور جب وضو کر چکتے تو وضو کا برتن دوسرے وضو کے لیے پانی سے بھر رکھتے اور جب کھانا نوش فرماتے یا کھا چکتے دوبارہ تازہ وضو کرتے اور فرماتے کہ جو کھانا با وضو کھایا جاتا ہے اندر جا کر تسبیح کرتا ہے اور گرانی کو دفع کرتا ہو اور نور پر نور زیادہ کرتا ہے اور کبھی بے وضو بات نہ کرتے اور نہ سوتے اور جب جاگتے پہلے تیمم کرتے پھر وضو کر کے دوگانہ پڑھتے تب پھر آرام فرماتے اور ارشاد کرتے کہ آدمی کی اصل پانی اور مٹی سے ہے اور انھیں دونوں سے طلب دنیا کی آگ سرد ہوتی ہے امید ہے کہ دوزخ کی آگ بھی کل ہو حکایت ایکبار شیخ سارنگ نے آپکو کچھ کام کے لیے کسی شہر میں بھیجا جب پھر آئے فرمایا کہ آدمی جس شہر میں جائے چاہیے کہ اگر وہاں کوئی درویش ہو اُس سے ملے جس شہر میں تم گئے تھے وہاں ایک عارف ہیں اُنسے ملے یا نہیں آپ نے جواب میں بے اختیار کہا ؎ ہمہ شہر پر ز خوباں ؛ منم و خیال ماہے ؛ چکنم کہ چشم بدخو ؛ نکند بکس نگاہے ؛ مجھ کو آپ کی محبت کافی ہو دوسرے سے کیا کام حضرت شیخ سارنگ نے خرقۂ خلافت عنایت کیا اور رخصت دیکر فرمایا کہ اپنے مقام پر جا کر مشغول رہو حکایت ایک شخص مسافرت میں مرگیا اُسکا سر ہلتا تھا جہاں پہونچا سب عالم اور درویش دیکھ کر حیران رہتے جب لکھنو میں پہونچا تو لوگ آپ کے پاس لے آئے فرمایا یہ شخص کسی کا مرید تھا کلاہ اور شجرہ طلب کرتا ہے پھر آپ نے کلاہ مبارک مرحمت کی کہ اسکے سر پر رکھی اور شجرہ لکھوا دیا کہ اسکے سینہ پر دھر دو فوراً وہ جنبش جاتی رہی آپ نے فرمایا کہ اسکا سر ظاہر میں ہلتا تھا اور باطناً کوئی سر ایسا نہیں ہے کہ بے کلاہ پیران طریقت کے ہلتا ہو حکایت مخدوم شیخ سعد لکھتے ہیں کہ ایکبار میں ادنا ؤ کو جاتا تھا میانان کے پاس اسقدر پانی کا سیلاب تھا کہ میں گھوڑے پر سے گر پڑا آپ کو یاد کیا

Marfat.com

فوراً مجھ کو پانی سے اُچھال دیا اور لوگ جو پیرنا جانتے تھے اُنھوں نے پیرا کر باہر
نکالا اور ایک بار مجھ کو تپ محرقہ عارض تھی اُٹھنے بیٹھنے سے معذور تھا آپ کو
خبر کی آپ نے حضرت نصیرالدین چراغ دہلی کا عرس کیا تھا کھانا تقسیم فرماتے
تھے ایک نان گھی اور شکر میں تر کی ہوئی قُل کے نانوں میں سے مجھ کو بھیجدی میں
ایک لقمہ کھانے کی قدرت نہ رکھتا تھا لیکن آہستہ آہستہ سب کھا گیا اور سو رہا سوکر
اُٹھا تو بالکل اچھا تھا حکایت ایک شخص مُرید ہوا آپ نے خلاف عادت
شریف مٹھائی سب اُٹھواکر شیخ داؤد خادم خانقاہ کے پاس رکھوادی چند
دنوں کے بعد شمس خاں حاکم لکھنؤ نے اُس شخص کو چوری میں گرفتار کیا اور چونکہ
مخلص نہ تھا کہلا بھیجا کہ آپ کے مُرید نے چوری کی آپ نے کہا وہ مٹھائی رکھی ہوئی
ہے اور میں نے اُسکو اپنی مُریدی سے باہر کیا اُس مُرید نے حاضر ہوکر دوبارہ بیعت
کی اور مخلص ہوگیا حکایت ایک بار شمس خاں اس عزم سے آیا کہ اگر آپ
ایک انار مجھ کو دیں اور وہ چاروں طرف سے پھٹا ہوا ور اُسکے سب دانے
سُرخ ہوں تو میں جانوں کہ ولی ہیں آپ نے شیخ داؤد سے منگواکر اُسکو دیا اور
فرمایا کہ فقیروں کا امتحان اچھا نہیں انار کی فصل نہیں ہے اگر نہ ہوتا تو میں کیا
دیتا حکایت ایک بار وہی شمس خاں بہت سے لوگ لیکر آیا اور کھانا طلب
کیا ایسے وقت میں کہ آپ کے مطبخ کا کھانا صرف ہوچکا تھا فقط شیخ داؤد کا حصّہ
باقی تھا دو نانیں اور تھوڑا شوربا آپ نے اُسکو منگا کر ایک چادر میں چھپایا
اور اُس چادر کے نیچے سے دو دو نانیں اور ایک ایک پیالہ نکال کر دینا شروع
کیا خان مذکور نہایت شرمندہ ہوا اور کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ جب چاہوں تب آؤں
آپ نے تواضع سے قبول کیا شیخ داؤد نے کہا کہ یا مخدوم کیوں میرے ہاتھوں
کو آگ میں جلواتے ہو اسی طرح سب کو کیوں نہیں کھلاتے آپ مسکرا کر خاموش

رہے حکایت اُسی شمس خاں کا بڑا بیٹا آپ کا مُرید تھا اتفاقاً مرض جذام میں مبتلا ہوا اُسکے چھوٹے بھائی نے طعنہ دیا کہ یہ شیخ مینا کی صحبت کا اثر ہے اُسنے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے لُعابِ دہنِ مبارک اُسکے جسم پر ملا فوراً اچّھا ہوگیا حکایت شیخ راجو آپکے بھانجے بہرائچ کو چلے دو تین منزل لکھنؤ سے نکل کر ایک شیر نے اُنکو گھیرا اُنھوں نے آپکو یاد کیا آپ اپنے خانقاہ میں وضو کرتے تھے ظرف وضو کو زمین پر دے مارا وہ ظرف اُس شیر کے کلّے پر پہونچا اور اُسکا مُنھ اُنکی طرف سے پھر گیا جب وہ لکھنؤ میں پہونچے تب یہ بھید ظاہر ہوا حکایت آپ کے سامنے جامع مسجد میں ایک موذن تھے مولانا بڈھا ریش دراز اُنکی لڑکی پر جن عاشق تھا اور وہ لڑکی بالکل برہنہ رہتی آپ کو اُنکے حال پر رحم آیا ایک ٹکڑا تابے کا منگا کر شنجرف سے کچھ لکھکر اُنکو دیا کہ عیدگاہ میں جاؤ وہاں جنات کا لشکر ظاہر ہوگا اُسکے بادشاہ سے حال کہنا چنانچہ اُنھوں نے یہی کیا شاہ جنات نے اُس ٹکڑے کو نہایت تعظیم سے لیکر اپنے لشکریوں سے پوچھا کہ کون تم میں سے انکی بیٹی پر عاشق ہے ایک جن بولا میں ہوں اور جبتک جیتا ہوں نہ چھوڑوں گا بادشاہ نے اُسکو قتل کیا اور کہا کہ میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ میں نے اُس سرکش کو مار ڈالا حکایت ایک جوان تھا چاند خاں نامے نہایت خوشرو آپ کی طبع مبارک اُس سے مانوس تھی وہ کہیں جا کر نوکر ہوا اور مدت تک پابوس کو نہ آیا آپ نے اُس کو کہا ؎ باہر کہ در آمیزی میدان کرنیا سائی ؛ زیر و زبرش سازم زیرا کہ تو آنِ مائی ؛ آخر وہ لشکر جس میں وہ جوان تھا تباہ ہوا اور وہ جوان پھر آپ کے پاس آیا اسی طرح ایک مغنی تھا کہ اُسکا گانا سنتے تھے وہ بھی کہیں جاکر نوکر ہوا اور نہ آیا ایک دن آپنے فرمایا کہ اگر وہ ننگا بھوکھا ہمارے پاس آوے تو ہم اُسکو کھانا کھلا دیں

اور کپڑا اپنا دیں آخر ایسا ہی ہوا حکایت ایک بار مطرب آپ کے سامنے
گائے سے ہو ہو ہولی رے گئی پھاگ کو کھیلی پس آپکو وجد ہوا علمائے لکھنؤ نے
ایک مرد بیباک کو اعلام کے طور پر بھیجا اور کہا کہ پھاگ بازی طریقہ اسلام نہیں ہے
وہ شخص آپکے پاس جاکر سہم زانو بیٹھ گیا آپ نے مغنیوں سے کہا کہ پھر وہی کلمات
کہو انھوں نے وہی ہولی شروع کی اُس جوان نے وجد میں آکر کپڑے پارہ پارہ
کیے اور ہتھیار پھینک دیے جب افاقہ ہوا آپ کے قدموں پر گرا اور اُن لوگوں سے
جاکر کہا کہ شیخ مینا پھاگ بازی نہیں کرتے ہیں پاکبازی کرتے ہیں کوئی شخص مجال
نہیں رکھتا کہ اُنکو باز رکھے حکایت ایک بار برسات میں خانقاہ کی چھت چند
آدمیوں پر گر پڑی سب مر گئے آپ نے ایک ایک کو نکال کر حوض میں غوطہ دیا
سب زندہ ہو گئے حکایت ایک بار کوئی شخص آپ کے پاس ایک کھیرا
لایا اور کہنے لگا کہ میں نے کھیرے بوئے تھے اور نیت کی تھی کہ پہلا کھیرا آپکی
خدمت میں لاؤنگا آپ نے چھلکے سمیت نوش فرمایا اور کسکو نہ دیا لوگ حیران
ہوئے مخدوم شیخ سعد نے خلوت میں پوچھا کہ اسمیں کیا بھید تھا فرمایا کہ وہ کھیرا
نہایت تلخ تھا اگر کوئی اور کھاتا تو وہ شخص شرمندہ ہوتا یہاں تک سب فوائد سعدیہ
سے لکھا گیا اور شیخ محدث اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ شیخ مینا شیخ قوام الدین
قدس سرہ کے بڑے بیٹے کا نام تھا اور اس لفظ کو محبوب کی نسبت بولتے
ہیں وہ بیٹا جب جاہ میں مبتلا ہوا اور چونکہ اسوقت کا بادشاہ اُنکا معتقد تھا اور
اُمرا بھی ارادت مند تھے اُسکو ترقی حاصل ہوئی یہ بات اُنکو ناگوار ہوئی ہر چند
آخر میں اُسنے چاہا کہ اُنکے پاس حاضر ہو کر توبہ کرے الا اُنھوں نے فرمایا کہ
میں نہیں چاہتا کہ وہ نابرخوردار میرے سامنے آوے اُسی روز وہ بیمار ہو کر
مر گیا شیخ قوام الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے بھائی شیخ قطب الدین

Marfat.com

نے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا شیخ مینا اُس سے ہمارا نام جاری رہیگا عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی وفات شریف صفر کی تئیسویں کو سنہ آٹھ سو چوراسی میں واقع ہوئی چھ مہینہ علیل رہے اور جب تک بیمار رہے عالم حیرت میں تھے اور حجرۂ شریف کا دروازہ بند رہتا تھے مخدوم شیخ سعد یا مخدوم شیخ قطب الدین جو آپکے بھتیجے اور صاحب سجادہ تھے کبھی کبھی اندر جاتے تھے اس قدر بسمر فوائد سعدیہ سے لکھا گیا مادۂ تاریخ یہ ہے **قطعہ** شیخ مینا بدارم رحلت کرد: آہ زاں مرد چنیں شیخ اجل: گفت تاریخ عزیز مسکیں: از جہاں رفت ولی اکمل: ۸۸۴

مزار شریف لکھنؤ میں ہے بڑا اور دیتبرک ہے۔

ذکر خیر امام المشرقین حاجی الحرمین حضرت مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہٗ

آپ سلطان فیروزشاہ کے اُمرا میں نہایت ممتاز تھے اور آپکی بہن سلطان محمد بن فیروزشاہ کو بیاہی تھیں بارہ ہزار سواروں کے افسر تھے شہر سارنگ پور جو ہندوستان کے شہروں میں مشہور ہے آپ ہی کا آباد کیا ہوا ہے جب حضرت مخدوم جہانیاں اور حضرت سید راجو قتال دہلی میں تشریف لائے تب بادشاہ مذکور کھانا اور اکثر چیزیں آپ کے ساتھ کرکے ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں بھیجتا تھا ایک روز سید راجو قتال نے آپ سے فرمایا کہ اگر تم نماز پنجگانہ پر مداومت کرو تو میں پس خوردہ مخدوم جہانیاں کا تم کو دوں بے توقف قبول کیا دوسرے دن کہا کہ اگر اشراق بھی پڑھا کرو تو ہم تمھارے ساتھ کھانا کھاویں آپ نے یہ بھی پذیرا کیا اُن دونوں بزرگوں نے اپنے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھلایا اُنکا نور باطن آپ کے دل میں سارتی ہوا بعد چندے آپ نے حضرت شیخ قوام الدین قدس سرہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہنوز دنیا دار تھے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے شغل باطن چشتیہ تعلیم فرمایا اور

آپ اُسکو اچھی طرح سے کرتے رہے جب سلطان محمود سلطان محمد کا بیٹا یعنے آپ کا
بھانجا بادشاہ ہوا تب آپ تارک ہو گئے اور سب دولت و حشمت کو چھوڑ کر
مع اہل و عیال پیادہ پا گھر سے نکلے اور حرمین شریفین کو چلے چونکہ پیادہ
چلنے کی عادت نہ تھی آپ کے پانوں میں آبلے پڑ گئے اور قافلہ سے پیچھے
رہگئے تیسرے دن پچھلی رات کو اُٹھکر اہل و عیال سے فرمایا کہ آنکھیں بند کر کے
تین قدم میرے پیچھے آؤ سب نے آپ کے حکم پر عمل کیا آنکھیں کھولیں تو دیکھا
کہ قافلے میں موجود ہیں پھر وہاں پہونچکر مدتوں حرمین شریفین میں مقیم رہے
اور مجاہدہ کرتے رہے بعد چندے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے
پھر ہندوستان میں آئے اور حضرت شیخ یوسف ایرچی کی خدمت میں پہونچے
اور مدت دراز تک اُنکی خدمت میں رہکر مراتب سلوک کو طے کر کے رسالہ مکیہ
پڑھکر خرقۂ خلافت پہنا اور شیخ یوسف ایرچی قدس سرہ حضرت مخدوم
جہانیاں کے خلیفہ تھے جب حضرت شیخ قوام الدین آپ کے پیر واصل الی
اللہ ہونے لگے تب فرمایا کہ افسوس سا رنگ موجود نہیں ہے کہ خرقہ اُسکو
دوں اپنے ساتھ قبر میں لیے جاتا ہوں اور ایک کفنی بے آستین حاضروں کو سونپی
کہ اُنکو پہونچانا جب آپ لکھنؤ میں آئے تب لوگوں نے وہ امانت آپ کو پہونچائی
اور آپ نے وصیت کی کہ اسکو میرا پیراہنِ آخرت کریں اور چونکہ آپکو خلق اللہ کا
گھیرنا پسند نہ تھا لکھنؤ سے دس بارہ کوس باہر جا کر موضع منجھگوہ میں جو نواب گنج
بارہ بنکی کے پاس ہے گوشہ گیر ہوئے اور ریاضتیں کرتے رہے اور اس زمانے
میں حضرت سید راجو قتال نے بلا طلب خرقۂ خلافت بھیجا آپ نے پھیر دیا اور
کہا کہ میں نو مسلم ہوں اس خرقۂ پاک کی قابلیت نہیں رکھتا حضرت سید راجو
قتال نے دوبارہ بھیجا اور لکھا کہ میں نے بموجب حکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

بھیجا ہے کچھ اندیشہ نہ کرو اور پہنو تمکو مبارک ہے تب آپ نے قبول کیا اور اسکے
بعد اگر کوئی شخص جوار لکھنؤ سے حضرت سید راجو قتال کے پاس جاتا تو آپ پلٹا
دیتے اور فرماتے کہ میں نے وہاں شیخ سارنگ کو قائم کیا ہے تم لوگ اسقدر مسافت
طے کرکے کیوں میرے پاس آتے ہو انھیں کے پاس جاؤ مرید ہو یا کچھ اور غرض ہو
اُنھیں سے التجا کرو اور آپ کے دو خلیفہ تھے حضرت مخدوم شیخ مینا اور
مخدوم حسام الدین صوفی جو آپ کے صاحب سجادہ تھے عمر شریف ایک سو
بیس سال کی ہوئی اسوجہ سے آپ روزہ نہیں رکھتے تھے ایک دن رمضان
میں حضرت شاہ مینا حاضر تھے اور آپ کھانا نوش فرماتے تھے حضرت شاہ مینا
کے دل میں آیا کہ اگر آپ پس خوردہ مرحمت کریں تو میں روزہ توڑ ڈالوں اور ساٹھ روزے
کفارے کے ادا کروں آپ نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ مجھ کو شریعت نے افطار
مباح فرمایا ہے تم کو باوجود قطبیت کے امر نامشروع پر عمل کرنا کیا ضرورت ہے
رات کو جب کچھ کھاؤنگا تب پس خوردہ دونگا اور آپ نے اپنی اولاد کو دُعا دی
ہے سگوا پتو اکھا ئیو بین رہو گھر ادولی تین وفات شریف شوال کی سترھویں
کو سنہ آٹھ سو پچپن میں واقع ہوئی رب ترحمہ آپ کی تاریخ ہے مزار مقدس
موضع منجھگوہ میں ہے یزار ویتبرک بہ۔

ذکر خیر پیشواے کاملان امام واصلان حضرت صدرالدین سید راجو قتال قدس سرہٗ آپکا اسم مبارک صدرالدین اور راجو قتال آپ کا
عرف ہے اور فقیر نے کسی معتمد سے سنا ہے یا کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ آپ کی
نگاہ نہایت سریع التاثیر تھی اس سبب سے قتال مشہور ہوئے اور آپ حضرت
مخدوم جہانیاں قدس سرہ کے بھائی ہیں جب حضرت مخدوم جہانیاں کامل
ہو کر گھر میں تشریف لائے تو آپ کے والد بزرگوار میر سید احمد قدس اللہ

سرہ زندہ تھے اور والدۂ ماجدہ انتقال کرچکی تھیں مخدوم جہانیاں نے
اُن سے کہاکہ آپ نکاح کیجیے آپ کی پشت میں ایک قطب ہے اُنھوں نے
کہاکہ میں ضعیف ہوں مجھ کو بیٹی کون دیگا مخدوم جہانیاں نے کہاکہ میں
مشاطگی کروں گا اور اُسوقت تک مخدوم جہانیاں کی نانی زندہ تھیں اور ایک
بیٹی اُنکی ناکتخدا تھیں یہ کہکر اُن کے پاس گئے اور باپ کی طرف سے پیام دیا
اُنھوں نے کہاکہ تمھارے باپ نہایت ضعیف اور میری بیٹی جوان ہے
کیونکر قبول کروں مخدوم جہانیاں نے کہاکہ میرے کہنے سے قبول کرو کہا
کہ اگر تم سا قطب اُسکے پیٹ سے پیدا ہو تو قبول کرتی ہوں کہا کہ ایسا ہی
ہوگا پھر میر سید احمد قدس اللہ سرہ نے نکاح کیا اور سید راجو قتال
جلد ماں کے پیٹ میں آگئے اور میر سید احمد قضا کر گئے جب آپ پیدا
ہوئے مخدوم جہانیاں کو خبر ہوئی فرمایا کہ اسکو احتیاط سے پرورش کرو
اور اسکا نام سید محمد اور عرف راجو قتال ہے پھر دوبارہ خبر کی گئی کہ
یہ لڑکا دودھ نہیں پیتا ہے فرمایا کہ وہ قطب ہے تنہا نہ پئے گا دوسرے
لڑکے کو اُسکے ساتھ دوسری طرف شریک کرو چنانچہ ایسا ہی ہوا اور
ایک بار ایام رمضان میں پھر یہی امر واقع ہوا کہ دوسرا لڑکا شریک
رہا مگر آپ نے دودھ نہ پیا تب مخدوم جہانیاں نے فرمایا کہ رمضان کا
مہینہ ہے اور یہ قطب ہے رمضان کی حرمت اسکو مانع ہے پھر
جب تک رمضان رہتا دن کو نہ پیتے رات کو پیا کرتے جب ہوشیار ہوئے
چند سال میں تحصیل علوم کرکے عالم ہوگئے اور جسقدر نعمت حضرت مخدوم
جہانیاں قدس اللہ سرہ کے پاس تھی سب آپ نے اُنکو مرحمت کی اور اپنی
جگہ پر سجادہ نشین کیا اسقدر توسیع سنابل میں موجود ہے اور اخبار الاخیار

میں لکھا ہے کہ سید راجو قتال مُرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہیں اور اپنے بھائی
مخدوم جہانیاں سے بھی خلافت پائی اور اُنکے بعد صاحب سجادہ ہوئے
اور مخدوم جہانیاں فرماتے تھے کہ حق تعالےٰ نے مجھ کو خلق کے ساتھ
مشغول رکھا اور سید راجو قتال کو اپنے ساتھ اور آپ ہمیشہ محویت اور استغراق
میں رہتے تھے اور آدمیوں سے کم ملتے تھے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ حضرت سید احمد کے سامنے پیدا ہوئے ہیں اور مناقب میں لکھا
ہے کہ آپ جلد پیٹ میں آئے اور حضرت سید احمد قضا کر گئے تطبیق اسکی
یوں ہے کہ آپ صغیر تھے اور وہ قضا کر گئے اور اُس حالت صغر میں مُرید کر لیا
اور خلیفہ کر دیا یا آپ کے پیدا ہونے سے پہلے اُنھوں نے فرما دیا ہو گا کہ یہ
لڑکا ہمارا مرید اور خلیفہ ہے وفات شریف جمادی الاخریٰ کی سولھویں کو
سنہ آٹھ سو ستائیس میں واقع ہوئی مادۂ تاریخ یہ ہے قطعہ چو قتال رحلت
گزید از جہاں ؛ تہی شد ز فیض از سپنجی سرائے ؛ بدیہہ رقم کرد سالش عزیز ؛
ولی احد از جہاں رفتہ ہائے ؛ مزار شریف ملتان کے پاس موضع اُچھ میں ہے
یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر رہنماے عالمیان پیشواے آدمیاں حضرت مخدوم جہانیاں

قدس اللہ سرہ آپکا اسم مبارک سید جلال الدین بخاری ہے اور آپ شیخ الاسلام
شیخ رکن الدین ابو الفتح قریشی قدس اللہ سرہ کے مرید ہیں اور حضرت نصیر الدین
چراغ دہلی کے خلیفہ ہیں اور آپ عبد اللہ یافعی کی صحبت میں رہے ہیں اور
عالم اور ولی دونوں ہیں اور سفر بہت کیا ہے اور بہت ولیوں سے نعمت
پائی ہے اور مشہور ہے کہ آپ جس ولی سے ملتے اسقدر خدمت کرتے کہ وہ بے اختیار
ہو کر اپنی نعمت آپ کو دے دیتا اور سب سے پہلے شیخ الاسلام

سند المحدثین شیخ عفیف الدین قدس سرہ سے خرقۂ تبرک پایا ہے اور
دو برس اُنکے پاس رہکر کتاب عوارف اور اور کتابیں سلوک کی پڑھیں اور
طریقۂ فقر حاصل کیا اور ذکر سیکھا اور شیخ موصوف نے فرمایا کہ تمہارا مقراض
چلانا گازرون کے جانے پر موقوف ہے جب وہاں گئے شیخ امام الدین
قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ میرے بھائی شیخ الاسلام امین الحق والدین نے
مجھ کو وصیت کی ہے کہ سید جلال بخاری میری ملاقات کو آتے تھے شیطان
نے راہ میں اُن سے دروغ ظاہر کیا کہ شیخ امین الدین دنیا سے گئے
اُنھوں نے مکہ معظمہ کی راہ لی جب پھر ینگے آوینگے اُسوقت میرا مصلّیٰ اور
میری مقراض اُنکو حوالے کرنا اور میری طرف سے خلیفہ اور مجاز کر دینا
یہ کہکر شیخ امام الدین نے وصیت پر عمل کیا اور آپ نے ہرقسم کے فوائد
اُن بزرگ سے حاصل کیئے اور وہاں سے پھر کر شیخ رکن الدین سے خرقۂ
تبرک پایا اور آپ نے کل خانوادوں سے نعمت اور اجازت پائی ہے اور
سلطان فیروز کے عہد میں چند بلد دہلی میں تشریف لائے ہیں اور سلطان
آپ کا نہایت معتقد تھا اور آپ کو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے
نہایت محبت تھی اور فرماتے تھے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے
کہ خوشخبری ہو اُسکو جسنے مجھ کو دیکھا اور اُسکو جسنے میرے دیکھنے والے کو
دیکھا اور جسنے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا اور آپ قطب ہیں
اور سچّے ہیں اور مجھ کو آپ کے پاس ارشاد سے اُمید قوی ہے کہ
حق تعالےٰ مجھ پر رحمت کرے گا اور فرماتے تھے کہ میں نے فلاں بزرگ کو
دیکھا ہے اور اُنھوں نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو اور
شیخ موصوف نے حضرت غوث پاک کو دیکھا ہے حکایت ایک روز کسی جگہ

آگ لگی تھی آپ نے تھوڑی مٹی ہاتھ میں لیکر غوث پاک کا اسم مبارک آواز
بلند سے پڑھ کر اُس مٹی کو آگ کی طرف پھینکا فوراً آگ بجھ گئی اسقدر
اخبار الاخیار سے استنباط کر کے لکھا گیا اور سبع سنابل میں لکھا ہے
کہ آپ کو مخدوم جہانیاں اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایک بار آپ عید
کی رات کو حضرت شیخ بہاالدین کے مزار مقدس پر گئے اور عیدی
مانگی آواز سُنی کہ حق تعالےٰ نے تم کو خطاب دیا مخدوم جہانیاں یہی تمہاری
عیدی ہے پھر حضرت شیخ صدرالدین کے مرقد مطہر پر حاضر ہو کر وہی
کہا اور ویسا ہی سُنا پھر حضرت شیخ رکن الدین کی تربت شریف پر جا کر
وہی سوال کیا اور اُسیطرح کا جواب پایا اُس دن سے مخدوم جہانیاں
مشہور ہوئے اور آپ اکثر سیاح رہے ہیں اور آپ کے خلیفہ اور مُرید
حد سے زیادہ ہیں اور کسی کتاب میں فقیر کی نظر سے گذرا ہے کہ جب آپ مدینہ
منورہ میں حاضر ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے یقین نہ کیا کہ آپ سید ہیں آپنے
مزار مقدس کے سامنے جا کر عرض کیا السلام علیک یا جدی جواب آیا
وعلیک السلام یا ولدی حکایت سنابل میں ہے کہ ایک بار آپ ایک
شہر میں پہونچے وہاں کے لوگ اس کثرت سے آپ کے پابوسی کو آئے
کہ آپ تک پہونچنا مشکل ہوا دور سے زمین کو چومتے تھے اور چلے جاتے
تھے آپ یہ حال دیکھ کر جناب الٰہی میں رونے لگے اور یہ رباعی پڑھنے لگے
رباعی آنہا کہ زمین خدا ے من مے بیند ؛ گر معنیٔ بیت صحبتم بنشیند ؛ گر
قصۂ خود پیش سگے برخوانم ؛ سگ دامن پوستین زمن برچیند حکایت
ایک بار آپ مکہ معظمہ میں تھے اتفاقاً ایک رات کو کعبہ آپ کی نگاہ میں نہ آیا
مناجات کی کہ خداوندا آج کعبہ میری نظر میں نہیں آتا حکم ہوا کہ شیخ نصیرالدین

محمود گئے طواف کو دہلی میں گیا ہے آپ نے اپنے دل میں کہا کہ سبحان اللہ
میں یہاں طواف کرنے کو آیا ہوں اور کعبہ وہاں گیا ہے بہتر یہ ہے کہ
میں بھی اُنکا طواف حاصل کروں پھر دہلی کو روانہ ہوئے اور تین باتوں
کی نیت کی ایک تو یہ کہ اُنکا طواف کرونگا دوسرے یہ کہ اُنکے وضو کا بچا ہوا
پانی پیونگا تیسرے یہ کہ اُنکی پالکی کا بانس کاندھے پر دھرونگا جب حضرت
چراغ دہلی کے پاس پہونچے تو وہ قبلہ رو وضو کر رہے تھے جسوقت
پانوں دھونے لگے تو جانب قبلہ سے پھرے آپ بھی گھوم کر سامنے
آکر کھڑے ہوئے جب حضرت چراغ دہلی پانوں دھو چکے پھر قبلہ رو
ہوئے آپ بھی پھر گھوم کر سامنے آئے تب حضرت چراغ دہلی نے فرمایا
کہ طواف تو ہو چکا اور وضو کا پانی اس برتن میں ہے پی لو اور اپنا کاندھا
میری سواری کے بانس کے تلے لا اسقدر کافی ہے پھر ایک چادر طلب
کی اور کہا کہ اے فرزند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ خرقہ آپ کو دیتا
ہوں کہ میری جانب سے پہنئے اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ شب برات
کو ۷۰۰ سات سو سات میں پیدا ہوئے اور اٹھتر برس اس عالم میں رہے
اور عید اضحیٰ کے دن ۷۸۵ سات سو پچاسی ہجری میں رحلت فرمائی اور حقیقۃ الاولیا
میں اسقدر زیادہ ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو شب جمعہ بھی تھی اور
شب برات بھی اور جب وفات فرمائی تو بدھ تھا اور آفتاب ڈوبتا تھا

آہ مراد عاشقان بود آپ کی تاریخ ہے مزار شریف ملتان کے پاس اچھ
۷۸۵
میں ہے زیارت گاہ و متبرک ہے۔

ذکر خیر خواجۂ پاک عاشق دردناک حضرت مخدوم نصیر الدین
چراغ دہلی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک مخدوم نصیر الدین

اور چراغ دہلی لقب ہے اور لفظ محمود جو آپ کے اسم مبارک کے ساتھ
ملی ہوئی ہے فقیر کے نزدیک ظاہراً تخلص ہے چنانچہ آپ کے اشعار سے
واضح ہوگا اور وطن شریف اودھ ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت محبوب الٰہی
کے ہیں جب حضرت محبوب الٰہی رحلت فرمانے لگے تو آپ نے کہا کہ میں جب
آپ کا جمال نہ دیکھونگا تو دہلی میں نہ رہونگا حج کو چلا جاونگا اور مدینہ منورہ
میں عمر بسر کرونگا حضرت محبوب الٰہی نے یہ مصرع پڑھا ع زنہار مرد کہ با تو
کارے دارم ؛ اور فرمایا کہ ہم تم کو اپنی جگہ پر چھوڑتے ہیں دہلی کی جفا اور قفا پر
صبر کرنا جب حضرت محبوب الٰہی واصل ہوئے اور آپ سجادہ نشین ہوئے ایک
قلندر ترابی نام آیا اور پندرہ یا سترہ چھریاں آپکو ماریں آپ نے اُسکو حجرہ شریف
میں چھپایا اور رات کو بھگا دیا کہ کوئی عوض نہ لے اور کسی درویش نے لکھا
کہ رخصت ہو تو ہم بدلہ لیں آپ نے جواب لکھا ؎ چوں حوالہ ایں ضربت
زجاے دیگرست ؛ ننگم آید گر بگویم کز فلاں رنجیدہ ام ؛ یہ دہلی کی جفا تھی
اور قفا یہ تھی کہ بادشاہ وقت ظالم تھا سب درویشوں سے خدمت لینا
تھا آپ کو بھی بلایا آپ نے بہت عذر کیا اور خوشامد کی اُس ظالم نے حکم دیا
کہ آپ کی ہنسلی کو چھید کر لٹکا یا فوراً خانوادۂ چشت کی تلوار جو برہنہ ہے
ظاہر ہوئی آپ نے اپنی آستینوں کو بادشاہ کے سر پر رکھا آستینیں
کٹ گئیں اور بادشاہ بچ گیا چنانچہ اشارۃً فرماتے ہیں ابیات ایں رہ ماسوے
عدم میزند ؛ کیست دریں رہ کہ قدم میزند ؛ ہر کہ دریں راہ مجرد راست ؛ بر سر
کونین علم میزند ؛ در دل محمود اثرے نیست زاں ؛ لاف محبت بستم میزند ؛ پھر
آپ نے خدمت قبول کی سالہا سال بادشاہ کو لباس پہنایا کیے ایکدن آفتاب
ڈوبتا تھا بادشاہ نے طلب کیا آپ نے آنکھوں کو پُرآب کر کے فرمایا کہ اے بندۂ خدا

Marfat.com

بادشاہ بے مروتی کرتا ہے تو دم بھر ٹھہر جا آفتاب وہیں ٹھہر گیا آپ نے بادشاہ کو کپڑے اتار
نہلائے اور جب بند قبا باندھنے لگے فرمایا بند نصیر الدین دکشاید غسال یعنی
نصیر الدین باندھتا ہے اور نہلانیوالا کھولیگا پھر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی تب
آفتاب ڈوبا اور بادشاہ سوار ہوا گھوڑے نے اسکو گرایا گردن ٹوٹ گئی امرا اور
سپاہ جمع ہوکر آمادہ ہوئے کہ سلطان فیروز تخت پر بیٹھے سلطان فیروز کسی طرح راضی نہ تھا
کہ بار مظالم سر پر یوں آپ گئے اور فرمایا کہ اے فیروز تخت پر بیٹھ اُسنے کہا چند شرطوں
سے بیٹھونگا پہلے یہ کہ میرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہو کہ میں اُسکے عذاب میں گرفتار
ہوں فرمایا فرمان ہوتا ہے کہ فیروز کے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہوگا نہ تھوڑا نہ بہت پھر
اُسنے کہا کہ جب تک میں بادشاہ رہوں قحط اور امساک باراں نہ ہو آپ نے
فرمایا ہرگز نہوگا پھر اُسنے کہا کہ جب تک میں حاکم رہوں اگر کوئی بلا آنیوالی ہو تو مجھپر
آئے رعیت محفوظ رہے فرمایا حکم ہوتا ہے کہ جسوقت تک فیروز بادشاہ رہیگا
بلا نازل نہ ہوگی نہ اُسپر نہ اُسکے ملک پر تب سلطان فیروز تخت پر بیٹھا حکایت
جو بادشاہ آپکو رنج دیتا تھا اُسکا وزیر تھا عبد المقتدر نام منطق کا مصنف تھا
جب بادشاہ کے پاس سے پھرتا کہتا کہ آؤ ملا نصیر الدین سے چند لانسلم کرلیں تب
چلیں اور ہر روز آپ کو تکلیف دیتا ایک روز آپ کے کسی مخلص نے کہا کہ عبد المقتدر
بہت رنج دیتا ہے فرمایا کہ یہ ایک مرغ ہے کہ ہمارے جال میں پھنسے گا اور یہ
وزیر اپنے گیسوں کو موتیوں کے تاروں سے گوندھواتا تھا ایک دن ایک
گدا گر آیا اور یہ بیت پڑھی ؎ سعدیا بسیار گفتن عمر ضایع کردن ست ٭ وقت عذر
آوردنست استغفر اللہ العظیم ٭ فوراً اُسکا دل دنیا سے سرد ہوا مزین سے کہا کہ سر کو
بالوں سے صاف کر اُسنے کہا کہ ایک ہی گرہ باقی رہی ہے کہا اے نادان میرے
دل میں اور ہی گرہ لگی جلد صاف کر مزین نے ویسا ہی کیا اور اُسنے وہ سب بال

[illegible]

زربافتہ اُسیکو دیدیے اور گھر میں جاکر گھر والوں سے کہا کہ کوئی اس راہ میں میرا ساتھ دیگا اُسکی عورت نے کہا کہ میں ساتھ دونگی کہا کہ یہ راہ دشوار ہے اور فاقہ سخت مصیبت ہے اُسنے کہا کہ آخر مرنا ہے خدا کی راہ میں مرنا سب سے بہتر ہے کہا کہ چادر اوڑھو اور گھر سے نکل وہ عورت مردانہ فوراً ہمراہ ہوئی پھر شہر میں منادی کردی کہ وزیر کا گھر لوٹ لو چنانچہ اُسی دن ایسا محتاج ہوا کہ چراغ کا تیل میسر نہوا اور گھر ایسا لُٹا کہ دیواروں کی اینٹیں بھی کھُد گئیں اور کتاب عوارف لیکر تیس برس قائم اللیل وصائم الدھر رہا اور سب طرح کی تکلیفیں کھینچیں کچھ نہ کھلا آخر آپ کی خدمت میں آیا اور مُرید ہوا آپ نے ایک شغل تعلیم فرمایا کہ تھوڑے ہی دنوں میں کشایش ہوئی سچ ہے ؎ ارادت نداری سعادت مجوے بچوگان خدمت توان برد گوے ؀ اور آپ کے خلفا میں مولانا علاء الدین سندیلوی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اور مخدوم جہانیاں قدس اللہ سرہم بہت نامی ہیں اور آپ نے کسیوقت خاص میں ایک مناجات فرمائی ہے وہ بھی لکھی جاتی ہو (الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را در آسمان اول است حضرت خواندی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را در آسمانِ دوم براسپِ زریں سوار کردی وعنان یاقوت بردست نہادی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را بر آسمان سوم برخوانچۂ زریں طعام دادی واز کوزۂ زریں آب خورانیدی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را بر آسمانِ چہارم باعیسیٰ روح اللہ ملاقات دہانیدی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را در آسمانِ پنجم با جمال جہاں آرائے حضرت مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آشنا گردانیدی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را در آسمانِ ششم اشر یقرؤک السلام خواندی الٰہی بحرمتِ آنوقت کہ محمود درویش را در آسمانِ ہفتم بدر سدرۃ المنتہیٰ رسانیدی ونداشنوانیدی کہ اے محمود درویش از بیم دوزخ ہانیدم و عیش جنت بتو دادم خداوندا از بیم دوزخ نمی ترسم وبہ عیش جنت نہ خرسندم مرا دیدۂ

بخش کہ ہر نظرے بہشت سازم نجنی من النغم الذی انا فیہ نجنی من النغم الذی انا فیہ نجنی
من النغم الذی انا فیہ برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ اسقدر سبع سنابل سے لکھا گیا اور آپکے
خلفا سوا انکے جو مذکور ہوئے اور بھی ہیں اور سب بزرگ مرتبہ ہیں جیسے حضرت سید محمد
بن جعفر مکی اور حضرت علاء الدین خراسانی مصنف امقیاس وغیرہ اخبار الاخیار میں
لکھا ہے کہ ایک روز آپ کو اس بیت پر نہایت ذوق ہوا ۔ جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم
کرد وہم کردی ۔ قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند وہم راندی ۔ مولانا مغیث شاعر نے
ایک رسالہ لکھا کہ اس بیت کو کسی طرح حقیقت پر حمل نہیں کر سکتے جفا کو حق تعالے
کیطرف نسبت کرنا کفر ہے اور یہ سب لکھکر مولانا معین الدین کے پاس لے گیا انھوں
نے وہ رسالہ آپ کے پاس بھیجا آپ نے انکو بلا کر دستار اور لباس مرحمت
کر کے رخصت کیا پھر ایک بار آپ کی خانقاہ میں سماع تھا اور آپ اس رباعی پر
نہایت رقصاں تھے رباعی ۔ اطبل مغانہ دوش مبارک زدیم ۔ عالی علمش بر سر افلاک
زدیم ۔ از بہر یکے مغبچہ میخوارہ ۔ صد بار کلاہ توبہ بر خاک زدیم ۔ جب بہت
بیقراریاں کر چکے تب کوٹھے پر جا کے بیٹھ رہے اور فرمایا کہ مغیث کو بلاؤ مولانا
مغیث بیخود ہو گیا لوگوں نے آپ کے سامنے کھڑا رکھا فرمایا ہاں مولانا لکھا کہ یہ
جامہ چہل سالہ تھا یہ کہا اور رخصت کیا مولانا پھر خانقاہ میں نہیں آیا اور جلد متوفی
ہوا اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے رایت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ دیکھا میں نے اپنے رب کو معراج
کی رات میں بہت اچھی صورت میں سو آنحضرت نے اپنی ہی صورت کو فرمایا ہے
ای وکنت فی احسن صورۃ یعنی میں اسوقت نہایت اچھی صورت میں تھا اور
سوا اسکے اور معنے بھی آپ نے فرماتے ہیں الا طالب کیواسطے اسیقدر کافی ہیں اور
اگرچہ صاف نہیں لکھا ہے مگر اخبار الاخیار کی عبارت سے پیدا ہوتا ہے کہ

Marfat.com

آپ شروع میں خواہ ہمیشہ حصور رہے ہیں وفات شریف رمضان کی
اٹھارویں کو ۷۵۶ھ سات سوچھپن میں واقع ہوئی اور سفینۃ الاولیا میں وقت
چاشت کو زیادہ کیا ہے گل بہشت آپ کی تاریخ ہے مزار مبارک نئی دہلی
کے باہر ہے یزار و متبرک ہے۔

ذکر خیر زینت قبائے شاہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ

آپکا اسم مبارک محمد بن احمد ہے اور
سلطان المشائخ اور نظام الاولیا اور محبوب الٰہی لقب ہے اور آپ سید اور
حصور تھے خواجہ علی آپ کے دادا اور خواجہ عرب آپکے نانا دونوں بخارا سے
آئے اور چند روز لاہور میں رہکر بدایوں میں تشریف لائے اور مقیم ہوئے اور آپ
چھوٹے ہی تھے کہ خواجہ احمد آپکے والد قضا کر گئے انکی قبر شریف بدایوں میں
ہے جب آپ کچھ ہوشیار ہوئے کلام اللہ پڑھا اور کتابیں پڑھنے لگے بارہ برس
کے تھے اور کوئی کتاب لغت کی پڑھتے تھے کہ ابوبکر نامے قوال ملتان سے
آیا اور کہنے لگا کہ ملتان میں ایک درویش ہیں بہاء الدین زکریا ایسے اور ایسے
کہ جو لونڈیاں انکے یہاں چکی پیستی ہیں وہ بھی ذکر کرتی ہیں اور بہت سی باتیں
ایسی ہی بیان کیں آپ کے دل میں کچھ اثر نہ ہوا پھر اُس نے کہا کہ ملتان
سے میں اجودہن میں آیا وہاں ایک شاہ کو دیکھا ایسا اور ایسا یہ سنتے ہی
آپ کے دل کو جنبش ہوئی اور محبت اور ارادت پیدا ہوگئی اُٹھتے
بیٹھتے کھاتے پیتے شیخ فرید کا نام لیتے پھر دہلی میں آئے اور شمس الملک
صدر ولایت کے پاس جاکر مقامات حریری کو پڑھکر ازبر کر لیا اور علم حدیث
پڑھا اور آپ طالب علموں میں نظام الدین بحاث مشہور تھے یعنے بہت بحث کرنیوالا
پھر بیس برس کی عمر میں حضرت شیخ فرید قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوئے اور کلام اللہ کے چھ پاروں کی قرأت سیکھی اور کچھ باب عوارف کی اور
تمہید ابو شکور سلمی اور سوا انکے اور کتابیں پڑھیں حکایت جب آپ حضرت
فرید کی خدمت میں پہونچے تو پہلے پہل حضرت شیخ فرید نے یہ بیت پڑھی
بیت اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ ؛ سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ
آپ نے چاہا کہ کچھ حالت اشتیاق ظاہر کروں ہیبت سے کہہ نہ سکے اتنا کہا کہ قدمبوسی
کا نہایت مشتاق تھا حضرت شیخ فرید نے ہراساں دیکھکر فرمایا لکل داخل دہشۃ
یعنے سب در آنیوالے کو دہشت ہوتی ہے پھر اُسی دن بیعت کی اور پوچھا
کہ پڑھنا چھوڑ دوں اور وظائف اور نوافل میں مشغول ہوں فرمایا کہ
ہم منع نہیں کرتے یہ بھی کرو وہ بھی جو غالب آوے اور فقیر کو تھوڑا سا
علم چاہیے پھر خلیفہ ہوکر دہلی میں آئے حکایت جب تک حضرت شیخ فرید
قدس اللہ سرہ اس عالم میں رہے آپ تین بار اُنکے پاس گئے اور رحلت
کے وقت موجود نہ تھے جسطرح آپکے پیر اور دادا پیر اپنے پیروں کی
وفات میں حاضر نہ تھے پھر حکم غیبی سے شہر دہلی محلہ غیاث پور میں جہاں
اب آپکا مزار ہے مقیم ہوئے خاص وعام سلاطین وامرا سب معتقد
ہوئے اور سارا ہندوستان آپ کے فیوض سے بھر گیا اور آپ کے
خلیفہ بہت ہیں ازانجملہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے چار کو خرقۂ ارادت
دیا ہے باقیوں کو خرقۂ تبرک اور چونکہ شیخ فرید قدس اللہ سرہ نے فرمایا
تھا کہ مجاہدہ کرتے رہنا آپ ہمیشہ ریاضت کرتے رہے اسّی برس کے سن
میں برابر روزہ رکھتے اور افطار کے وقت کچھ تھوڑا سا چکھ لیتے اور سحری اکثر
نہ کھاتے جب خادم عرض کرتا کہ افطار کے وقت آپ کچھ کھاتے نہیں اگر سحری
بھی نہ کھائیگا تو ضعف کا کیا حال ہوگا آپ روتے اور فرماتے کہ کتنے مسکین

Marfat.com

اور درویش مسجدوں کے گوشوں میں فاقوں سے پڑے ہونگے یہ کھانا میرے
حلق سے کیونکر اُترے اور تمام رات دروازہ حجرۂ شریف کا بند رکھتے
صبح کو آپ کی آنکھیں ایسی سُرخ ہوتیں جیسے کسی بہت بڑے مست کی حکایت
ایک دن حضرت شیخ فرید نے فرمایا کہ میں نے تمھارے لیے تھوڑی سی دنیا
بھی مانگی ہے ایک دن فرمایا جو کچھ تم مانگو گے پاؤ گے اور ایک دن شیخ فرید حجرۂ
شریف میں سر برہنہ یہ رباعی پڑھتے تھے اور بار بار سجدہ کرتے تھے اور
چہرۂ مبارک متغیر تھا رباعی خواہم کہ ہمیشہ در رضاے تو زیم ÷ خاکے شوم و
بزیر پاے تو زیم ÷ مقصود منِ خستہ ز کونین توئی ÷ از بہر تو میرم و براے تو
زیم ÷ حضرت محبوب الٰہی حجرۂ شریف میں گئے اور سر کو قدموں پر رکھا فرمایا
مانگو کیا مانگتے ہو آپ نے کچھ دین کی بات طلب کی شیخ فرید قدس سرہٗ نے
مرحمت کی پھر پشیمان ہوئے کہ میں نے یہ کیوں نہ مانگا کہ سماع میں مرجاؤں
اور سنابل میں لکھا ہے کہ آپ جب گانا سُنتے تب وہ وقت یاد فرماتے اور
افسوس کرتے حکایت ایک دن چند آدمی آپ کی خدمت میں گئے سب نے
آپ کے واسطے ایک ایک چیز مول لی ایک طالب علم نے تھوڑی سی خاک
اُٹھا کر پوڑیا میں باندھ لی جب آیا سب کی نذروں میں ملا کر رکھدی جب خادم
نے اُن نذروں کے ساتھ اُٹھانا چاہا آپ نے فرمایا یہ سرمۂ شریف
خاص ہماری آنکھوں کے واسطے ہے طالب علم نے توبہ کی آپ نے تسلّی
دیکر فرمایا جو کچھ تم کو حاجت ہوا کرے ہم سے کہا کرو حکایت آپ فرماتے تھے
کہ جب حضرت شیخ نے مجھ کو خلیفہ کیا فرمایا حق تعالےٰ نے تجھ کو علم دیا اور
عقل دی اور عشق دیا جسمیں یہ تینوں باتیں ہونگی وہ مشائخ کی خلافت کے
قابل ہے اُس سے یہ کام خوب ہوگا اور فرماتے تھے کہ مسلمان کا دل مظہر

ربوبیت ہے قیامت میں اُسکی راحت رسانی سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ نہ ہوگی
یہ سب اخبار الاخیار سے لکھا گیا حکایت سنابل میں لکھا ہے کہ ایک دن
آپ دفعۃً کھڑے ہو کر بیٹھ گئے لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا کہ ایک کتا اِدھر
سے نکلا میں نے اپنے پیر کی خانقاہ میں ایسا ہی ایک کتا دیکھا تھا اُسکی
تعظیم کو اُٹھا اور آپ نے اپنے پیر کی شان میں دو بیتیں بھی فرمائی ہیں بیت
بودی اگر نبوت بعد از نبی روا ۞ گفتی تمام خلق مرا در اپیرست ۞ بیت پیر ما
پیرست مولانا فرید ۞ ہیچو او در خلق مولانا فرید حکایت سنابل میں ہے کہ
آپ گانا بہت سنتے تھے اور یہ بیت اکثر پڑھتے تھے بیت از کاسہ
رباب مرا نغمتے رسید ۞ شد آفتاب ہر کہ از و ذرہ چشید ۞ اور جب آپ کے
یہاں محفل سماع ہوتی تو خضر علیہ السّلام جوتوں کی پاسبانی کرنے کو تشریف
لاتے ایک بار قاضی ضیاء الدین سنامی احتساب کرنے کو آئے آپ کے
یہاں خیمہ کھڑا تھا رسیاں کاٹ دیں خیمہ نہ گرا قاضی آپ کے پاس گئے
اور کہا کہ اپنی کرامتیں ہم کو دکھلاتے ہو اور بہت سخت باتیں کہیں فرمایا جو حکم ہو
سو کروں میں مطیع ہوں کہا قوالوں کو منع کرو آپ نے مطربوں کو باز رکھا
بعد اُسکے قاضی کے دو بیٹے مرے اور آپ بیمار ہوئے حضرت محبوب الٰہی
عیادت کو گئے قاضی نے پوچھا تمنے اُس فعل بد سے توبہ کی آپ نے فرمایا
کہ میری بھی نیت درست یہ ہے کہ حق تعالےٰ مجھ کو ہر فعل ناشائستہ سے باز رکھے
قاضی نے کہا کہ تم میں کوئی عیب نہیں سوا اسکے کہ گانا سنتے ہو پھر قاضی دو تین
دن کے بعد مر گئے اور یہ قاضی شیخ شرف الدین پانی پتی کے پاس بھی
احتساب کرنے کو گئے تھے اُنھوں نے چند بار نگاہ تیز سے دیکھا کچھ اثر
نہ ہوا کہا شریعت کی زرہ پہنے ہوئے ہے تیر نظر دوسار نہیں ہوتا صاحب

Marfat.com

سنابل فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب الٰہی کو بھی ایسا ہی سمجھے تھے یہ نہ سمجھے کہ ہر چند کوئی شخص زرہ پہنے ہو موت کی جگہ خالی ہوتی ہے اور خاندان چشت کی تلوار برہنہ ہے جو اسکو دھکا دیتا ہے خواہ مخواہ زخمی ہوتا ہے
حکایت سفینۃ الاولیا میں ہے کہ آپ کی محفل میں وعظ بھی تھا اور سماع بھی اور وجد بھی قوالوں کو بلاتے تھے اور کھڑے ہوکر رقص کرتے تھے اور اگر کسی مقلد کو بھی رقصاں دیکھتے تو ادب اور تعظیم کرتے اور کھڑے ہو جاتے
حکایت اخبار الاخیار میں ہے کہ جب زمانۂ وفات نزدیک آیا چالیس دن پہلے سے کھانا پینا موقوف فرمایا اور ایک وقت کی نماز چند بار پڑھتے تھے اور فرماتے تھے جاتا ہوں جاتا ہوں اور اقبال نام خادم سے فرماتے کہ اگر کچھ نقد وجنس باقی رکھا تو قیامت میں جوابدہی کرنا ہوگی اور جو کچھ تھا سب ایثار کرادیا خادم نے ایک دن کا کھانا درویشوں کے لیے رکھ لیا تھا فرمایا کہ اس مردۂ ریگ کو کیوں رکھا ہے یہ بھی دیدے اور گھر میں جھاڑ دے اور مردۂ ریگ اُس چیز کو کہتے ہیں جو بے حقیقت اور ناچیز ہو پھر خدام نے عرض کیا کہ ہماری خبر کون لیگا فرمایا تم کو اتنا ملیگا کہ کفایت کریگا عرض کیا کہ ہم میں سے تقسیم کون کرے گا فرمایا جو اپنے حصّے سے ہاتھ اُٹھا وے وفات شریف طلوع آفتاب کے بعد بدھ کے دن ربیع الآخر کی اٹھارویں کو سنہ سات سو پچیس میں واقع ہوئی اور جب آپ کو مرقد مطہر میں رکھا تو خرقہ حضرت شیخ فرید کا جو آپ نے پایا تھا آپ کو پہنایا گیا اور مصلّٰے حضرت شیخ فرید کا آپ کے سر مبارک کے تلے رکھا گیا سفینۃ الاولیا میں ہے کہ عمر شریف چورانوے سال کی ہوئی اور نماز جنازہ شیخ رکن الدین ابو الفتح بن صدر الدین عارف نے پڑھائی اور کہا کہ میں ملتان سے اسی نماز کے واسطے آیا تھا

Marfat.com

اور یہ بزرگ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں ایک قطعہ آپ کی تاریخ جو
اور نظم یہ ہے قطعہ رفت سلطان دیں نظام الدین ؛ از جہان فنا بملک بقا ؛
گفت سال وصال شیخ عزیز ؛ آہ محبوب دل حبیب خدا ؛ مزار متبرک شہر دہلی
محلہ غیاث پور میں ہے چنانچہ اوپر گذر چکا امیر آرزو متبرک بہ فائدہ اگرچہ حضرت
امیر خسرو قدس اللہ سرہ داخل سلسلہ نہیں ہیں مگر چونکہ حضرت محبوب الٰہی روح اللہ
روحہ آپ کو نہایت چاہتے تھے لامحالہ دل بے اختیار ہوا کہ تھوڑا سا حال آپکا
بھی تبرکاً اس مقام پر لکھدوں سنابل میں لکھا ہے کہ جب حضرت محبوب الٰہی
واصل ہوئے قوالان شامی اور تاتاری آپ کے جنازۂ مبارک پر یہ غزل
سعدی علیہ الرحمۃ کی گاتے تھے مطلع غزل سرو سیمینا بصحرا میروی ؛
نیک بدعہدے کہ بے ما میروی ؛ حضرت محبوب الٰہی کا ہاتھ کفن سے باہر نکلا
امیر خسرو نے قوالوں کو گانے سے باز رکھا اور کہا کہ ابھی آپ اُٹھ کھڑے
ہو نگے اور رقص کرینگے اور فتنہ قائم ہوگا چھ مہینے اسکے بعد زندہ رہے اور
سخت ماتم سے زندگی بسر کرکے انتقال فرمایا حضرت شیخ رکن الدین دہلی میں
موجود تھے اپنے یاروں سے فرمایا کہ چلو امیر خسرو کے جنازے پر دعا کریں
اُنھوں نے اکثر بادشاہوں کی تعریف لکھی ہے جب آپ کے جنازے پر
آتے تو آپ اُٹھ بیٹھے اور کہا ؎ ما بنعمت ہائے پیر خود پسندہ کردہ ایم ؛
نیست مارا حاجت آمرزش آمرزگار ؛ یہ کہکر پھر استراحت فرمائی اور اخبار الاخیار
میں ہے کہ آپ ہر شب کو بعد عشا کے حضرت محبوب الٰہی کے خلوت خاص میں
جاتے تھے اور ہر قسم کی باتیں کیا کرتے تھے اور یاروں کی درخواستوں کو
التماس کرتے تھے اور حضرت محبوب الٰہی نے آپ سے فرمایا ہے کہ میں سب سے
تنگ آؤں حتے کہ اپنی ذات سے تنگ آؤں مگر تجھ سے تنگ نہ آؤں اور ایکدن

کسی نے کہا کہ وہ نظر جو آپ کو خسرو کی طرف ہو کاش ایک بار میری طرف ہو حضرت محبوب الٰہی نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے سے فرمایا کہ میرے دل میں آیا تھا کہ کہوں قابلیت پیدا کر اور ایک دن امیر خسرو سے فرمایا کہ تیری زندگی ہماری زندگی پر موقوف ہے ہمارے بقا کے واسطے دعا کر اور ایک دن فرمایا کہ مین بہشت مین نہ جاؤنگا جب تک تجھ کو ساتھ نہ لونگا اور ایک بار فرمایا کہ آج مجھ کو خبر دی گئی کہ قیامت میں تجھ کو محمد کاسہ لیس کہینگے اور ترک اللہ بھی خطاب دیا ہے باقی حالات آپ کے کمالات کے کتابوں میں بہت لکھے ہیں اور حضرت محبوب الٰہی نے بھی سوا اسکے ہر قسم کی عنایتیں ہر وقت میں مبذول فرمائی ہیں اور ایک بیت اور ایک رباعی بھی انکی شان میں فرمائی ہے بیت گر زبہر ترک ترکم ارہ برتارک نہند ؛ ترک تارک گویم واما نگویم ترک ترک رباعی خسرو کہ بنظم ونثر مثلش کم خاست ؛ ملکیت ملک سخن ایں خسرو راست ؛ ایں خسرو ست ناصر خسرو را نیست ؛ زیرا کہ خدای ناصر خسرو ماست ؛ اور اسی کتاب میں ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ نے انتقال فرمایا امیر خسرو موجود نہ تھے سلطان تغلق کے ساتھ لکھنوتی کو گئے تھے پیچھے سے آئے اور چھ مہینے زندہ رہے اور بہت روئے اور بہت ماتم کیا چھ مہینے کے بعد رحلت فرمائی اس بیان میں اور سنابل کی عبارت میں تھوڑا سا فرق ہے تطبیق یوں ہے کہ انتقال کے وقت موجود نہو نگے جب تک جنازہ مبارک آراستہ ہوا آگئے حضرت محبوب الٰہی اور آپ ایک ہی سال میں واصل الی اللہ ہوئے ہیں اور مزار بھی ایک ہی حریم میں ہے اور تاریخ بھی ایک ہے۔

ذکر خیر شیخ الاسلام فرید الانام حضرت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ

سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ آپکا اسم مبارک مسعود

Marfat.com

ہے اور فریدالدین عطار قدس سرہ نے کسی حالت میں اپنا نام آپ کو دیا ہے اسوجہ
فریدالدین مشہور ہوئے اور آپ فرخ شاہ بادشاہ کابلی کی اولاد
میں ہیں اور نسب نامہ آپ کا حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے
اور آپکی والدہ ماجدہ نہایت صالحہ اور زاہدہ مولانا وجہ الدین یا وحید الدین خجندی
کی بیٹی ہیں اور آپ ملک محمود علی غزنوی کے بھانجے بھی ہوتے ہیں جب آپکے بزرگ لوگ
منزل ہوئے تب قاضی شعیب آپکے دادا ملتان کے پاس قصبہ کھتی میں آکر مقیم ہوئے
آپ ہوشیار ہو کر علوم دینی بہت جلد حاصل کر کے اور علوم پڑھنے کو ملتان گئے
اور مدرسے میں جا کر تحصیل کرنا شروع کیا کتاب نافع پڑھتے تھے کہ حضرت
خواجہ بختیار اوشی قدس اللہ سرہ کا ملتان میں گذر ہوا اتفاقاً آپ کا سامنا ہوا
پوچھا کہ کیا پڑھتے ہو کہا کہ نافع فرمایا ام کو نافع سے نفع ہوگا اس بات کو سنتے ہی
آپ کو ایک بیخودی پیدا ہوئی اور معتقد ہو گئے جب حضرت خواجہ دہلی کو روانہ
ہوئے چند منزل آپ کے ساتھ رہے پھر خواجہ بختیار قدس اللہ سرہ نے
فرمایا کہ ابھی جاؤ اور چند روز اور تحصیل علم کر کے دہلی میں ہمارے پاس آنا بموجب
حکم پلٹ گئے اور پانچ برس اور پڑھ کر دہلی میں خواجہ بختیار قدس سرہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے **حکایت** اخبار الاخیار میں ہے کہ آپ خلیفہ حضرت
خواجہ قطب الدین کے ہیں نہایت ریاضت اور مجاہدہ کرتے تھے اور
کشف و کرامت میں یکتا تھے اور عشق و محبت میں یگانہ اور ہمیشہ فقر و فاقہ پسند
خاطر تھا اور آپ کو چھپاتے تھے اور شہر بشہر پھرتے تھے آخر اجودھن
میں جا کر آبادی سے باہر ایک مقام پر کہ وہاں کریر کے درخت بہت تھے
قیام فرمایا اور چونکہ اجودھن کے لوگ درویشوں کے منکر تھے فرمایا کہ یہ مقام
ہمارے رہنے کے قابل ہے اور اکثر جامع مسجد میں جا کر عبادت میں

مشغول رہتے اور وہاں آپ کے لڑکے پالے ہوئے اور نہایت سختیاں کھینچیں اور بہت محنتیں اُٹھائیں الا چونکہ برہان روشن رکھتے تھے چھپ نہ سکے اور ہمیشہ روزہ رکھتے اور افطار کے وقت ایک پیالہ شربت کا منقّے ملا کر آپ کے سامنے لاتے دو تہائی تقسیم کر کے ایک تہائی آپ پیتے اور کبھی اُسمیں سے بھی جسکو چاہتے عنایت کرتے پھر دو نان گھی سے تر کی ہوئیں لے آتے آپ تھوڑی سی کھا لیتے باقی سب کو تقسیم فرماتے پھر دستارخوان حاضر کیا جاتا اور طرح طرح کے کھانے موجود ہوتے مگر آپ کچھ نہ کھاتے اور لوگوں کو کھلاتے آپ جب پھر افطار کرتے تب اُسی مقدار کھاتے اور جس کملی پر دن کو بیٹھتے تھے وہی کملی رات کو بچھا لیتے اور وہ کملی آپ کے پاؤں تک نہ پہونچتی تھی اور حضرت چراغ دہلی نے فرمایا ہے کہ بارہا حضرت شیخ فرید اور حضرت محبوب الٰہی نے نان زنبیل نوش فرمائی ہے یعنے خدام جھولی لٹکا کر گدائی کرلاتے ہیں اور وہی تناول فرمائی ہے تب ان مراتب کو پہونچے ہیں اور حضرت محبوب الٰہی فرماتے تھے کہ جس رات کو کریر کے پھول یا اور ایسی ہی کوئی چیز جنگلی حضرت شیخ فرید کے یہاں ہم سیر ہو کر کھاتے تو عید ہوتی ایک دن خادم عالی مرتبہ نے نمک قرض لیکر دیگ میں ڈالا جب وہ کھانا سامنے گیا فرمایا اس کھانے میں اپنی طرف سے کچھ داخل کیا گیا ہے اور نوش نہ فرمایا ایک دن آپ کی اہل خانہ آپ کے پاس آئیں اور کہا کہ فلانا بیٹا تمھارا بھوکھ کی شدت سے مرگیا فرمایا کہ مسعود بندہ کیا کرے جب حکم الٰہی آپہونچے ایک رسّی اُسکے پاؤں میں باندھ کر باہر ڈال دو ایک دن آپ بہت میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے ایک شخص پیراہن لے آیا پہنا اور فوراً اُتار کر شیخ نجیب الدین متوکل کو دیا اور فرمایا مجھ کو جو ذوق اسمیں تھا اُسمیں نہ ملا

Marfat.com

حکایت جب آپ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے بموجب حکم طے کا روزہ رکھا تیسرے دن افطار کے وقت کوئی شخص کھانا لے آیا آپ نے ہدیۂ غیبی سمجھ کر تناول کیا معدۂ مطہر نے قبول نہ کیا سب گر گیا خواجہ بختیار نے فرمایا کہ اے مسعود تین دن کے بعد شرابخوار کے کھانے سے افطار کیا عنایت الٰہی تھی کہ وہ کھانا گر گیا اب پھر روزہ رکھو آپ نے دوبارہ روزہ رکھا تیسرے دن پہر رات گئے تک کچھ نہ آیا ضعف نے بیتاب کیا ہاتھ زمین پر ڈالا کچھ سنگریزے اٹھا کر منھ میں رکھے شکر ہو گئے فوراً تھوک دیے کہ شاید اسمیں بھی کچھ مکر ہو دوبارہ پھر یہی ہوا تیسری بار عنایت غیبی سمجھ کر نوش فرمائے خواجہ بختیار نے شکر فرمایا خوب کیا وہ بیشک معاملہ غیب تھا اور تم مثل شکر کے شیریں رہو گے اسدن سے شکر گنج اور گنج شکر مشہور ہوئے اور یہ بھی مشہور ہے کہ سوداگر شکر لیے ہوئے جاتے تھے آپ نے پوچھا کیا ہے کہا نمک فرمایا نمک ہی سہی وہ شکر نمک ہو گئی جب سوداگروں نے یہ حالت دیکھی کہا وہ نمک نہ تھا شکر تھی اور خوشامد کی آپ نے فرمایا شکر ہی سہی وہ نمک پھر شکر ہو گیا چنانچہ نواب خانخاناں علیہ الغفران نے اسکے موافق ایک بیت اور ایک رباعی آپکی تعریف میں لکھی ہے کیا خوب فرمایا ہے سبحان اللہ وجزاہ اللہ ٥ کان نمک جہاں شکر شیخ بحر و بر پاس کز شکر نمک کند واز نمک شکر ٭ رباعی کان نمک و گنج شکر شیخ فرید ٭ کز گنج شکر کان نمک کردید ٭ در کان نمک کرد نظر گشت شکر ٭ شیریں تر ازیں حکایتے کس نشنید ٭ پھر آپ اچھ میں تشریف لے گئے اور جامع مسجد کے کنویں میں چلۂ معکوس کھینچا اُس کنویں کے کنارے پر ایک درخت تھا لوگ ہر شب آپ کو اُس کنویں میں لٹکا دیتے تھے اور رسّی کو اُس درخت میں باندھ دیتے تھے جب دن ہوتا تب نکال لیتے چالیس دن تک یونہیں کیا کیے حکایت

Marfat.com

سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کے خلفا بہت ہیں جن کے نام ملفوظات میں لکھے ہیں چنانچہ حضرت محبوب الٰہی اور حضرت شیخ علی صابر آپ کے بھانجے اور حضرت نجیب الدین متوکل اور حضرت شیخ جمال اور مثل اُنکے قدس اللہ سرہم **حکایت** سیر الاقطاب اور سنابل اور سفینۃ الاولیا اور اخبار الاخیار میں کسی قدر اختلافات سے لکھا ہے کہ آپ خواجۂ بزرگ حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ سے بھی ملے ہیں چنانچہ سفینۃ الاولیا میں ہے کہ خواجۂ بزرگ نے فرمایا کہ بختیار ایسے شاہباز کو جال میں لایا ہے جسکا آشیانہ سدرۃ المنتہی ہے بیچ میں نہ ٹھہریگا اور وہ یہ شمع ہے کہ فقیروں کے گھر کو روشن کرے گی **حکایت** سنابل میں ہے کہ ہر روز ہزار بار آپ کے دل پر الہام ہوتا تھا کہ فریدا جو دہنی کیا نیکبخت بندہ ہے اور سفینۃ الاولیا میں ہے کہ ایک دن آپ نے فرمایا کہ خدا جو کچھ کرتا ہے وہی ہوتا ہے ایک ہاتف نے آواز دی کہ فرید جو کچھ کہتا ہے وہی ہوتا ہے **حکایت** اخبار الاخیار میں ہے کہ ایک دن آپ کے سامنے سماع کی اباحت اور حرمت کا ذکر ہوا فرمایا سبحان اللہ ایک جلا اور خاکستر ہوا اور دوسرا ابھی تک اختلاف میں ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ چار چیزیں سات سو پیران طبقات سے پوچھی گئیں سب نے ایک ہی جواب دیا سب سے زیادہ دانا کون ہے جو گناہ کو چھوڑ دے سب سے زیادہ زیرک کون ہے جو کسی چیز پر غرور نہ کرے یعنی فریفتہ نہ ہو سب سے زیادہ بے پروا کون ہے جو قناعت کرے یعنے تھوڑا یا کر بہت کی فکر نہ کرے سب سے زیادہ محتاج کون ہے جو قناعت کو چھوڑ دے اور فرمایا ہے کہ فقیر جب لباس پہنے سمجھے کہ کفن پہنتا ہوں اور فرمایا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طوبیٰ لمن شغلہ عیبہ من عیوب الناس خوشخبری ہو اُسکو جو اپنے عیب کو دیکھکر آدمیوں کے عیبوں پر نظر کرے اور فرمایا ہے

Marfat.com

کہ صوفی وہ ہے کہ سب چیزیں اُس سے صاف ہوجاویں اور اُسکو کوئی چیز آلودہ نہ کرے حکایت اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ جب وقت وفات نزدیک آیا محرم کی پانچویں کو بیماری نے غلبہ کیا عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھکر بیہوش ہوگئے پھر ہوش میں آئے اور پوچھا کہ میں نے نماز پڑھی ہے لوگوں نے کہا پڑھی ہے فرمایا ایک بار اور پڑھ لوں کون جانتا ہے کہ کیا ہوگا یہی واقعہ تین بار پیش آیا پھر فرمایا یا حی یا قیوم اور داصل ذات ہوگئے عمر شریف پچانوے سال کی ہوئی اور سنہ ۶۶۴ چھ سو چوسٹھ میں انتقال فرمایا اور سفینۃ الاولیا میں منگل کے دن کو زیادہ کیا ہے دالہ خدا بودہ آپ کی تاریخ ہے مزار مبارک پاک پٹن میں ہے ملتان اور لاہور کے ۶۶۴ بیچ میں یزار و متبرک ہے۔

ذکر خیر قطب الاقطاب محبوب رب الارباب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ سیر الاقطاب میں ہے کہ نسب نامہ آپ کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور آپ شہر اوش کے رہنے والے ہیں آپکے پدر بزرگوار سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ آپ کو ڈیڑھ برس کا چھوڑ کر انتقال کر گئے آپ کی ماں نے آپ کو پرورش کیا جسوقت آپ پیدا ہوئے تھے تمام گھر روشن ہوگیا تھا ایسا کہ آپ کی ماں نے جانا کہ آفتاب نکل آیا پھر دیکھا کہ آپ نے سجدہ کیا ہے اور اللہ جل جلالہ کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر ڈر گئیں پھر آپ نے سر اُٹھایا اور وہ نور آہستہ آہستہ کم ہوا اور ایک آواز آئی کہ یہ نور جو تو نے دیکھا ایک بھید ہے اللہ کے بھیدوں میں سے ہمنے تیرے فرزند کے دل میں رکھا ہے پھر جب آپ کی والدہ نے آپ کو مکتب میں بھیجا تو پندرہ پارے کلام اللہ کے آپ کو ازبر تھے اور یہ نصف کلام مجید آپ کی والدہ کو یاد تھا وہ رات کو پڑھا کرتی تھیں آپ نے اُنکے شکم مبارک میں سُنکر الہام الٰہی سے یاد کر لیا تھا حکایت جب آپ

تحصیل علوم سے فارغ ہوئے ناگہاں جذبہ الٰہی آپہونچا اور خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے مراتب قطبیت کو پہونچے اور ہمیشہ مجاہدہ سخت اور ریاضت شدید کرتے رہے اور خرقۂ خلافت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ سے پایا اور جب خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ ہند میں تشریف لائے آپ بھی اُنکے اشتیاق میں پیچھے سے آپہونچے اور بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ سے اور ملتان میں بہاء الدین زکریا قدس سرہ سے ملاقات کی اور ان بزرگ نے استقبال کرکے آپ کو مہمان کیا پھر دہلی میں آکر مقیم ہوئے اور خواجۂ بزرگ قدس سرہ کو عریضہ لکھا اور اجمیر شریف کو جہاں وہ مقیم تھے روانہ کیا کہ اگر حکم ہو تو حاضر ہوں چونکہ دہلی کے لوگ آپ کی جدائی سے نہایت پریشان ہوتے تھے خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ نے لکھا کہ تم دہلی میں قائم رہو وہاں کے لوگ تمہاری مفارقت سے اندوہمند ہوتے ہیں اور ہم دہلی کو تمہاری پناہ میں چھوڑتے ہیں اگرچہ ظاہر میں جدائی ہے وصال روحانی حاصل ہے اور انشاء اللہ میں جلد دہلی میں آؤں گا

حکایت آپ ہمیشہ نہایت مستغرق رہتے تھے سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کا ایک فرزند ارجمند کم سن قضا کر گیا اور جب لوگ اُسکو دفن کر چکے اور اپنے گھر میں جانے کا ارادہ کیا اور چوکھٹ کے پاس پہونچے تب رونے کی آواز سنکر جانا اور تاسف کیا حضرت شیخ بدر الدین غزنوی آپ کے خلیفہ نے تاسف کا سبب پوچھا فرمایا کہ مجھ کو اس لڑکے کے مرجانے کی خبر نہ تھی اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو حق تعالےٰ سے اُسکی بقا کے واسطے دعا کرتا

حکایت اخبار الاخیار میں ہے کہ جب کوئی آپ کی زیارت کو آتا تو دیر تک منتظر رہتا جب آپ استغراق سے ہوشیار ہوتے تب اُسکی طرف مخاطب ہوتے اور اگر کوئی شخص اپنا

حال یا کسی اور کا حال کہتا تو فرماتے مجھ کو معذور رکھو اور پھر مستغرق ہوجاتے
اور اگر کوئی بیٹا آپ کا انتقال کرجاتا تو آپ کو اُسوقت معلوم نہ ہوتا تھوڑی دیر
میں سُن لیتے حکایت ایک بنیا آپ کی خانقاہ کے پاس رہتا تھا اوایل
میں آپ اُس سے قرض لیا کرتے تھے اور اُسکو حکم کیا تھا کہ تین سو درم
سے زیادہ قرض نہ دینا چنانچہ یہی ہوا کرتا تھا اور جب نذریں آتیں ادا ہوجاتا
پھر آپ نے عہد کیا کہ قرض نہ لونگا اُس دن سے ایک قرص آپ کے مصلّے کے
تلے سے پیدا ہوتا اور سارے گھر کو کفایت کرتا اُس بنیے نے اپنی عورت کو
آپ کی اہلخانہ کے پاس بھیجا کہ کیا ناخوشی ہے جو قرض نہیں لیتے اُنھوں نے
بیان کردیا پھر قرص پیدا نہ ہوا اسقدر اخبار الاخیار میں ہے اور اور کتابوں میں
یہ حکایت کئی طرح پر اختلافات کے ساتھ مذکور ہے اور قرص کو پارسی میں گرده
اور نان اور کاک کہتے ہیں اسوجہ سے آپ کاکی مشہور ہوئے اور بختیار
ظاہرا آپ کا لقب معلوم ہوتا ہے حکایت اُسی کتاب میں ہے کہ اوائل میں
آپ رات کو کسی قدر آرام فرماتے تھے آخر میں بالکل سونا ترک فرمایا تھا
اور ہر شب تین ہزار بار درود پڑھتے تھے جب شادی کی تو تین دن درود ناغہ
ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رئیس نامے ایک مرد سے خواب میں فرمایا
کہ بختیار کاکی کو ہمارا اسلام پہونچا دو اور کہو کہ جو تحفہ ہر رات کو تم بھیجتے تھے تین
دن سے نہیں پہونچا ہے حکایت سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کی محفل
میں بہت سے قاضی اور عالم احتساب کو آئے ہیں اور سب نے وجد اور رقص
لیا ہے اور آپ کے خلیفہ قاضی حمید الدین ناگوری نے بہت علما کو کرامت
سے ملزم کیا ہے اور مرد امیر خود بخود ذبح ہونے لگے ہیں اور علما بیہوش ہوگئے ہیں
حکایت آپ نے اپنے پیر کے ملفوظات اور حالات کو جمع کیا ہے دلیل العارفین

اُس کتاب کا نام ہے صاحب اخبار الاخیار اُسی میں سے نقل کرتے ہیں کہ جمعرات کو اجمیر کی جامع مسجد میں دولت پائبوس حاصل ہوئی سب درویش اور عزیز اہل صفا اور جو جو مرید تھے حاضر تھے موت کا ذکر ہوا فرمایا کہ اگر دنیا میں موت نہو تو ایک حبہ اسکی حقیقت نہیں لوگوں نے کہا کیوں فرمایا الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے کہ پہونچاتا ہے دوست کو دوست تک پھر فرمایا دوستی وہی ہے جو دل سے ہو نہ زبان سے اور زبان کو کاٹ ڈالے جس جس چیز سے کہ جانتا ہو پھر عرش کے گرد طواف کرے اور فرمایا کہ عارف لوگ آفتاب ہیں تمام عالم پر چمکتے ہیں اور تمام عالم اُنکے نور سے روشن ہے پھر فرمایا اے درویش ہم کو یہاں لے آئے ہیں ہمارا دفن یہیں ہوگا اور ہم چند روز میں سفر کرینگے پھر شیخ علی سجزی کو حکم کیا کہ مثال لکھ تاکہ قطب الدین دہلی میں جاوے سے نئے خلافت سجادہ قطب الدین کو دی دہلی اُسکا مقام ہے جب مثال تمام ہوئی دعاگو کے ہاتھ میں دی اس فقیر نے مُنھ زمین پر رکھا فرمایا نزدیک آ گومیں پاس گیا دستار اور کلاہ فقیر کے سر پر رکھی اور خواجہ عثمان ہارونی کا عصا میرے ہاتھ میں دیئے اور خرقہ میرے بدن پر پہنایا اور مصحف اور مصلّے اور نعلین عنایت فرما کر کہا کہ ایک امانت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمارے پیروں کو پہونچی ہے تجھ کو جاری کرنا چاہیے کہ قیامت میں مجھ کو اپنے پیروں سے شرمندگی نہو اس درویش نے مُنھ زمین پر رکھا اور دوگانہ ادا کیا خواجہ بزرگ نے دعاگو کے ہاتھ کو پکڑا اور آسمان کی طرف مُنھ کرکے کہا جا ہمنے خدا کو سپرد کیا اور تجھ کو ہمنے منزل پر پہونچایا پھر فرمایا چار چیزیں نفس کے واسطے موتی ہیں درویشی میں تونگری اور بھوکھ میں سیری اور اندوہ میں شادی اور دشمنی میں دوستی آور فرمایا جہاں جانا کسی کو نہ ستانا اور جہاں رہنا مرد رہنا پھر میں دہلی میں آیا اور رہا تمام عالم کے لوگ سب اُمرا اور علما

دعا گو کے مطیع ہوئے چالیس دن نہیں گذرے تھے کہ آنے والا آیا اور کہا کہ اے درویش جب تم چلے آئے خواجۂ بزرگ بیس دن اور زندہ رہے پھر رحمت الٰہی میں واصل ہوئے فائدہ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اجمیر شریف کو تشریف لے گئے اور اوپر گذر چکا ہے کہ خواجۂ بزرگ نے آپ کو منع کیا تھا کہ دہلی میں رہو یہاں نہ آؤ پس جاننا چاہیے کہ خواجۂ بزرگ قدس اللہ سرہ نے اوائل میں منع فرمایا تھا جب قریب الانتقال ہوئے تب خاص کرکے بلایا چنانچہ دوسرے مقام پر سیر الاقطاب میں موجود ہے اور یہ عبارت دلیل العارفین کی بھی بعینہ لکھی ہے اور اسی کتاب میں ہے کہ آپ نے بائیس آدمیوں کو خلافت عطا فرمائی ہے اور آپ کے سب خلیفہ کامل اور مکمل تھے چنانچہ حضرت گنج شکر اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی اور مثل انکے قدس اللہ سرہم حکایت اخبار الاخیار میں ہے کہ شیخ علی سجزی کے گھر میں صحبت تھی اور آپ وہاں تشریف رکھتے تھے اور یہ شیخ علی خواجۂ ہند قدس اللہ سرہ کے اعزہ میں سے تھے اور آپ کے ہمسایہ تھے اور اب انکی قبر بھی آپ کے جوار میں ہے اس صحبت میں قوال یہ بیت حضرت احمد جام قدس اللہ سرہ کی گاتے تھے ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ؛ ہر زماں از غیب جان دیگرست ؛ آپ چار دن چار رات حیرت میں رہے اور ذوق بے پایاں رکھتے تھے پانچویں رات کو رحلت فرمائی سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ ہر بار دس گز کے قریب جست فرماتے تھے اور زمین پر آتے تھے پہلے دن آپکے ہر بن مو سے اللہ اللہ کی آواز آتی تھی اور خون ٹپکتا تھا اس سے بھی اللہ اللہ کا نقش بن جاتا تھا دوسرے دن سبحان اللہ سبحان اللہ ہر بن مو سے مسموع ہوتا تھا اور جو قطرہ ٹپکتا تھا اس سے بھی یہی نقش بن جاتا تھا اور آپ کی زبان پر بھی جاری تھا اور اس مدت میں نمازوں کے وقت میں برابر نماز ادا کرتے

Marfat.com

رہے اور پھر سماع میں مستغرق ہوجایا کئے انجام یہ ہوا کہ جب قوال پہلا مصرع کہتے
تو آپ بیدم ہوجاتے دوسرا کہتے تو جست فرماتے جب وقت وصال پہونچا تب
قوالوں کو اشارے سے منع فرمایا کہ دوسرا مصرع نہ کہو اور ایک نعرہ مارا اور واصل
ہوگئے یہ واقعہ ربیع الآخر کی چودھویں کو سنہ چھ سو تینتیس ہجری میں دوشنبہ کے دن
واقع ہوا سیر الاقطاب میں ہے کہ عمر شریف باون برس کی ہوئی اور بعض نے
لکھا ہے کہ پوری تینتیس برس کی بھی نہیں ہوئی آہ معشوق اعلی آپ کی تاریخ ہے
مزار مقدس پرانی دلی میں ہے یُزارُ و یُتبرکُ بہ حکایت جب جنازۂ مبارک آراستہ
ہوا مولانا ابو سعید نے کہا کہ آپ نے وصیت کی تھی کہ میرے جنازے پر وہ
شخص نماز پڑھاوے جسنے کبھی حرام نہ کیا ہو اور تکبیر اولی اور سنت عصر اُس سے
قضا نہ ہوئی ہو یہ سنکر سب ساکت اور قائم رہے سلطان شمس الدین التمش بادشاہ
وقت آپ کا مرید تھا مجبور ہوکر آگے بڑھا اور کہا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا بھید
ظاہر ہو مگر مجبوری ہے آپ کی مرضی یہی ہے پھر ایک طرف سے بادشاہ نے
اور تین طرف سے اور بزرگوں نے جنازہ والا کو اُٹھایا اور یہ بادشاہ بھی اُسی
سال میں قضا کر گیا چنانچہ اخبار الاخیار میں ہے نور اللہ مضجعہ۔

ذکر خیر خواجہ خواجگان قطب ہندوستان حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ سیر الاقطاب میں ہے کہ اسم مبارک آپ کا
معین الدین حسن ہے اور آپ کے والد بزرگوار کا نام غیاث الدین حسن
اور وطن شریف شہر سنجر اور آپ سید حسینی نہایت نجیب الطرفین ہیں اور حضرت
خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ ہیں رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کے حکم سے ہند میں تشریف لائے اور اپنی قوت باطنی سے تاریکیِ
کفر کو دور کرکے سارے ہندوستان کو نور اسلام سے روشن فرمایا ستر برس

Marfat.com

کبھی بے وضو نہیں رہے مگر حوائج ضروریہ کے اوقات میں ہمیشہ آنکھیں بند کیے ہوئے مستغرق رہتے تھے نمازوں کے وقت آنکھیں کھولتے اور جس کیطرف دیکھتے ولی ہوجاتا اور جوشخص تین دن آپ کے پاس رہتا صاحب کشف و کرامت ہوجاتا اور اگر کوئی فاسق آتا تائب ہوتا اور کلام مجید کے حافظ تھے دن رات میں دو ختم کرتے اور جب ختم کر چکتے آواز آتی کہ اے معین الدین ہمنے تیرے ختم کو قبول کیا اور سماع بہت سنتے تھے اور کوئی عالم اور فقیہ آپ کی سماع کا منکر نہیں ہوا اور جو آپ کے پاس آتا صاحب سماع ہوجاتا خواجہ بختیار اوشی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماے متبحر نے آپ کے ساتھ سماع سُنا ہے چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ اور مولانا بہا الدین اور مولانا محمد بغدادی اور اسیطرح بہت سے اسما لکھے ہیں اور آپ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر پڑھتے تھے شام کے وقت ایک مثقال سوکھی روٹی پانی میں تر کر کے نوش فرماتے تھے اور دوتہ کا کپڑا بخیہ سیا ہوا پہنتے تھے اور جب پرانا ہوتا اُسی پر پیوند لگاتے تھے اور عالم بھی تھے چنانچہ جب جذبۂ الٰہی آپہونچا تو سب ملکیت اپنی للہ دیکر سمرقند اور بخارا وغیرہ میں جا کر علم حاصل کیا پھر خواجۂ عثمان قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حکایت ایکبار خواجۂ عثمان قدس سرہ کے ساتھ مکۂ معظمہ میں تھے حضرت خواجۂ عثمان قدس سرہ نے میزاب شریف کے نیچے کھڑے ہو کر آپکے واسطے دعائیں کیں آواز آئی کہ معین الدین ہمارا دوست ہے اور ہمنے اُسکو قبول کیا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار پر ساتھ لے گئے اور کہا اے معین الدین سلام کر آپ نے سلام کیا جواب آیا وعلیک السلام یا قطب المشائخ پھر خواجۂ عثمان قدس سرہ بغداد شریف میں آکر معتکف ہوئے اور آپ کو سب نعمت دیکر رخصت کیا اور فرماتے تھے کہ معین الدین

ہمارا محبوب ہے اور ہم کو اُس سے اور اُسکے مریدوں سے نہایت فخر حاصل ہے **حکایت** ایک بار مکہ معظمہ میں تھے آواز آئی کہ معین الدین ہم تجھ سے خوش ہیں اور ہم نے تجھ کو بخشا مانگ کیا مانگتا ہے کہا خداوندا جو شخص میرے سلسلہ میں مُرید ہو اُسکو بخشدے فرمان آیا کہ اے معین الدین تو ہمارا ہے اور جو تیرا مرید ہو یا مُریدوں کا مُرید ہو قیامت تک ہم نے اُسکو بخشا اُس دن سے آپ فرماتے تھے کہ جتنے آدمی میرے سلسلے میں قیامت تک مُرید ہونگے جبتک میں اُن سب کو ہمراہ نہ لے لونگا بہشت میں پانوں نہ رکھوں گا **حکایت** سیر الاقطاب میں ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ہند میں بھیجا تو شرفاے روضۂ منورہ کو حکم دیا کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ آپ بجو دہو کر روضۂ مقدس کے اندر گئے بہت کچھ مہربانیاں فرمائیں اور ایک انار آپ کے ہاتھ میں دیا اُس میں تمام دنیا آپ کو نظر آئی اور اجمیر شریف اور اُسکی پہاڑیاں سب وہیں سے دیکھ لیں اور یہاں آکر جسقدر کرامات عجیبہ آپ سے ظاہر ہوئے ہیں بیحد ہیں کتابوں میں لکھے ہیں **حکایت** عمر شریف ستانوے برس کی ہوئی اور بعض اقوال سے ایک سوسات برس کی اور آپ نے بارہ تیرہ بزرگوں کو خلافت دی ہے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اور سلطان التارکین حضرت حمید الدین صوفی اور مثل انکے قدس سرہم اور بی بی جمال حافظہ قرآن آپ کی بیٹی کو بھی آپ سے فیض ہونچا ہے اور کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت غوث پاک سے بھی ملاقات کی ہے یہ سب سیر الاقطاب سے لکھا گیا **حکایت** اخبار الاخیار وغیرہ میں ہے کہ آپ بیس برس خواجہ عثمان قدس سرہ کے ساتھ اُنکا بستر سفر اور حضر میں سر پر اُٹھائے ہوئے پھرا سکے تب خلافت پائی اور ہند میں آئے پتھورا کا وقت تھا اُسنے کسی مسلمان کو ستایا اُس مسلمان نے آپ سے سفارش چاہی آپ نے پتھورا سے کہلا بھیجا پتھورا

Marfat.com

نے آپ کے حکم کو قبول نہ کیا فرمایا کہ ہمنے پتھورا کو زندہ پکڑ لیا اور لشکر اسلام
کو دیا اُسی زمانے میں معز الدین شام غزنی سے آیا پتھورا مقابل ہو کر قید ہوا
اور کفر ہندوستان سے گیا حکایت سیر الاقطاب میں ہے کہ جس رات کو
آپ نے انتقال کیا عشا پڑھ کر حجرہ شریف میں گئے رات بھر پائے مبارک
کی آواز کانوں میں آیا کی سب نے جانا کہ تواجد فرماتے ہیں فجر کے قریب وہ
آواز بند ہو گئی جب صبح ہوئی لوگوں نے دستک دی اور پکارا کچھ جواب نہ پایا
دروازہ کھولا تو دیکھا کہ آپ فانی فی اللہ ہیں اور اس رات کو کتنے ہی آدمیوں
نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے
ہیں کہ معین الدین حق جل وعلا کا دوست آویگا ہم اُسکے لینے کو آئے ہیں حکایت
اخبار الاخیار وغیرہ میں لکھا ہے کہ جب آپ نے انتقال کیا تو پیشانی مبارک پر
غیب سے یہ عبارت منقوش ہو گئی حبیب اللہ مات فی حب اللہ اللہ کا دوست
اللہ کی دوستی میں مرا یہ واقعہ سنہ ۶۳۳ چھ سو تینتیس میں دوشنبہ کے دن واقع ہوا
دالے خواجہ اور آہ اے خواجہ آپ کی تاریخ ہے اور خواجہ زاہد میں بھی عدد
پورے ہیں مگر اس سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ محض صفت ہو یا تاریخ دفات مزار شریف
اجمیر میں ہے یزاد و یتبرک بہ فائدہ فقیر کے نزدیک خواجۂ ہند قدس اللہ سرہ
کا وصال سنہ چھ سو تینتیس میں اور خواجہ بختیار اوشی قدس سرہ کا سنہ چھ سو تینتیس
میں اصح ہے اور اسی کے مطابق فقیر نے تاریخیں لکھی ہیں اور یہی شجرہ
چشتیہ فخریہ کے محشی نے لکھا ہے اور جن کتابوں میں خواجہ بزرگ کا رجب کی
چھٹی کو انتقال فرمانا اور خواجۂ بختیار اوشی کا اُسی سنہ میں ربیع الاول
کی چودھویں کو لکھا ہے دلیل العارفین کی عبارت سے جو اوپر گذر چکی ہے
درست نہیں ارباب ہوش سمجھ کر ملاحظہ کرلیں اسقدر البتہ صحیح ہے کہ ایک سال

کے اندر دونوں نے وفات پائی ہے الا سنہ ایک نہیں اور سیر الاقطاب میں
خواجہ بختیار اوشی کا وصال سنہ چھ سو پینتیس میں لکھا ہے پس یہ بھی صحیح ہو سکتا
ہے مگر مصنف نے جو تاریخ نکالی ہے وہ او خوجہ بودہ ہے اسمیں سنہ
چھ سو تیس نکلتے ہیں ایک عدد کم ہے شاید اسوجہ سے ہو کہ مورخین وفات کی
تاریخ میں ایک عدد کے کم ہونے کو مجبوری سے یا کسی استحسان سے
جائز رکھتے ہیں واللہ اعلم۔

ذکر خیر عمدۃ المتقدمین قدوۃ المتاخرین حضرت خواجہ عثمان ہرونی قدس اللہ سرہ سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کا
اسم مبارک خواجہ عثمان ہے اور کنیت ابو النور وطن شریف قصبہ ہرون
اور یہ قصبہ نیشاپور کے پاس ہے اور آپ کی عمر بہت ہوئی اور آپ حضرت
حاجی شریف زندنی کے مرید اور خلیفہ ہیں اور ستر برس مجاہدہ سخت کیا ہے
چار پانچ لقمے سے زیادہ نہیں کھایا اور کبھی سیر ہو کر پانی نہیں پیا اور رات
رات بھر نہیں سوئے اور کسی مالِ دنیا سے کبھی واسطہ نہیں رکھا اور مستجاب الدعوات
تھے جو فرماتے وہی ہوتا اور عالم بھی تھے اور حافظ بھی رات دن میں دو ختم کرتے
تھے اور سماع سنتے تھے اور شور کرتے تھے اور روتے تھے ایسا کہ آدمی حیران
ہوتے اور فرماتے تھے کہ واے اُس فقیر پر جو دن کو شکم سیر ہو کر کھا دے اور
رات کو نیند بھر کر سووے اور فرماتے تھے جسمیں یہ باتیں جمع ہوں بیشک
اُسکو خدا دوست رکھتا ہے سخاوت مثل دریا اور شفقت مثل آفتاب اور تواضع
مثل زمین **حکایت** جب آپ نماز پڑھ چکتے تو آواز آتی کہ ہمنے تیری نماز کو قبول
کیا مانگ کیا مانگتا ہے کہتے خداوندا سوا تیرے کچھ نہیں چاہتا حکم ہوتا کہ تم تیرے
ہیں کچھ اور مانگ کہتے کہ خداوندا اُمت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو بخشدے حکم

Marfat.com

ہوتا کہ تیس ہزار بخشی گئی ہر نماز کے بعد یہی واقعہ پیش آتا **حکایت** جب آپ
حاجی شریف قدس سرہ کی خدمت میں پہونچے تو سر کو قدموں پر رکھا حضرت
حاجی شریف نے کُلاہ چار تُرکی عنایت کی اور فرمایا پہلے دنیا اور ارباب دنیا کو
ترک کر دوسرے ہوا و ہوس کو ترک کر تیسرے جو دل چاہے اُسکو ترک کر چوتھے
رات کے سونے کو ترک کر اور جو شخص کلاہ چار تُرکی سر پر رکھے اُسکو چاہیئے کہ دلکو
غیر خدا سے خالی کرے اور فقر و فاقہ اختیار کرے اور سب کو بہتر جانے آپ کو
بدتر سمجھے اور سب سے فروتنی کرے تب سب سے بہتر ہوا اور جو ایسا نہ کرے اُسکو
خرقہ پہننا حرام ہے اور تین برس کے بعد اسم اعظم سکھایا اور خلیفہ کیا **حکایت**
خلیفہ وقت سہروردی تھا آپ کو سماع سننے سے منع کیا اور کہا کہ خواجہ جنید
قدس سرہ نے سماع کو ترک کیا تھا آپ بھی نہ سنیئے اور علما کو جمع کیا کہ آپ سے
مباحثہ کریں آپ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جنید کا ترک کرنا ہمارے واسطے
حجت نہیں جو سہروردی ہو نہ سُنے ہم چشتی ہیں ہمارے پیروں نے برابر سُنا
ہے میں نہ سنوں تو گنہگار رہوں اور قیامت تک ہمارے مُرید اور ہمارے
فرزند سُنتے رہینگے اور کوئی اہل سماع پر ظفر نہ پاویگا اور جنید نے اخوان کے
نہ ہونے سے ترک کیا اگر میرے وقت میں ہوتے کبھی ترک نہ کرتے اور باوجود
اسکے شبلی قدس سرہ جو اُنکے مُرید اور خلیفہ تھے حضرت ناصرالدین ابو یوسف
چشتی کی صحبت میں آکر سماع سُنتے تھے اور نعمتیں حاصل کرتے تھے اور فضیل برکی
حضرت ابو احمد چشتی کی سماع کا منکر ہوا تھا آخر سزا پا کر تائب ہوا اور اگر تم کہو
تو چشتیوں کی برہان ظاہر ہو علما یہ سنکر کانپنے لگے اور سارا علم بھول گئے اور
قدموں پر گر پڑے اور کہا کہ خلیفہ سہروردی ہے اس سے مباحثہ چاہتا ہے
ہماری مجال نہیں ہم پر کرم کیجیئے کہ ہمنے ساری عمر تحصیل علم میں صرف کی ہے ہمارا

Marfat.com

علم ہم کو یاد آجاوے اور اس سے زیادہ برہان چشتیوں کی کیا ہوگی کہ ہم سب بے علم ہوگئے آخر آپ نے رحم کیا اور اُن سب کا علم بدستور ہوگیا اور سب نے آپکی خدمت اختیار کی اور صاحب کمال ہوگئے خلیفہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ میں ہرگز منع نہیں کرتا پھر آپ نے قوالوں کو بلایا اور سات دن برابر سماع سُنا **حکایت** خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ آپ کا مرید تھا جب مرگیا تو میں اُسکو دفن کر کے قبر پر متوجہ ہوا دیکھا کہ فرشتگان عذاب آئے آپ بھی موجود ہوئے اور کہا کہ یہ میرا مرید ہے وہ چلے گئے اور پھر آکر کہا حکم ہوتا ہے کہ یہ مرید تھارے خلاف عمل کرتا تھا فرمایا کہ میرا دامن پکڑا تھا حکم ہوا کہ ہمنے اسکو خواجہ عثمان کی دوستی سے بخشا اور چار بزرگوں کو آپنے خلیفہ کیا ہے حضرت خواجہ بزرگ اور شیخ نجم الدین صغری اور شیخ سعدی لنکوچی اور شیخ محمد ترک قدس اللہ اسرارہم وفات شریف شوال کی پانچویں کو سنہ ۶۰۳ چھ سو تین ہجری میں واقع ہوئی تاریخ یہ ہے **قطعہ** عارفِ پاک خواجۂ عثمان ؛ رفت اے وائے از جہاں ناگاہ ؛ گفت تاریخ او عزیز بفور ؛ بارم شد حبیب ایزد داہ ؛ مزار شریف مکۂ معظمہ میں حرم کے پاس ہے یُزْ اُرُد تبرک ۔

ذکر خیر مہبط انوار غیبی محرم اسرار لاریبی حضرت خواجۂ حاجی شریف زندنی قدس اللہ سرہ

سیر الاقطاب میں ہے کہ آپ کا اسم مبارک حضرت حاجی شریف ہے اور لقب نیر الدین وطن شریف زندنہ ہے اور یہ قصبۂ بخارا کا پرگنہ ہے آپ نہایت کامل اور مکمل تھے اور سب علما اور مشائخ آپ کو مانتے تھے اور کتنے ہی فقرا اور علما اور مشائخ نے آپ کی خدمت اختیار کی تھی ایک سو بیس سال اس عالم میں رہے چودہ برس کی عمر سے کبھی بے وضو

Marfat.com

نہیں رہے ہمیشہ فقیری اور فاقہ کشی کو پسند کرتے اور لباس پیوند دار پہنتے جب دن
فاقہ ہوتا سو رکعت شکرانہ ادا کرتے اور کہتے کہ یہ انبیا کا رتبہ ہے بیچارہ حاجی شریف
یہ مرتبہ پاوے تو کیونکر شکر نہ کرے اور کیسے پھولے سماوے اور جب کوئی فقیر
آتا تو اُسکے پاؤں پر مُنھ ملتے اور کہتے اَنَا غُلَامُ الْفُقَرَاءِ میں فقیروں کا غلام
ہوں اور دنیا دار سے بات نہ کرتے اور دولتمندوں کے گھر پر نجاتے اور
کہتے کہ اگر فقرا مجھ کو بیچ لیں تو میں راضی ہوں چالیس برس جنگل میں رہے
بھوک لگتی تو جنگلی چیزیں نوش فرما لیتے اور ساگ پات سے بے نمک افطار
کرتے اور جو شخص آپ کا پس خوردہ کھا لیتا مجذوب ہوجاتا اور جس پر نظر کرتے
صاحب نعمت ہوجاتا عاشق تھے سماع پر اور بہت سُنتے تھے ایک دن میں تین تین
چار چار بار اور کوئی عالم آپ کے سماع کا منکر نہیں ہوا اور اکثر علما اور مشائخ
آپ کی صحبت میں ہوتے اور سماع سنتے اور آپ سماع میں ایسا روتے تھے
کہ حاضرین بھی رونے لگتے اور بیہوش ہوجاتے اور جو آپ کے ساتھ سماع سُنتا
تارک الدنیا ہوجاتا تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ سماع میں بے ہوش کیوں ہوجاتے
ہیں فرمایا کہ عاشق کو چاہیے کہ جب محبوب کا ذکر سُنے تو بیقرار ہو ورنہ خام
ہے اور مبتدی ہے **حکایت** جب آپ سلطان المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین
مودود چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سر کو زمین پر رکھا خواجہ مودود نے
فرمایا کہ اے حاجی میں نے خدا اے عز وجل سے ایک نیکبخت کو درخواست کیا تھا
کہ میرے مقام پر لوگوں کو مُرید کرے اب جا اور خلوت میں بیٹھ آپ گئے اور خلوت
اختیار کی چند روز کے بعد کہا کہ میں خلوت کے قابل نہیں ہوں آپ توجہ خاص
مبذول فرمائیں پھر خواجہ مودود نے اسم اعظم آپ کو سکھلایا اور آپ کو علم لدنی
حاصل ہوگیا پھر فرمایا اے حاجی جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام پر اور ہمارے پیروں

کی جگہ پر بیٹھتا ہے جاہل نہیں رہتا ہے علم لدنی اُسکو حاصل ہوجاتا ہے پھر کملی کا خرقہ پہنایا اور اپنی جگہ پر بٹھا کر کہا الٰہی حاجی شریف درویشی کے لائق ہے تجھ کو یاد کرتا ہے آواز آئی کہ حاجی ہمارا دوست ہے اور ہم اُس سے راضی ہیں پھر آپ خلوت میں بیٹھے اور خاص آپ کو آواز آئی کہ یہ خرقہ تجھ کو مبارک ہے حکایت سلطان سنجر کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ کیا گذری کہا کہ فرشتگان عذاب آئے اور لے چلے اور کوئی عمل ایسا نہ تھا کہ سزاوار کرم ہوتا ناگاہ حکم ہوا کہ اسنے جامع دمشق میں حاجی شریف کے پاؤں چومے تھے پس بخشدے اس کو بخشا وفات شریف رجب کی دسویں تاریخ کو سنہ پانسو چوراسی میں واقع ہوئی تاریخ یہ ہے قطعہ خواجہ پاکانِ دین حاجی شریف ؎ سوے جنت رفت از دار الفنا ؎ گفت تاریخ وصالِ او عزیز ؎ حق نمائے دل بمینو کرده جا ؎ مزار شریف زندنہ میں ہے یُزارُ وَیُتبرکُ بہ آور قنوج میں جو قبر مشہور ہے وہ کسی اور حاجی شریف کی ہے آپ کی نہیں۔

ذکر خیر مظہر کرامات صاحب مقامات حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس اللہ سرہٗ

آپکا اسم مبارک خواجہ قطب الدین مودود چشتی ہوا در آپ ولی مادرزاد ہیں ایکبار لڑکپن میں دریا پر چلے گئے اور چلے آئے قدم تر نہ ہوا اور بہت سے لوگ مُرید ہوئے آور ایکبار جس عہد میں آپ مکتب کو جایا کرتے تھے لوگوں کو کسی وجہ سے تنگی معاش تھی آپ سے کہا کہ خدا سے کچھ نعمت مانگو آپنے آستینوں سے مصری اور شکر گرائی اتنی کہ لوگ اُٹھانے میں عاجز ہوئے آپ کے والد حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی نے سُنا اور منع کیا کہ ہمارے بزرگوں نے کرامات کو چھپایا ہے اور فرمایا کہ یہ لڑکا قطب الاقطاب ہوگا اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے ہیں جب مرید ہوئے بیس برس خلوت نشیں رہے اور مجاہدہ شدید کیا پانچ چھ دن کے

Marfat.com

بعد افطار کرتے تیس برس تک سوئے نہیں جب آپ کے والد نے آپ کو خلیفہ
کیا کملی کا خرقہ پہنایا اور فرمایا کہ یہ خرقہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
کا ہے جو اسکو پہنے چاہیئے کہ ریاضت کرے اور مدح اور ذم کو برابر سمجھے پھر اسم اعظم
سکھلایا اور علم لدنی آپ کو حاصل ہو گیا جو آپ کی صحبت میں رہتا صاحب کرامت
ہوجاتا اور جو مرید ہوتا تحت الثریٰ سے عرش تک اُسپر کھول دیتے بیت المقدس
اور بلخ اور چشت میں دس ہزار آدمیوں کو آپ نے خلیفہ کیا ہے اُنہیں سے گیارہ
بزرگ نہایت اکمل ہیں جیسے حضرت حاجی شریف جنکا ذکر ہوچکا اور مریدوں کی
حد نہیں اور آپ کے مریدوں میں جو کوئی کسی مقام پر آپ کو یاد کرتا فوراً حاضر
ہو کر اُسکی مشکل کو آسان کردیتے بارہا کعبہ شریف میں جاکر حج کیا اور پھر آئے اور
بارہا فرشتوں نے حکم الٰہی سے خانہ کعبہ کو لاکر آپ کے پاس رکھدیا آپ نے طواف
کرلیا پھر مقام پر لے گئے چوبیس برس کی عمر میں اپنے والد کے مقام پر بیٹھے حضرت
احمد جام آپ کے والد کے ساتھ رابطۂ عظیم رکھتے تھے یہ سنکر آئے اور جانبین سے
بہت کرامتیں ظاہر ہوئیں آخر احمد جام قدس سرہ بہت خوش ہوئے اور آپ نے اُنسے
بھی اجازت پائی چنانچہ نفحات وغیرہ میں مذکور ہے اور احمد جام قدس سرہ نے
تین بار نصیحت کی کہ اگرچہ کمال حاصل ہو علم ظاہر ضرور چاہیئے پھر آپ بلخ میں علم پڑھنے کو
گئے علماے شہر نے حسد کیا اور چونکہ آپ سماع بہت سنتے تھے اور محفل عالی آراستہ
کرتے تھے اور اخوان کے لیے طرح طرح کا کھانا تیار کراتے تھے اور خود اکثر
سماع میں غائب ہوجاتے تھے اور محفل سماع کے آغاز و انجام میں قرآن پڑھتے
تھے آپ پر معترض ہوئے اور منع کیا آپ نے کہا تم لوگ سلطان ابراہیم ادہم کو اپنا
مقتدا جانتے ہو اور وہ سماع سنتے تھے میں اُنکے مریدوں میں ہوں کیونکر نہ سنوں
علما نے کہا کہ وہ مجتہد اور قطب تھے چند بار ہوا پر اُڑنے لگے سب نے دیکھا اگر تم بھی

ایسا کر دو تو کیا مضائقہ آپ فوراً اُڑے اور اتنا بلند گئے کہ غائب ہونے لگے لوگوں نے فریاد کی تب آہستہ آہستہ اُترآئے ہزاروں آدمی مرید ہوئے الا اُن بجا نوں نے نہ مانا کہا یہ تو جوگی بھی کر سکتے ہیں خدا جانے یہ فعل رحمانی ہے یا شیطانی مسجد کے دروازے پر ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا ہے اگر وہ تمہارے بلانے سے آوے اور تمہاری ولایت پر گواہی دے تو ہم کو شک نہ رہے آپ نے اُسکو بلایا وہ پتھر آدھا گڑا ہوا تھا اُکھڑ کر اُفتاں دخیزاں آیا اور بولا کہ خواجہ مودود بے شک ولی ہیں اور اُنکے سب فعل رحمانی ہیں تب اُن سب نے توبہ کی پھر بلخ سے بخارا کو چلے راہ میں دریا پڑا ملاح کاروانیوں کو اُتارتے تھے آپ نے انتظار کر کے سواری کو دریا میں رواں کیا اور جو فقیر اور صوفی آپ کے ساتھ تھے اُن سے فرمایا کہ پیچھے پیچھے چلے آؤ سب اُتر گئے اہل کشتی سب قدموں پر گرے وہاں پہونچکر شیخ المشائخ نجم الدین عمر سے علم فقہ پڑہنے لگے وہ نہایت مہربان ہوئے اور ملک الجن کے ساتھ جو اُنکا شاگرد تھا ہم سبق کیا آپ کو اُسکے ساتھ دوستی پیدا ہوئی اور ہم عہد ہوئے چنانچہ ابتک آپ کی اولاد کو جنات انہیں ستاتے ہیں اور جسطرح آدمی آپکے مُرید ہیں ہزاروں جنات بھی مرید ہیں اور آپ کے مزار پر اُنکے آثار پائے جاتے ہیں **حکایت** خواجہ عبدالخالق غجدوانی فرماتے ہیں کہ ایک بار ایام عاشورا میں بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ کچھ معرفت کی باتیں کر رہے تھے ناگاہ ایک جوان زاہد لباس مصلّے کاندھے پر لٹکائے ہوئے آکر گوشہ مجلس میں بیٹھ گیا آپ نے فرمایا تو بھی پوچھ کیا پوچھتا ہے اُس جوان نے اُٹھکر کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ اسکے کیا معنے فرمایا اسکے معنے یہ ہیں کہ زنار کو توڑ اُسنے کہا نعوذ باللہ میرے پاس زنار کہاں آپ نے ایک خادم کو اشارہ کیا اُسنے اُسکا لباس اُتار لیا

Marfat.com

زنار نکل آیا وہ جوان شرمندہ ہوکر مسلمان ہوا حکایت عمر شریف ستانوے برس کی ہوئی جس دن انتقال کرینگے بار بار دروازے کی طرف دیکھتے تھے جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا ناگاہ ایک شخص نورانی لباس آیا اور سلام کرکے کھڑا ہوا اور پارہ حریر جسپر کچھ لکھا ہوا تھا بغل سے نکال کر آپ کو دیا آپ نے اسکو پڑھکر آنکھوں پر رکھا اور انتقال کر گئے جب جنازہ تیار ہوا اور لوگوں نے نماز پڑھنا چاہا ایک آواز مہیب غیب سے آئی سب ڈر گئے ناگاہ رجال الغیب نے حاضر ہوکر نماز پڑھی پھر جنات نے پھر مشائخ اور علما اور سب خلق اللہ نے جب جنازہ اٹھانا چاہا پھر ویسی ہی آواز آئی اور جنازہ آپ کا ہوا پر روان ہوا اور قبر تک خود بخود گیا اور آدمی پیچھے پیچھے ہمراہ رہے وفات شریف رجب کی پہلی کو پانسو ستائیس ہجری میں واقع ہوئی تاریخ یہ ہے قطعہ

خواجۂ پاک چشت قطب الدین ؛ آہ منزل گزید در تہ خاک ؛ گفتہ تاریخ ہاتفے بہ تمیز ؛ پاکی آسودہ در مقامے پاک ؛ مزار شریف چشت میں ہے جواب شاقلان کرکے مشہور ہے ۵۲۷ یزار و تبرک بہ یہ سب سیر الاقطاب سے لکھا گیا۔

ذکر خیر سید الاصفیا سید الاولیا حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہٗ

آپ کا اسم مبارک خواجہ ناصر الدین اور ابو یوسف کنیت ہے اور آپ حضرت ناصر الدین ابو محمد چشتی کے بھانجے ہیں اور مرید اور خلیفہ بھی انھیں کے ہیں اور آپ کے والد بزرگوار سید محمد سمعان سید حسینی ہیں نہایت صحیح النسب چھتیس ۳۶ سال کے تھے جب اپنے ماموں کی جگہ پر بیٹھے جو شخص آپ کی صحبت میں رہتا ولی ہو جاتا اور اگر کوئی دولتمند آپ کے پاس آتا آپ کا رنگ بدل جاتا اور رونے لگتے اور کہتے اَنَا فقیرٌ و مسکینٌ میں فقیر اور مسکین ہوں اور ہمیشہ فقیروں کے پاس بیٹھتے اور

Marfat.com

بہت تعظیم کرتے اور کہتے کہ فقرا کو خدا نے اور رسول خدا نے دوست رکھا ہے کون دل ہوگا کہ اُنکے ساتھ دوستی نہ رکھے اور جو کچھ کوئی نذر لاتا فقرا کو دیدیتے اگر خدام کچھ چھپا رکھتے آپ کو حضور دل حاصل نہوتا لامحالہ تفحص کرکے خدام سے طلب کرتے اور ایثار کر دیتے حکایت جب آپ خواجہ ناصرالدین ابو محمد چشتی کی خدمت میں حاضر ہوئے سر کو قدموں پر رکھا اُنھوں نے فرمایا کہ حق تعالے کا علم ایسا ہے کہ کوئی شخص دریافت نہیں کر سکتا مگر وہ آپ ہی تعلیم فرماتا ہے اور بہت مہربانی کی آپ نے تجربہ کرنے کو کچھ مسواک کے باب میں سوال کیا سات سو جواب پائے حتےٰ کہ سُنکر بیخود ہو گئے اور وسوسہ جاتا رہا اور بیعت کی پھر حضرت ابو محمد چشتی نے فرمایا کہ سات بار میرا نام لیکر آسمان کی طرف دیکھو حکم بجا لائے عرش تک نظر آنے لگا اور اسی طرح تحت الثرے تک دکھلا کر اسم اعظم سکھایا اور خرقہ پہنایا اور اپنی جگہ پر بٹھا کر فرمایا کہ فقر و فاقہ اختیار کرو اور فقیروں کے پاس بیٹھو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فقیر تھے اور ہمارے پیرانِ طریقت سب فقیر تھے آپ نے قبول کیا اور چار برس تنہا بیٹھے تین چار فاقوں کے بعد تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور لباس پیوندی پہنتے اور سوا فقرا اور علما اور صلحا اور مشائخ کے کسی کو اپنی محفل میں آنے نہ دیتے اور سماع بہت سنتے اگر کوئی اہل دنیا موجود ہوتا تو آپ کو ذوق سماع حاصل نہوتا سب کو رخصت کرکے چند فقیروں کو رکھ لیتے پھر گانا سنتے اور اگر اتفاقاً کوئی دنیادار آخر سماع تک ہم صحبت رہتا تو مجذوب ہو جاتا اور فاسق ولی ہو جاتا اور جب سماع سُنتے ایک نور آپ کی پیشانی سے چمکتا اور آسمان پر چڑھ جاتا سب لوگ دیکھتے اور جو مریض آتا صحت پاتا شیخ شبلی قدس سرہ پیشتر آپ کے پاس آتے اور

Marfat.com

سماع سنتے اور جب آپ کے منھ کو دیکھتے وجد کرنے لگتے لوگوں نے سبب پوچھا
کہنے لگے کہ اے گروہِ نادان تم کیا جانو جو کچھ میں اُنکے دیدار میں دیکھتا ہوں
تم کو اُسکی طاقت نہیں اگر دیکھو تو دیوانے ہو جاؤ حق تعالےٰ نے اُنپر نہایت کرم
کیا ہے **حکایت** لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ اگر سماع سرالٰہی ہے تو خواجہ
جنید نے کیوں توبہ کی فرمایا شیخ المشائخ شبلی اُنکے مُرید اور خلیفہ میرے پاس آکر
سنتے ہیں اور اُنھوں نے اخوان کے نہونے سے ترک کیا اگر میری محفل میں آتے
ہرگز توبہ نہ کرتے اور جو کچھ سماع میں حاصل ہوتا ہے سو برس کی عبادت میں نہیں ہوتا
حکایت آپ کو کلام اللہ یاد نہ تھا اکثر اسکی فکر میں رہتے حضرت ابو محمد چشتی
کو خواب میں دیکھا فرمایا سات بار سورۂ فاتحہ پڑھو یاد ہو جاویگا چنانچہ یہی ہوا
پھر ایک رات کو آپ نے چاہا کہ قرآنِ مجید ختم کریں پانی بہت پیا تھا نفس نے
کاہلی کی بیس برس پانی نہ پیا **حکایت** پچاس برس کی عمر میں حضرت خواجہ
ابو اسحاق شامی کے مزار کے پاس اپنے ہاتھ سے ایک حجرہ بنا کر بارہ برس
مقیم رہے اسقدر حالت سُکر غالب ہوئی کہ جب خدام وضو کراتے اکثر غائب
ہو جاتے پھر حاضر ہو کر وضو کو پورا کرتے خواجہ عبداللہ انصاری اُسی جگہ
آپ کے پاس آئے اور دیکھکر نہایت محظوظ ہوئے اور کہا کہ چشتی سب
ایسے ہی تھے خلق سے بیباک اور عالم کے سردار اور اُس صومعہ نشینی میں کسیکے
ساتھ اُنس نہیں کرتے تھے اور آبادی میں نہیں آتے تھے رجال الغیب اور
جنات ہزاروں حاضر رہتے تھے اور دو جن آپ کے مرید سانپ بنکر مقیم تھے
مخلص کو مزاحمت نہ کرتے اور بدنیت کو جانے نہ دیتے سفینۃ الاولیا میں ہے کہ
عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی وفات شریف رجب کی تیسری تاریخ کو سنہ ۴۵۹ چارسو
اُنسٹھ میں واقع ہوئی اور ربیع الآخر کی چوتھی بھی لکھی ہے تاریخ یہ ہے **قطعہ**

ناصر الدین کہ بود خواجۂ پاک ؛ آہ رحلت بخلد فرمودہ ؛ سال تاریخ او نوشت
عزیز ؛ اہل آداب و مرد حق بودہ ؛ مزار شریف چشت میں ہے یُزارُ و یتبرکُ بہ۔

ذکر خیر سر حلقۂ اصحاب طریق سرگروہِ ارباب تحقیق حضرت خواجۂ ناصر الدین ابو محمد چشتی قدس سرہ

آپ کا اسم مبارک ناصر الدین ہے اور ہمارے خاندان کے شجرات میں ناصر محمد بھی لکھا ہے اور سیر الاقطاب میں ناصح الدین اور ابو محمد آپ کی کنیت ہے اور آپ کے والد بزرگوار حضرت قدوۃ الدین ابی احمد بن فرسنافہ چشتی آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ جب میں حاملہ تھی تو اپنے پیٹ سے کلمۂ طیب کی آواز سنتی تھی ایک دن اپنے شوہر سے کہا فرمایا میں نے دعا کی ہے اور حق تعالے نے مجھ کو بشارت دی ہے کہ ایک لڑکا ولی مادرزاد عنایت کرونگا جب پیدا ہوئے آپ کے والد نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام ہمارے نام پر رکھو اور ہمارا سلام پہونچا ؤ اور آپ نے پیدا ہوتے ہی سات بار کلمۂ طیب کو پڑھا پھر آپ کے والد نے از سر نو وضو کیا اور جا کر کہا السلام علیک آپنے جواب دیا علیک السلام یا شیخنا قل ما رُ ئیت ہٰذا اللیلۃ سلام تجھیرا اے شیخ ہمارے کہہ کیا دیکھا ہے آج کی رات کو خواب میں اُنھوں نے کان میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام کہدیا آپ نے سر کو زمین پر رکھا اور آپ کے والد نے بھی سجدہ کیا اور دعا کی کہ الٰہی اس لڑکے کو ولی کامل کر حکم ہوا کہ ہم نے تیری دعا قبول کی اور اُسکو مقبول کیا پھر جب تک چھوٹے رہے نمازوں کے وقت میں لا الٰہ الا اللہ بہت کہتے اور جب کسی رات کو گھر میں چراغ نہ ہوتا تو آپ کی پیشانی ایسی چمکتی کہ اگر سوئی گم ہوئی ہوتی تو ملجاتی اور اُسی عمر سے کھانا کم کھاتے تھے جب مکتب میں گئے غیب سے آپ کی تختی پر یہ الفاظ منقوش ہو گئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم علم القرآن رب یسر ولاتعسر وزدنی علما وفہما وتمم بالخیر
تھوڑے دنوں میں قرآن پڑھکر علوم دینی حاصل کر لیے چار برس کے سن سے
نماز جماعت پڑھتے تھے اور سات برس کی عمر میں خلوت اختیار کی اُسی وقت
سے جو کہتے سو ہوتا اور کبھی بے وضو نہ رہتے اور کافر آپ کے پاس آتا تو
مسلمان ہوتا اور مسلمان صاحب کشف ہوجاتا اور چوبیس برس کے سن میں اپنے
والد کی جگہ پر بیٹھے بارہ برس حجرۂ عبادت میں مشغول رہے سات دن کے
بعد ایک خرمے سے افطار کرتے تھے اور جب مُرید اور خلیفہ ہوئے تھے تب
ہمگی سترہ برس کے تھے اور آپ کے والد نے نصیحت فرمائی تھی کہ فقیری
اور قادہ کشی کو عزیز رکھنا اور دنیا اور اہل دنیا کو ترک کرنا اور فقرا کی صحبت
کو واجب سمجھنا پس اُسی وقت سے ان سب باتوں پر عامل تھے **حکایت**
ایک دن آپ کے والد سماع سُنتے تھے یکایک آپ کی طرف دیکھا اور متوجہ
ہوئے آپ دیر تک ذوق میں رہے پھر بیہوش ہوگئے اور اُنھوں نے
سات دن برابر گاناسُنا فقط نمازوں کے وقت رُک جاتے تھے اور آپ
بیہوش پڑے تھے ساتویں دن اُنھوں نے قوالوں کو باز رکھا آپ نے
تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف دیکھکر کہا قولوا قولوا
فوراً آواز سماع آنے لگی اور تین دن تک لوگوں نے نغمات غیبی سنے
پھر آپ ہوش میں آئے اور اپنے والد کے قدموں پر گرے اور
کہا کہ جو کشایش جو سماع میں ہے ہرگز کسی شغل میں نہیں اور سو برس کی عبادت
میں نہیں فرمایا کہ سماع سِر پوشیدہ ہے اور اس بھید کو چھپانا چاہیے اور
اگر میں اسکے سر کو بیان کروں تو سب سماع میں مبتلا ہوں اور خدا اسے
اس عطیۂ عظمےٰ کو طلب کریں **حکایت** سلطان محمود سبکتگین جب سومنات

Marfat.com

پر حملہ آور ہوا آپ ستر برس کی عمر میں اُسکے ساتھ ہو کر جہاد کو گئے اور وہ
فتح پاکر مرید ہوا اور اُس کا بیٹا اور تمام خلق سب آپ کے معتقد تھے تین آدمیوں
کو آپ نے خلیفہ کیا۔ ہے ایک حضرت ابو یوسف چشتی قدس سرہ دوسرے
حضرت محمد کاکو تیسرے حضرت استاد مرداں قدس اللہ سرہم وفات شریف
سنہ چار سو گیارہ ہجری میں ربیع الآخر کی چوتھی تاریخ کو واقع ہوئی عارف ازلی
بود آپ کی تاریخ ہے اور شجرہ چشتیہ فخریہ کے موافق سنہ چار سو اکیس ہیں
اس حساب سے مصرع تاریخ یہ ہے ع عارف پاک بود و زاہد بود ؛ مزار
شریف چشت میں ہے یزار و یتبرک بہ

ذکر خیر برہان الطریقت سلطان الحقیقت حضرت قدوۃ الدین ابی احمد بن سلطان فرسنافہ چشتی قدس اللہ سرہ

آپ کا لقب شریف
قدوۃ الدین اور ابو احمد کنیت ہے اور سلطان فرسنافہ آپ کے والد کا نام ہے
اور وہ امیر ولایت تھے جس طرح اب کابل وغیرہ میں حاکم کو امیر کہتے ہیں
اور آپ سید چشتی ہیں نہایت نجیب الطرفین سلطان فرسنافہ کی ہمشیر بڑی صالحہ
تھیں حضرت ابو اسحاق شامی چشتی اُنکے گھر میں جایا کرتے تھے ایکدن اُنہے
فرمایا کہ تمھارے بھائی کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا نہایت عظیم الشان اُسکے
کھانے پینے میں مشکوک اور مشتبہ سے احتیاط کرنا اور آپ کی والدہ اُسوقت
میں حاملہ تھیں سلطان کی ہمشیر نے چرخہ کاتنا اور رسیاں بٹنا اختیار کیا
اور اپنی بھاوج کے مایحتاج میں خرچ کرنے لگیں معتصم باللہ کے وقت میں
آپ پیدا ہوئے جب سات برس کے ہوئے تب ایکدن حضرت ابو اسحٰق سماع
سُن رہے تھے ناگاہ اُنپر نگاہ پڑی فوراً جذبۂ الٰہی وارد ہوا اور دروازہ علم لدنی کا
کھُل گیا ایسے اسرار الٰہی بیان کرنے لگے کہ علما کسب کمالات کرتے تیرہ برس کی عمر میں

اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اور مجاہدہ سخت اختیار کیا سات دن کے بعد افطار کرتے
اور سات ہی دن کے بعد وضو کرتے اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور
اسیقدر پانی پیتے اور چالیس دن کے بعد بیت الخلا کو جاتے اور رات کو بے چراغ
اپنے چہرۂ مبارک کی روشنی میں قرآن شریف پڑھتے حکایت بیس برس کی عمر میں
ایک دن اپنے باپ کے ساتھ شکار کو گئے اتفاقاً اُنکے ساتھ سے جُدا ہوگئے
کوہستان میں چالیس رجال الغیب کو ایک پتھر پر کھڑے ہوئے دیکھا اور حضرت
ابو اسحٰق کو اُنکے بیچ میں گھوڑے اور لباس کو چھوڑ کر موینہ پہنکر اُنکے ساتھ ہوئے
سلطان فرسانہ نے بہت تلاش کی بعد پتہ پایا آدمی بھیجے اور بلایا اور قید کیا الا
نہ گئے پھر آٹھ برس ریاضت کی تب حضرت ابو اسحٰق شامی نے خرقہ گلیم پہنا کر اپنا
جانشین کیا اور آپ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر قبلہ رو ہوکر دعا کی آواز آئی کہ
ہمنے احمد کو قبول کیا اور جو اُسکے پاس بیٹھے اُسکو بھی قبول کیا حکایت جب
آپ نماز تہجد سے فارغ ہوتے تو دعا کرتے کہ الٰہی گنہگاران اُمتِ محمدی
صلے اللہ علیہ وسلم کو بخشدے آواز آتی کہ ہزار آدمی بخشے گئے اور جب سماع
سُنتے جسپر نظر پڑتی صاحب کرامت ہوجاتا اور مریض تندرست ہوتا اور کافر
مسلمان اور ایسا نور آپ کے چہرۂ انور سے چمکتا کہ آسمان پر چڑھ جاتا لوگ گلیوں
سے اور گھروں سے دیکھ کر جان لیتے اور حاضر ہوتے امیر نصیر آپ کے خالو
تھے ایک دن علمانے اُنکو آمادہ کیا کہ آپ کو طلب کریں اور سماع کے باب میں
بحث ہو آپ گئے اور محمد خدا بندہ آپ کے فقیر اُمی نے سب کو ساکت کردیا
اس بات کا غلغلہ بلند ہوا ہزاروں آدمی مُرید ہوئے خواجہ سری سقطی اکثر آپکے
پاس آکر سماع سُنتے تھے اور اکثر قوال بھی مست ہوجاتے تب غیب سے آواز
سماع آتی اور لوگ سُنتے فضیل برمکی نے آپ کے سماع پر اعتراض کیا ایک

بیماری سخت میں مبتلا ہوئے اطبا علاج سے عاجز آئے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور التجا کی فرمایا کہ تو ابو احمد چشتی کے سماع پر معترض ہوا جو کوئی اُسکے فعل سے یا کسی شیخ کے فعل سے منکر ہو وہ بعینہ ہمارا منکر ہو جب تک تو اُسکے پاس جا کر توبہ نہ کریگا اچھا نہ ہو گا پھر فضیل آپ کی صحبت میں حاضر ہوئے اور اچھے ہو گئے اور آپ حافظ بھی تھے رات کو دو ختم اور دن کو ایک ختم آپ کا وظیفہ تھا حکایت آپ کے والد سلطان فرسنافہ کا ایک خمخانہ تھا ایک دن اندر جا کر خموں کو توڑنا شروع کیا آپ کے والد نے کوٹھے سے دیکھا ایک پتھر بہت بڑا آپ کے اوپر پھینکا آپ نے اشارہ کیا وہ پتھر ہوا پر معلق رہگیا سلطان نے یہ حال دیکھکر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی یہ واقعہ ۲ دو سو اسّی میں گذرا حکایت ایکبار آپنے آگ پر مصلّے بچھا کر نماز پڑھی ہزاروں آتش پرست ایمان لائے اور سو آدمی اُنمیں سے بموجب حکم آپکے ساتھ رہے اور کامل ہوئے عمر شریف پچانوے برس کی ہوئی وفات شریف غرہ جمادی الاخری کو ۳۵۵ تین سو پچپن میں واقع ہوئی اور سفینۃ الاولیا میں دسویں تاریخ لکھی ہے تاریخ یہ ہے قطعہ قدوۃ الدین فرسنافہ کہ بود :: عارف ذات خدای مطلق :: سال اوگفت سروشے بعزیز :: بود ماویٔ ہمہ اصل حق :: مزار شریف چشت میں ہے یزار و یتبرک بہ ۔

ذکر خیر مقتدا ے چشت پیشوا ے اہل بہشت حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی علی چشتی قدس اللہ سرہ

آپ کا اسم مبارک شریف الدین ہے اور شمس الاولیا لقب ہے اور ابو اسحاق کنیت اور اسی کنیت سے مشہور ہیں حضرت ممشاد دنیوری کے مرید اور خلیفہ ہیں کبھی چھ دن اور کبھی سات دن کے بعد افطار کرتے تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور فرماتے کہ میں نے جو لذت اشتہا میں پائی کسی شے میں نہیں جب مرید ہونیکا ارادہ کیا چالیس دن برابر استخارہ کیا آواز آئی

کہ اے ابو اسحاق علو دینوری کے پاس جاوہ ہمارا دوست ہے آپ اُنکے پاس گئے اور سر کو زمین پر رکھا اُنھوں نے سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ تو درویش کامل ہو اور تیرے مرید اور تیرے فرزند بھی کامل ہوں پھر مرید کر کے فرمایا کہ مجاہدہ مشایخ کا طریقہ ہے فقیری اور فاقہ کشی کے ساتھ خلوت میں جا کر خدا کو یاد کر پھر آپ اکیس دن کے بعد ذراسی روٹی کھاتے اور تھوڑا سا پانی پیتے ایک مدت کے بعد شیخ ممشاد کو آواز آئی کہ ابو اسحاق کا کام پورا ہو چکا اور مرتبہ اعلیٰ پر پہونچا اب اُسکو اپنا قائم مقام کرو شیخ ممشاد نے آپ کو خلیفہ کیا اور آپ کو آواز آئی کہ اے ابو اسحاق تو مقبول ہوا **حکایت** جسوقت آپ مُرید ہونے کو گئے تھے شیخ ممشاد نے پوچھا تھا کہ تمھارا نام کیا ہے آپ نے کہا کہ مجھ کو ابو اسحاق چشتی کہتے ہیں فرمایا کہ تم خواجہ چشت ہو اُسی عہد سے یہ سلسلہ آپ کے نام سے چشتیہ مشہور ہوا اور آپ کے بعد چار بزرگ چشتی اور نہایت اکمل ہوئے حضرت ابو احمد اور حضرت ابو محمد اور حضرت ابو یوسف اور حضرت خواجہ مودود پس پیران چشت انھیں کو کہتے ہیں اور یہ سلسلہ انھیں کی طرف منسوب ہے **حکایت** آپ سماع بہت سُنتے تھے اور وہی فیوض اور انوار جو اور بزرگوں کے حالات میں لکھے ہیں آپ کی محفل میں پائے جاتے تھے ایکبار مینھ نہیں برستا تھا خلیفہ نے التجا کی فرمایا کہ سماع ہو پانی برسے خلیفہ نے چاہا کہ میں بھی موجود رہوں کہا کہ اگر تو سماع میں ہو گا رحمت نازل نہو گی پھر سماع ہوا اور پانی برسا خلیفہ شکریہ کرنے کو آیا آپ رونے لگے کہ واللہ اعلم کیا گناہ مجھ سے ہوا ہے کہ خلیفہ بار بار آتا ہے اور مجھ کو فقیروں کی صحبت سے باز رکھتا ہے ایسا نہو کہ میرا حشر دولتمندوں کے ساتھ ہو یہ کہکر بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے فرمایا اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین

Marfat.com

خلیفہ شرمندہ ہو کر پھر گیا وفات شریف ربیع الآخر کی چودھویں تاریخ کو سنہ ۳۲۹ تین سو انتیس ہجری میں واقع ہوئی ہے تاریخ یہ ہے **قطعہ** افسوس کہ بو اسحاق چشتی ٭ مطمورۂ خاک را پسندید ٭ بنوشت عزیز سال رحلت ٭ پاک آمدہ باد و داد دگر دید ٭ مزار شریف مقام عکہ میں ہے اور عکہ بروزن کمہ ملک شام میں ہے زیارت گاہ و متبرک ہے ۔

ذکر خیر ولی کامل قطب مکمل حضرت شیخ ممشاد دینوری قدس اللہ سرہٗ

آپ کا لقب کریم الدین ہے اور نام نامی ممشاد بھی لکھا ہے اور علو بھی وطن شریف دینور ہے شہر ہمدان اور بغداد کے بیچ میں ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت ہبیرۂ بصری کے ہیں اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی آپ ہی واسطہ ہیں اور بہت درویشوں کی خدمت میں رہکر نعمت پائی ہے تیس برس مجاہدہ کیا سات دن کے بعد افطار کرتے ایک خرما اور تھوڑا پانی خشکی دہن کے دفع کرنے کو نوش فرماتے پہلے صاحب دولت تھے سب مال و متاع تصدق کر کہا کہ خداوندا اہل و عیال کو تجھ پر چھوڑتا ہوں اور مکہ معظمہ میں جا کر مشغول ہوئے ایک دن ایک آدمی کھانے کا خوان سر پر رکھے ہوئے آیا اور سلام کیا آپنے پوچھا تو کون ہے کہا کہ رجال الغیب میں سے ہوں حقتعالیٰ نے یہ کہا کہ تجھ کو اور تیرے اہل و عیال کو بھیجا ہے اور میں ہمیشہ اسکے پہونچانے پر مامور ہوا ہوں تم مشغول رہو آپ نے شکر کیا اور لباس پیوندی پہنتے تھے اور فقرا کو عزیز رکھتے تھے اور خدا کے ڈر سے اتنا روتے کہ بیہوش ہو جاتے حضرت خضر سے آپ کے صحبت تھی اُنکے اشارت سے حضرت ہبیرۂ بصری کے پاس جا کر مرید ہوئے فرمایا کہ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ تو میرے مقام پر بیٹھے اور مرید کرے پھر خلوت میں بٹھلایا تحت الثریٰ سے عرش تک کشف کیا فرمایا کہ یہ ابتدا یوں کا

مرتبہ ہے اور منتہی لوگ اگر لوحِ محفوظ کو دیکھتے ہیں تو جانتے ہیں کہ کچھ نہیں دیکھا پھر
ایکدن آپکے ہاتھ کو پکڑکر کہا آہی علو کو درویشوں کے مقام میں پہونچا دے آپ
فوراً بیہوش ہو گئے حضرت ہبیرہ نے لعاب دہن آپ کے مُنھ میں گرایا ہوش میں آئے
چالیس بار یہی واقعہ پیش آیا پھر سر کو زمین پر رکھا اور کہا کہ تینتیس برس کی ریاضت
میں یہ بات حاصل نہ ہوئی جو آپ کی عنایت سے ایکدم میں حاصل ہوئی پھر حضرت
ہبیرہ نے خرقہ گلیم پہنا کر اپنے مقام پر بٹھلا کر اور آپ جسکو مرید کرتے پہلے مراقبہ
کرتے جب حکم ہوتا تب ہاتھ کھولتے اور عرش تک اُسپر کھولدیتے اور آپ نے
قیلولہ کبھی نہیں کیا اور چارپائی پر کبھی نہیں سوئے اور حافظ بھی تھے اکثر تلاوت
میں رہتے اور جب سے پیدا ہوئے دن کو دودھ نہیں پیا اور جب سے ہوشیار
ہوئے دائم الصوم رہے اور سماع بہت سنتے تھے اور پیرانِ طریقت کے
عُرسوں کی مجلس کرتے اور کھانا سبکو یکساں کھلاتے اور سماع کو سنت
رسول خدا اور سنت علی مرتضیٰ اور سنت پیران طریقت فرماتے اور آپ نے
فرمایا ہے کہ چالیس برس سے بہشت کو اور اُسکی نعمتوں کو میرے روبرو
کرتے ہیں میں نے ابتک گوشۂ چشم سے نہیں دیکھا ہے[1] ایک دن آپ اپنے
گھر سے نکلکر باہر آئے اور کہا لا الٰہ الا اللہ ایک کتا کھڑا تھا سنتے ہی اسی جگہ پر
مر گیا جب انتقال فرماتے تھے کسی نے کہا کہو لا الٰہ الا اللہ آپ نے مُنھ کو دیوار
کی طرف پھیر لیا اور فرمایا میرا وجود تجھ میں فنا ہو گیا جو تجھ کو دوست رکھتا ہے
اُسکا حال یہی ہوتا ہے تین بزرگ آپ کے خلیفہ ہیں حضرت خواجہ ابو اسحاق
اور حضرت خواجہ ابو عامر اور حضرت شیخ احمد دینوری صاحب سلسلۂ سہروردیہ
وفات شریف دو سو ننانوے ۲۹۹ میں محرم کی چودھویں کو واقع ہوئی تاریخ یہ ہے
قطعہ خواجۂ آفاقیاں ممشاد پاک ÷ رفت از دنیا بعقبیٰ پاک ÷ گفت تاریخ

[1] یہ خطاب حضرت ممشاد کا حق تعالیٰ کی طرف تھا ۱۲ محمد عزیز اللہ

افسوس اا

وفات او عزیز ہادی راہِ الٰہی بودہے مزار شریف عکہ میں ہے -

ذکر خیر خلاصۃ العاشقین سلالۃ العارفین حضرت خواجہ ہبیرہ بصری قدس اللہ سرہ

آپ کا لقب امین الدین ہے اور اسم مبارک ہبیرہ وطن شریف بصرہ ایک سوتیس برس دنیا میں رہے سترہ برس کی عمر میں فاضل ہوئے اور چند سال میں قرآن شریف کو یاد کرلیا ہر روز دو ختم کرتے تھے اور کبھی بے وضو نہ رہتے تھے تیس برس ریاضت کرکے اپنی بیرادی پر روئے اور کہا کہ خداوندا ہبیرہ تیری محبت میں جلتا ہے اور شکستہ دل ہوکر امیدوار بخشائش ہے حکم ہوا کہ ہمنے تجھ کو بخشا حذیفہ مرعشی کی خدمت میں حاضر ہو پھر آپ اُنکے پاس گئے اور سر کو زمین پر رکھا اُنھوں نے بہت تعظیم کی اور فرمایا کہ اے ہبیرہ تیس برس تو نے ریاضت کی حکم الٰہی یہی تھا اور اسمیں بہت اثر ہے مگر کوئی خودی کے ساتھ خدا کو نہیں پاتا پھر ایک ہفتہ میں مقرب ہوگئے اور ایک سال کے بعد خرقہ خلافت پایا اور آواز آئی کہ اے ہبیرہ ہمنے تجھ کو قبول کیا اور جس دن سے آپ نے خرقہ پہنا نمک اور شکر کو نہیں چکھا اور فرماتے تھے کہ جب میں نے خرقہ پہنا ہے تب روح مقدس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی اور دسیں پیران طریقت کی حاضر تھیں اور سب نے میرے واسطے دعا کی اور میں روتا تھا کہ مجھ سے کوئی فعل خرقہ فقر کے خلاف سرزد نہو اور ہمیشہ اتنا روتے تھے کہ کبھی کبھی خون ٹپکنے لگتا اور لوگ جانتے کہ ہلاک ہوجاوینگے اور پانچ چھ دن کے بعد افطار کرتے اور کہتے کہ الٰہی اگر تو ہبیرہ سے افطار کا حساب لیگا تو اُسکو جوابدہی کی طاقت نہیں ایک بار حکم ہوا کہ ہمنے تجھ کو بخشا اور تیرے حساب کو آسان کیا اور ہمیشہ صومعہ نشین رہتے اور اہل دنیا کے پاس نہ جاتے اور اُن کے گھر کے کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے کہ یہ کھانا دل کو سیاہ کرتا ہے اور راستہ

پھر ذکر کرتے اور فقیروں کے ساتھ کھانا کھاتے اور کسبِ حلال کا خیال رکھتے
اور تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے اور فرماتے کہ درویش کو سب سے بے گانہ
رہنا چاہیئے اور کسی کی مدح و ذم سے مسرور و محزون نہ ہونا چاہیئے ایک دن
ایک شخص ہزار دینار آپ کے پاس لایا بیہوش ہوگئے پانی مُنھ پر چھڑکا گیا تب
ہوش میں آئے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا فرمایا جو شخص محبت کا خواہاں ہو جب
اُسکے سامنے شے غیر مطلوب کوئے آویں تو اُسکا جینا اور مرنا برابر ہے درویش
کو فقر و فاقہ چاہیئے دینار و درم سے کیا نسبت پھر فرمایا اعوذ باللہ من الدنیا
ومن اہل الدنیا ومن الشیطان الرجیم وفات شریف شوال کی ساتویں کو ۲۸۰ سنہ
دو سو اسی ہجری میں واقع ہوئی مربی پاک بود آپ کی تاریخ ہے مرقد شریف
شہر بصرہ میں ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکرِ خیر امام درویشاں قبلۂ تجردکیشاں حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی

قدس اللہ سرہ آپ کا لقب سدید الدین ہے چھوٹے سین سے اور حذیفہ
آپ کا نام ہے اور مرعش آپ کا وطن ہے اور آپ عالم اور فقیہ تھے اور سات
برس کی عمر میں ساتوں قرأت کے حافظ تھے اور دن رات میں دو ختم کرتے تھے
اور سولہ برس کی عمر میں علم لدنی سے بہرہ یاب ہوئے اور پانچ چھ دن یا تین چار
دن کے بعد تین لقموں سے افطار کرتے اور فرماتے کہ درویش کی غذا لا الٰہ الا اللہ
کا ذکر ہے اور کہتے کہ جس درویش کے پاس روپیہ دیکھو اُسکے پاس نہ بیٹھو اور
جو درویش شکم سیر ہو کر کھاوے وہ شکم بندہ ہے اور خام ہے خواجہ خضر کے ہم صحبت تھے
انھیں کی رہنمائی سے سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور سر کو زمین پر رکھا آپ نے ہم آغوش فرمایا اور خاطر جمع کی کہ جلد کشائش ہوگی
چھ مہینے اُنکے پاس رہے چھ بار افطار کیا پھر سلطان ابراہیم ادہم نے خرقہ پہنا کر اپنے

Marfat.com

مقام پر مقیم کیا اور ترک دنیا اور ارباب دنیا کے باب میں تاکید فرمائی اور آپ نے فضیل عیاض اور بایزید بسطامی قدس اللہ سرہما کو دیکھا ہے اور اُن دونوں نے فرمایا ہے کہ حذیفہ مرد خدا ہے اور شیخ کامل ہوگا اور آپ نے علم سلوک میں کتابیں تصنیف کی ہیں اور ہمیشہ پلاس پہنتے تھے اور بہت روتے تھے کسی نے پوچھا آپ اسقدر کیوں روتے ہیں کہا حق تعالے نے فرمایا ہے فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر واللہ اعلم میں کن میں سے ہوں کہا پھر مرید کیوں کرتے ہو آپ ایک نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے جب آپ ہوش میں آئے غیب سے آواز آئی کہ اے حذیفہ ہم تجھ کو دوست رکھتے ہیں اور ہم نے تجھ کو قبول کیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت میں داخل کریں گے یہ آواز سب حاضرین نے سُنی تین سو کافر وہاں موجود تھے سب مسلمان ہوئے اور جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس پر گئے تب آپ سے ملاقات ہوئی اور یہی بشارت پائی اور آپ ہمیشہ فقرا کے پاس بیٹھتے تھے اور جب کوئی دنیا دار تارک ہو کر آپکے پاس آتا چالیس دن کے بعد سامنے بلاتے اور کہتے کہ اے ولی اللہ سب پیغمبر فقیر تھے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فقیر تھے ایکبار کچھ لوگوں نے بوجہ آپکو تنگ کیا ایک آہ کھینچی سب جل گئے اور آپ مجرد اور مسرور تھے اور فرماتے تھے کہ بدکاروں کے ہدایا کو قبول نہ کرو ورنہ معلوم ہوا کہ تم انکے فعل سے راضی ہو وفات شریف شوال کی چوتھی کو ۲۵۲ھ دو سو باون ہجری میں واقع ہوئی قطعہ خواجۂ عاشقاں حذیفۂ پاک ٭ ناگہاں رحلت از جہاں فرمود ٭ گفت تاریخ او ملک بہ تمیز ٭ وہ امام اجابۂ حق بود ٭ ۲۵۲ مزار شریف شہر بصرہ میں سب کا زیارتگاہ متبرک ہے۔

ذکر خیر سلطان الاولیا برہان الاتقیا حضرت خواجہ ابراہیم ادہم بلخی قدس اللہ سرہ آپ کا اسم مبارک سلطان ابراہیم ہے اور ادہم آپکے

والد کا نام ہے اور آپ بلخ وبخارا کے بادشاہ تھے اور ادہم کا پادشاہ کی بیٹی پر
عاشق ہونا اور انجام میں نکاح کے بعد آپ کا پیدا ہونا جسطرح ارباب سیر نے
لکھا ہے مشہور ہے اور آپ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد
میں ہیں بادشاہی کو ترک کرکے فقیر ہوگئے اور آپ کا تارک ہونا بھی خاص و عام
کی زبانوں پر ہے اور یہ سب حالات طویل ہیں اور آپ چار پانچ فاقوں کے
بعد جنگل کے میووں سے یا ترکاریوں سے یا پتیوں سے بے نمک افطار کرتے
تھے اور رات بھر جاگتے تھے اور فقرا کے پاس بیٹھتے تھے اور پیوند دار کپڑے
پہنتے تھے اور برہنہ پا پھرتے تھے اور کسی کی نذر کو قبول نہین کرتے تھے
اور اشد مجاہدہ فرماتے تھے اور جب فاقہ ہوتا نماز شکرانہ بہت ادا کرتے اور
فرماتے تھے کہ جو شخص خدا کو دوست رکھے چاہیے کہ خوشی کو اور لذت زبان کو اور
سب حواسوں کی لذتوں کو ترک کرے اور شکستگی حاصل کرے حضرت امام اعظم
کوفی آپ کو سیدنا وسندنا کہتے تھے لوگوں نے کہا کہ وہ سید کہاں سے ہوئے
فرمایا کہ وہ رات دن خدا کے ساتھ مشغول ہیں اور ہم لوگ اور کام بھی کرتے
ہیں اور حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہ آپ کو مفاتیح العلوم کہتے تھے
یعنے علموں کی کنجیاں اور حضرت الیاس اور حضرت خضر آپ کے تعلیم کرنے کو
آئے ہیں اور آپ حضرت فضیل عیاض کے مرید اور خلیفہ ہیں اور کتابیں
آپ کے حالات سے پر ہیں **حکایت** ایک دن آپ ایک پہاڑ پر اپنے یاروں
سے کہتے تھے کہ اگر ولی اللہ پہاڑ سے کہے کہ چل تو چلنے لگے فوراً وہ پہاڑ
جنبش میں آیا آپ نے پانوں اسپر مارا اور فرمایا کہ ٹھہر جا میں نے تمثیلاً بات
کہی ہے اور دو بزرگوں کو آپ نے خلیفہ کیا ہے حضرت حذیفہ کو جن کا ذکر
پہلے ہو چکا ہے اور حضرت شفیق بلخی کو قدس اللہ سرہم اور آخر عمر میں آپ [illegible]

Marfat.com

پیچھے پھرتے تھے ایک مقام پر مقیم نہ تھے ملک شام میں حضرت لوط پیغمبر علیہ السلام کے مرقد مقدس کے پاس کسی غار میں وفات پائی وہیں مدفون ہوئے اور جب آپکا وصال ہوا منادی غیب نے آواز دی اَلا اِن امام الارض قد مات آگاہ ہوبہر آئینہ امام زمین کا مر گیا سنہ وصال کتابوں میں مختلف ہیں فقیر نے اگرچہ اکثر حالات سیر الاقطاب سے لکھے ہیں الا ان سنوں کو نفحات سے اختیار کر کے ایک سو چھیاسٹھ کو تاریخ میں داخل کیا ہے قطعہ آں ابراہیم خواجہ پاک ؛؛ چوں خاک زمیں گزید ناگاہ ؛ گفتیم تو بر مصرع سال ؛ محبوب الٰہی و محب آہ

ذکر خیر سر آمد اہل اللہ پیش رو قافلہ درد و آہ حضرت خواجہ فضیل عیاض قدس اللہ سرہ

آپ کا اسم مبارک فضیل ہے اور ابو علی اور ابو الفیض آپ کی کنیت ہے اور عیاض آپ کے والد کا نام ہے پہلے آپ راہزنی کرتے تھے اور اُس گروہ کے سرغنہ تھے جو کچھ وہ لوگ لے آتے آپکے سامنے رکھدیتے اور آپ جسکے مال و اسباب کو لیتے اُسکا نام اور پتہ لکھ رکھتے ایک دن ایک قافلہ جاتا تھا اُسکو لوٹا اتفاقاً کسی قاری نے یہ آیت پڑھی الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ آپ کے دل میں اثر پیدا ہوا اور ساتھیوں کو چھوڑ کر جنگل کو چلے گئے ناگاہ ایک اور قافلہ آتا تھا اور لوگ کہتے تھے کہ فضیل راہ میں ہے بچے رہنا آپ نے سنا فرمایا خوشخبری ہو تمکو فضیل نے توبہ کی اب وہ تم سے بھاگتا ہے جیسے تم اُس سے بھاگتے تھے پھر آپ نے جس جس کا مال لیا تھا اُسکے پاس جا کر اُسکو راضی کیا ایک یہودی راضی نہوا کہنے لگا کہ میرے پاس سونا بہت سا تھا آپ نے قسم کھائی اُسنے کہا میں نے بھی قسم کھائی ہے کہ جب تک تو میرا سونا نہ لاویگا میں راضی نہونگا جب آپ نے خوشامد کی اُسنے کہا میری ہمیانی سونے سے بھری ہوئی طاق پر رکھی ہے اُسکو اٹھا لا

اور دوسرے ہاتھ میں دیدے کہ میری قسم چھوٹی تو آپ گئے اور اُس ہمیانی کو لا کر کھولا اور سونے کو اُسکے سامنے ڈھیر کر دیا اُسنے کہا کہ تیرا دین کیا ہے پہلے اُسکو بیان کر تب میں خوش ہونگا آپ نے کہا تو نے کیا دیکھا جو مسلمان ہوتا ہے کہا میں نے توریت میں دیکھا تھا کہ جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سچ سچ توبہ کریگا مٹی اُسکے ہاتھ میں سونا ہوجاویگی اور یہ ہمیانی میری ریت سے بھری ہوئی تھی پھر وہ یہودی مسلمان ہوا اور آپ حضرت امام اعظم کوفی اور بہت سے اولیا کے ساتھ ہم صحبت رہے ہیں آخر میں حضرت حسن بصری کے پاس چلے راہ میں سُنا کہ وہ انتقال کر گئے بہت روئے کسی نے کہا کہ عبدالواحد بن زید اُنکے خلیفہ ہیں اور آج مثل اُنکے کوئی مرد خدا نہیں اور خرقہ حضرت علی مرتضیٰ اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا پہنے ہوئے ہیں پھر آپ اُن کی خدمت میں جا کر مرید ہوئے اور خلافت پائی اور حضرت عبدالواحد نے فرمایا کہ سب چیزوں سے انکار کرا اور بیخودی اور خاموشی کو اختیار کرا اور اپنے گناہوں کے ماتم میں رہ اور خدائے عز و جل کو سب جگہ حاضر و ناظر سمجھ کہ آج سے تیرا نام محبان خدا میں لکھا گیا اور آپنے ابو الغیاث بن منصور سے بھی اجازت پائی ہے اور یہ سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور آپ ہمیشہ پلاس پہنتے تھے اور صائم الدہر تھے چار پانچ فاقوں کے بعد کچھ نوش فرماتے اور پانسو رکعت اور دو قرآن ہر روز پڑھتے اور فاقہ ہوتا تو سو رکعت شکرانہ پڑھتے اور اتنا روتے تھے کہ جو دیکھتا وہ بھی رونے لگتا اور اہل دنیا کے منھ کو نہ دیکھتے اور اُس راہ میں نہ جاتے اگر گذر ہوجاتا تو وہ لباس جو پہنے ہوتے اُتار کر فقرا کو دیدیتے کہ اُس راہ کی گرد اُسپر پڑی ہے اور فرماتے کہ میں بیماری کو دوست رکھتا ہوں تاکہ جماعت کو نہ جاؤں اور لوگوں سے نہ ملوں

Marfat.com

اور منت پذیر ہوں اگر میں بیمار ہوں اور کوئی میرے پوچھنے کو نہ آوے اور جب رات آتی بہت خوش ہوتے کہ خلوت بے تفرقہ ہے اور جب دن ہوتا آپ کو چھپاتے اور فرماتے جسکو تنہائی سے وحشت ہو اور خلق اللہ کے ساتھ اُنس ہو وہ سلامتی سے دور ہے ابو علی رازی کہتے ہیں کہ میں تیس برس آپ کے پاس رہا کبھی مسکراتے ہوئے نہ دیکھا مگر جس دن شیخ علی نے انتقال کیا اور وہ آپ کے بیٹے تھے چاہ زمزم کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ کسی نے یہ آیت پڑھی ویوم القیلۃ تری المجرمین الخ وہ فوراً قضا کر گئے میں نے پوچھا یہ رونے کا وقت ہے یا ہنسنے کا فرمایا جس بات کو خدا دوست رکھتا ہے میں اُسکو کیونکر دوست نہ رکھوں اور پانچ بزرگ آپ کے خلیفہ ہیں حضرت ابراہیم ادہم اور حضرت شیخ محمد شیرازی اور حضرت خواجہ بشر حافی اور حضرت شیخ ابو رجا عطاری اور حضرت شیخ عبداللہ یاری وفات شریف ربیع الاول کی تیسری کو ۱۸۷ سنہ ایک سو ستاسی میں واقع ہوئی واے محب حق بود تاریخ ہے اور نظم یہ ہے ع بود ہے ہے از محبان آگہ :: مزار مقدس جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے روضہ مقدسہ کے پاس واقع ہے یزار ویتبرک بہٖ۔

ذکر خیر ہادی حق نمائے شائستہ مقتدائے حضرت عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ آپ کا اسم مبارک عبدالواحد ہے اور ابو الفضل کنیت ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت حسن بصری کے ہیں اور خواجہ کمیل بن زیاد سے بھی اجازت پائی ہے اور علوم دینی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد ہیں اور آپ دائم الصوم تھے چار پانچ دن کے بعد تین لقموں سے افطار کرتے اور آپ کثیر البکا تھے اور سماع سنتے چالیس برس مرید ہونے سے پہلے مجاہدہ کیا

ابوالقاسم [illegible]

Marfat.com

جب مرید ہوئے جو کچھ مال واسباب تھا اللہ دیدیا کوئی چیز باقی نہیں رکھی جب
چاندی وغیرہ کو ایثار کے لیے ہاتھ سے چھوتے اسقدر دھوتے کہ زخمی ہو جا
اور فرماتے کہ درویش کو نہ چاہیئے کہ دینار و درم کو ہاتھ سے چھوئے تاکہ پیران
طریقت سے شرمندہ نہ ہوا درکو درویش کو تہیدست اور تہی شکم اور تہی کیسہ رہنا
چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو تو مبتدی اور کم ہمت ہے ایک دن آپ کسی راہ میں جاتے
تھے دیکھا کہ ایک بیمار دھوپ میں پڑا ہے اور کوئی اُسکو نہیں پوچھتا آپ کو
رحم آیا ابر کو حکم فرمایا ابر نے اُسپر فوراً سایہ کیا اُس بیمار نے یہ کرامت
دیکھکر اپنی صحت کے واسطے التجا کی آپ نے دعا فرمائی وہ شخص فوراً اچھا ہو کر
روانہ ہوا جب زمانۂ وفات شریف نزدیک آیا ایسے بیمار ہوئے کہ اُٹھنے
بیٹھنے کی قوت نہ رہی ایک دن کوئی وضو کرانے والا نہ تھا دعا کی بالکل صحیح ہو گئے
وضو کر کے نماز پڑھی اور پھر بدستور ہو گئے صفر کی ستائیسویں کو ۱۷۰ سنہ ایک سو
ستر ہجری میں وصال ہوا اور محب حق بود تاریخ ہے اور نظم یہ ہے ع
بارے بود وہ زمجانِ آنکہ ۔ مزار مبارک شہر بصرہ میں ہے یُزار و یُتبرک بہ ۔

ذکر خیر امام العلما اعتصام الفقرا حضرت خواجہ حسن بصری قدس اللہ سرہ

آپ کا اسم مبارک حسن ہے اور کنیت ابو محمد اور ابو سعید اور
ابو النصر جب آپ پیدا ہوئے تو لوگ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے
پاس لے گئے آپ نے فرمایا کہ انکا نام حسن رکھو اسوجہ سے کہ خوبصورت
ہیں اور آپ کی والدہ حضرت ام سلمہ کی دوست تھیں جب وہ کسی کام میں مشغول
ہوتیں تو زوجۂ مطہرہ رسولِ مقبول یعنے ام المومنین ام سلمہ اپنے پستان مبارک کو اُنکے
مُنہ میں رکھتیں قطراتِ شیر پیدا ہو جاتے یہ سب برکتیں آپ کے وجود شریف
میں اُس دودھ سے پیدا ہوئیں اور حضرت ام سلمہ دعا کرتی تھیں کہ الٰہی اسکو

Marfat.com

لڑکے کو مقتداے عالم کرا اور آپ نے ایک سو بیس[۱۲۰] صحابی کو دیکھا ہے ستر اُن میں
سے بدری ہیں اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہیں اور
حضرت شیر خدا نے خرقہ گلیم آپ کو پہنایا ہے اور آپ امام المحدثین ہیں اور
جتنے اوصاف اور جسقدر کرامات اوپر مذکور ہیں سب کے سرمنشا آپ ہیں اور
آپ وعظ بھی فرماتے تھے اور جب تک رابعہ بصری مجلس وعظ میں نہ آتیں آپ منبر
پر نہ جاتے لوگوں نے کہا کہ یا حضرت اتنے بزرگ مجلس میں جمع ہوتے ہیں آپ
بغیر رابعہ کے وعظ کیوں نہیں فرماتے فرمایا جو شربت ہاتھیوں کے
پلانے کو بنایا جاوے وہ چوٹیوں کے حلق میں کیونکر گرایا جاوے اور آپ سماع
سنتے تھے اور وجد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سماع ایک بھید ہے
دل میں سبب حرکت میں آتا ہے آدمی کو متواجد کرتا ہے جو شخص خدا کے واسطے
سنتا ہے خدا کو پاتا ہے اور جو شخص خواہش نفس سے سنتا ہے گمراہ ہوتا ہے
پانچ آدمیوں کو آپ نے خلیفہ کیا ہے حضرت عبدالواحد بن زید اور
ابن زرین اور حضرت حبیب عجمی اور حضرت عتبہ بن غلام اور حضرت شیخ
محمد واسع اور حضرت رابعہ نے بھی آپ سے فیض پایا ہے جب آپ
واصل الی اللہ ہوئے غیب سے آواز آئی ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحًا
و آل ابراہیم و آل حسن اور ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے
دروازے کھل گئے اور منادی ندا کرتا ہے کہ خواجہ حسن بصری خدا کے
پاس پہونچا اور خدا اُس سے خوش ہے رجب کی پہلی کو یا محرم کی چوتھی کو
سنہ ۱۱۱ ایک سو دس ہجری میں یہ واقعہ واقع ہوا ع آہ محبوب الٰہی آپ کی
تاریخ ہے ؛ اور اکثر ارباب سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ رسول اللہ مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم کے سامنے پیدا ہوئے تھے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے پیالۂ مبارک میں پانی پیا تھا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلمہ سے پوچھا کہ میرے جام میں کس نے پانی پیا ہے اُنھوں نے کہا کہ حسن نے فرمایا جسقدر اسنے میرے جام میں سے پانی پیا ہے اُسی قدر میرا علم اس میں اثر کریگا مزار مبارک شہر بصرہ میں ہے یُزارُ و یُتبرّکُ بہٖ۔

ذکر خیر امام الائمہ متصرف الازمہ شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ آپ کا اسم مبارک علی ہے اور حیدر ادر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے چند القاب سے آپ کو ملقب فرمایا ہے مبیضۃ البلد اور امین اور شریف اور ہادی اور مہدی اور سوا انکے اسد اللہ الغالب اور مرتضیٰ بھی آپ کا لقب ہے اور ابوالریحانین اور ابوالحسن اور ابوالسبطین اور ابو تراب آپ کی کنیت ہے اور آپ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور آنحضرت نے اسکے علاوہ آپ سے بھائی چارہ بھی کیا ہے آپ کے والد کا نام ابوطالب ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا جنھوں بعد عبدالمطلب کے آنحضرت کو پرورش کیا اور فاطمہ بنت اسد آپ کی والدہ کا نام ہے جنکی نعش کو رسولِ مقبول صلعم نے اُٹھایا اور اپنے دستِ مبارک سے دفن کیا اور اُنکی قبر میں اُتر کر استراحت فرمائی اور اپنی چادر اُنکو اُڑھائی کہ فشار سے محفوظ ہوں اور آپ خانۂ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے ہیں اور آپ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد بھی ہیں خاتونِ قیامت فاطمہ زہرا بنت رسولِ اللہ آپ کے نکاح میں تھیں اور نسل مطہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آپہی کے صلب سے دنیا میں باقی ہے اور آپ سوابق اسلام میں ہیں یعنے لڑکوں میں سب سے پہلے ایمان لائے ہیں اور احادیث مصطفوی میں آپ کی فضیلتیں بے شمار

لے حضرت ام کا حال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مدارج النبوۃ وغیرہ سے لکھا گیا ہے ۱۲ ظہور علی عفی عنہ

مذکور ہیں ازانجملہ یہ ہے کہ علی کے مُنھ کو دیکھنا عبادت ہے آور ازانجملہ یہ ہے
کہ جسکا میں دوست ہوں پس علی اُسکا دوست ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو
جو اُسکو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو جو اُسکو دشمن رکھے آور ازانجملہ
یہ ہے کہ اے علی اگر ہدایت بخشے اللہ ایک شخص کو تیری ذات سے بہتر ہے
اُس چیز سے کہ آفتاب اسپر چمکا ہو آور ازانجملہ یہ ہے کہ خدا اور رسول اُسکو
دوست رکھتے ہیں اور وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے آور ازانجملہ
یہ ہے کہ دوست نہ رکھے گا علی کو مگر مومن اور بغض نہ کریگا علی سے مگر منافق
آور ازانجملہ یہ ہے کہ جس نے علی کو گالی دی مجھکو دی آور آں حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اور حضرت فاطمہ کو اور حضرت حسنین کو گلیم
سیادت میں اپنے ساتھ داخل کرکے آیہ تطہیر پڑھی ہے انما یرید اللہ لیذہب
عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً اور اسی سے ان پانچوں کو پنجتن پاک کہتے
ہیں اور غزوہ مباہلہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انھیں چاروں
کو ہمراہ لیکر باہر نکلے ہیں اور فرمایا ہے اللّٰھم ہٰؤلاء اہل بیتی خداوندا یہ میرے
اہل بیت ہیں الغرض آپ کی بزرگیاں بحدیں اگر ہزاروں کتابیں لکھی جاویں
محدود نہ ہوں اور علی ہذا القیاس آیات قرآنی سے بھی آپ کی بزرگیاں
ثابت ہوتی ہیں اور آپ امام اول ہیں بارہ اماموں میں سے جو ائمہ طریقت
ہیں گیارہ اُنھیں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہیں چنانچہ
ایک امام آخر حضرت امام مہدی ابھی ظاہر ہونے کو باقی ہیں قیامت کے قریب
ہونگے آور ایک بار رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی آفتاب ڈوب کر
دوبارہ آپ کی نماز کے واسطے پھر آیا آور ایک بار آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے بعد آپ نے دعا کی پھر آیا چنانچہ کتب سیر میں مذکور ہے مرزا ناطق

مکرانی نے کیا خوب کہا ہے ناطق گرنہ کردے رجعت از مغرب بحکم بو تراب ؁
روسیہ سر بر زدنے دیگر زمشرق آفتاب ؁ اور کل اولیا کی کرامتیں جس قدر
قیامت تک ظاہر ہونگی سب آپہی کے طفیل سے ہیں اور اولیاے برحق کو معلوم
ہوا ہے کہ حضرت آدم سے لے کر قیامت تک جس کسی کو فیض ولایت پہونچا
ہے آپہی کی روح مقدس سے پہونچا ہے اور پہونچیگا منجملہ قصیدۂ منقبت
لراقمہ شاہِ مرداں اسد اللہ علی عالی ؁ کہ از وناطقہ انگشت بدنداں گردد ؁
گر اشارت کندش بہر تکلم چو مسیح ؁ طفل یک روزہ بگہوارہ زباں داں گردد ؁
در مکانے کہ کند جاے چو کرسی نازو ؁ بر زمینے کہ نہد پاے فلک شان
گردد ؁ طور موسی زرخش نور تجلی یابد ؁ خر عیسی زدمش توسن یکراں گردد ؁
سایۂ رحمت او باد خدایا برما ؁ تا بہ کاری ما تیغ غفران گردد ؁ چھ بزرگوں
کو آپ نے خلیفہ کیا ہے حضرات حسنین علیہم السلام اور حسن بصری اور
خواجہ کمیل بن زیاد اور قاضی شریح اور اویس قرنی رضی اللہ عنہم اور آپکے
نگینے کا نقش تھا الملک للہ عمر شریف ترسٹھ یا پینسٹھ برس کی ہوئی ابن ملجم شقی نے
آپ کو نماز فجر کے وقت مجروح کیا اُسی زخم سے شہید ہوئے رمضان کی
سترھویں یا تیئیسویں کو سنہ چالیس ہجری میں یہ واقعہ واقع ہوا اور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس حال سے خبر دی تھی اور
آپ کے قاتل کو اشقی الآخرین فرمایا تھا آخرین سے اپنی اُمت کی طرف
اشارہ فرمایا ہے یعنے اس اُمت میں سب سے زیادہ بدنصیب ع پاک
بود آپ کی تاریخ ہے ؁ مزار شریف نجف اشرف میں ہے یُزار و یُتبرک بہ۔

ذکر خیر حضرت خواجۂ کائنات نور موجودات سیدنا و نبینا و مولانا محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کا اسم مبارک محمد ہے اور احمد

اور حامد اور محمود صلے اللہ علیہ وسلم اور سوا ان ناموں کے قرآن مجید میں
اور احادیث صحیحہ میں بہت سے اسمائے مبارک وارد ہیں اور آپ کے والد
بزرگوار کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدۂ ماجدہ کا نام آمنہ بنت
وہب اور آپ کا نسب آدم سے لیکر آپ کی ذات کی مقدس تک سفاح جاہلیت
یعنے حرام سے محفوظ رہا اور آپ اشرف بنی آدم ہیں حسبًا اور نسبًا اور تمام عالم
کے سردار ہیں ظاہراً اور باطنًا اور آپ نبی الانبیا اور خاتم النبیین ہیں اور
آپ نبی تھے جب آدم پیدا نہ ہوئے تھے اور حق تعالےٰ نے کل انبیا سے
آپ کی نبوت کا اقرار لیا ہے اور کل انبیا اپنی اپنی امتوں کو آپ کے وجود
باجود کی خبر دیتے آئے بالخصوص حضرتِ عیسیٰ کا خبر دینا قرآن پاک سے ثابت
ہے کہ میرے بعد آویگا وہ شخص جس کا نام احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور جس
رات کو آپ کا نطفۂ زکیہ آمنہ خاتون کے شکم مبارک میں آیا سارا عالم انوار
قدس سے منور ہوا اور تمام دنیا روائح طیبہ سے معطر ہوئی زمین نے آسمان
کو اور آسمان نے زمین کو خوشخبری سُنائی اور ملائکہ زمین و آسمان پکار پکار کر
بشارت دینے لگے اور آپس میں خوشیاں کرنے لگے بہشت کے دروازے
کھولے گئے تمام زمین کے بُت اوندھے ہو کر گر پڑے بادشاہوں کے
تخت اُلٹ گئے مشرق و مغرب کے جانور چہکنے لگے سب مکانات جہان
پُر نور ہوئے المختصر قلم لوحِ محفوظ پر چلتا تھا اور آپ اپنی والدۂ ماجدہ کے
شکم مبارک میں اُسکے چلنے کی آواز کو سنتے تھے پھر جب اس عالم میں رونق
افروز ہوئے تمام دنیا نورانی ہو گئی اور ہزاروں نشانیاں ظاہر ہوئیں لاکھوں
کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جاوینگی الاتمام نہ ہونگی اس مختصر میں گنجایش کہاں
اور وہ مکان مقدس جس میں آپ پیدا ہوئے تھے آج تک مکۂ معظمہ میں زیارتگاہ

ہے اور سب پیغمبروں کی خوبیاں اور بزرگیاں اور خوشخوئیاں مجموع آپ کو
عنایت ہوئیں اور اُنکے علاوہ بہت سے مراتب آپ کو اور آپ کی اُمت
مرحومہ کو خاص کر مرحمت ہوئے چنانچہ خدا کا دیکھنا اور خدا کے پاس پہونچنا
اور آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور اُمتی اُمتی فرمایا اور مدت العمر
اُمت گنہگار کے غم میں رہے ؎ اُمتی اُمتی بگفت عزیز؛ آہ خوے محمد
عربی ؛ اور ہنوز پیدا نہ ہوئے تھے یا شیر خوارہ تھے کہ آپ کے والد بزرگوار
دنیا سے گئے اور چھ یا سات برس کے تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے
وفات پائی اور آپ نے بہت جلد نشو و نما پاکر کلام فرمانا شروع فرمایا
پہلے عبدالمطلب نے پھر ابو طالب نے آپ کو پرورش کیا چار بار آپ کا سینہ
مبارک چاک کر کے نور ایمان اور نور حکمت سے بھر اگیا ایک بار خردسالی میں اور
تین بار اُسکے بعد اور حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودھ پلایا اور فرشتے آپ کے
گہوارے کو ہلاتے تھے اور چاند آپ سے باتیں کرتا تھا اور نبی ہونے
سے پہلے شجر و حجر آپ کو سلام کرتے تھے اور کہتے تھے السلام علیک یا
رسول اللہ اور آپ کا جسم مبارک بے سایہ تھا اور مکھیاں آپ کے جسد مقدس
پر نہیں بیٹھتی تھیں اور ابر آپ کے سر پر سایہ کرتا تھا اور کسی نے آپ کے
بدن مبارک کو برہنہ نہیں دیکھا اور آپ کا بول و براز ہمیشہ زمین میں سما جاتا
تھا اور وہاں سے مشک کی خوشبو آتی تھی جب چالیس برس کے ہوئے
وحی آئی جبرئیل نازل ہوئے قرآن شریف اُترنے لگا لوگوں کو خدا
کی طرف بلانے لگے ہزاروں آدمی اور جنات مسلمان ہونے لگے اور
ابو طالب ابھی تک زندہ تھے اور آپ کے دونوں شانوں کے بیچ میں
مہر نبوت تھی چند خال اور چند بال اس طرح پر واقع تھے جن سے کلمہ

Marfat.com

غیب لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا اور نبوت کے بعد حالت بیداری میں آپ کو معراج ہوئی براق سواری آسمان سے آیا جبرئیل نے رکاب پر ہاتھ رکھا میکائیل نے لگام کو تھام لیا مسجد الحرام یعنے بیت اللہ سے مسجد الاقصیٰ یعنے بیت المقدس تک آپ کا پہونچنا قرآنِ پاک سے ثابت ہے جو اسکا منکر ہو کافر ہے اور وہان سے آسمانون پر جانا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے جو منکر ہو فاسق ہے اور سدرۃ المنتہیٰ یعنی مقام جبرئیل تک پہونچنا اور اُسکو دیکھنا بھی آثار اور احادیث سے ظاہر ہے اور یہ مقام چھٹے آسمان پر ہے اور شاخین اس درخت کی ساتوین آسمان پر اور دوسری روایت مین یہ بھی ہے کہ ساتوین آسمان پر ہے پھر آسمانون پر حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام کو دیکھا اور سب نے آپ کی تعظیم کی اور بہشت اور دوزخ اور کُل آیات الٰہی کو دیکھا اور شک نہین کہ لامکان میں پہونچکر خدا کو بے حجاب انھین آنکھون سے دیکھا **بیت** موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات ؛ تو عینِ ذات می نگری در تبسمی ؛ پھر زمین پر تشریف لائے ابوجہل نے نہ مانا زندیق ہوا حضرت ابوبکر نے بے تامل مان لیا صدیق ہوئے جب کافرانِ قریش نے سرکارِ رسالت کو ایذا پہونچائی مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینۂ منورہ میں رونق افروز ہوئے جن لوگون نے مکہ معظمہ کو آپ کے ساتھ چھوڑ دیا تھا مہاجرین کہلائے اور جنھون نے مدینۂ منورہ مین آپ کو بلایا اور آپ کو جگہ دی اور ایمان لائے اور ہر وقت مین ساتھ دیا انصار کہلائے اللھم احینا بحبھم و امتنا بحبھم واحشرنا بحبھم عمر شریف ترسٹھ برس کی ہوئی سلسنہ ہجری میں دوشنبہ کے دن ربیع الاول کے مہینے

مین رونق افزائے فردوس برین ہوئے تاریخ محمد ثمین کے اتفاق سے
ثابت نہین مشہور یون ہے کہ بارھوین تھی ملائکہ نے کلمات تعزیت
اصحاب کو سُنائے حضرت خضر بھی ماتم پرسی بجا لائے جنات نے نوحہ
کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے جدا جدا جنازۂ مبارک پر نماز پڑھی کوئی امام
نہین ہوا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود سب کے امام ہین دوشنبہ کی رات
کو پچھلے وقت مدفون ہوئے حضرت عائشۂ صدیقہ کا حجرۂ شریف آپ کا
مدفنِ مقدس ہے اور آپ کے سینۂ مبارک کے برابر حضرت صدیق اور
اُن کے سینۂ مطہر کے برابر حضرت فاروق مدفون ہیں اور ایک قبر کی جگہ
باقی ہے وہان حضرتِ عیسیٰ ابن مریم مدفون ہونگے اور جب جنازۂ مبارک
لحد شریف میں رکھا گیا تو لبہاے مبارک جنبش فرماتے تھے قثم رضی اللہ
عنہ حضرت عباس کے بیٹے سب سے پیچھے قبر شریف سے باہر آئے
ہین فرماتے ہین کہ مین نے کان رکھ کر سُنا ارشاد کرتے تھے رب امتی امتی
آہ صد آہ بیت من از کمترین امتان خاک تو ؛ بدین لاغری صید فتراک تو ؛
صلے اللہ علیک وعلی آلک الطیبین الطاہرین اہل بیت نبوت تحت مصیبت
مین مبتلا ہوئے صحابۂ کرام بعضے قضا کر گئے بعضے مجنون ہو گئے بعضے
بیہوش ہوئے بعضے مدینۂ منورہ سے چلے گئے بعضون نے دعا کی
کہ ہماری آنکھین بے نور ہو جاوین تاکہ آپ کے بعد ہم کسی اور کو
نہ دیکھین اور یہی واقع ہوا اور عجب عجب طرح کے حالات پیش آئے
انا للہ وانا الیہ راجعون قطعہ تاریخ احمد مختار جنت مین گئے ؛ اے
عزیز اُمت کی قسمت سو گئی ؛ بیجا لی چھا گئی دنیا پر آہ ؛ دن گیا دنیا
اندھیری ہو گئی ؛ اور حق تعالےٰ نے ملک الموت کو آپ کا محکوم کر کے

له لفظ دنیا سے دن کو دور کرو (یا) رسول میں مادہ تاریخ ہے ۱۲

بھیجا تھا کہ بے اذن آستانۂ نبوت کاشانہ مین قدم نہ رکھے اور بے حکم روح مبارک کو قبض نہ کرے اور آپ مع جسم مطہر قبر شریف میں زندہ ہین اور دوشنبے اور پنجشنبے کو آپ کی روحِ مقدس خاص کر اپنی اُمت کیطرف زیادہ تر متوجہ ہوتی ہے اور فرشتے سب نیکیون اور بدیون کی خبر پہونچاتے ہین اور آپ اُمت کے واسطے استغفار کرتے ہین اور فرشتگان درود علیٰحدہ ہین جو شخص جسوقت درود پڑھتا ہے فوراً آپ کی جناب مین حاضر ہو کر عرض کرتے ہین کہ یا رسول اللہ فلان بن فلان نے آپ کو تحفۂ درود بھیجا ہے آپ خوش ہو کر جواب دیتے ہین ع فصلی اللہ علی نورٍ کزو شد نورہا پیدا۔ اور قیامت مین سب سے پہلے آپ قبر شریف سے اُٹھینگے اور آپ کے ساتھ آپ کے دونون یار ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما اور حق تعالےٰ آپ کی سواری کے واسطے براق بھیجے گا اور ستّر ہزار فرشتے آپ کی جلو مین ہونگے اور عرش کے داہنی طرف کرسی پر جلوہ افروز ہونگے اور مقام محمود میں اُمت کے واسطے دعا کرینگے اور لواء الحمد آپ کا نشان ہے سب پیغمبر حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک اپنی اپنی اُمتون سمیت اُس نشان کے تلے ہون گے جنت مین سب سے پہلے آپ داخل ہونگے اور فقرائے اُمت آپ کے ساتھ ہون گے اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین اور جس پارۂ زمین مین آپکا جسم مقدس مدفون ہے وہ زمین خانۂ کعبہ اور عرش الٰہی سے افضل ہے اور جسقدر بزرگیان آپ کی قرآن پاک سے ثابت ہین یا جو آداب آپ کے حق تعالےٰ نے بندون کو سکھلائے ہین وہ اس مختصر مین نہین سما سکتے جسکو آپ پکارتے اور وہ نماز مین ہوتا تو جواب دینا فرض ہوجاتا اور ایک شخص نے کسی کے باپ کو چروا یا

کہا اُس نے جواب دیا کہ کیا ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بجریان حجبوا
ہین حضرت امام مالک نے حکم دیا کہ اگر یہ شخص توبہ کرے تو خیر ورنہ واجب التعزیر
حد لگائی جاوے کہ اسنے اپنے باپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سا
مقابل کیا اور علماے برحق نے فتوے دیا ہے کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے موی مبارک کو مویک کہے وہ کافر ہے خلاصہ یہ کہ آن حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالے کے محبوب ہین اور بے مثل ہین حقتعالے قادر ہے
اگر چاہتا تو آپ کے مثل کسی اور کو پیدا کرتا مگر نچاہا فرمایا لولاک لما اظہرت الربوبیۃ
اگر تو نہ ہوتا تو مین اپنی خدائی کو ظاہر نہ کرتا اور قرآن شریف مین آپ کو خاتم النبیین
فرمایا پس ازل مین اظہار ربوبیت سو آپ کے دوسرے کے ساتھ متعلق نہ ہوا
اور ابد مین آپ خاتم الانبیا ہو چکے اور خود مشیت الٰہی نے آپ کو بے مثل کیا
اب جو کوئی یہ تصور کرے کہ حق تعالے کی قدرت میں اس بات سے فرق
آتا ہے وہ اپنے خیالات فرضی سے حق تعالے کی مشیت کو اصلاح
دیتا ہے ایمان کو اس سے کچھ علاقہ نہین ایمان کا مدار سماعت اور
طاعت پر ہے یعنی جو آن حضرت سے سُنا اُسکو مانے اور اُسکا ذکر ہو چکا
اور نتیجہ اس خیال فرضی کا کچھ نہین مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان
مین اہانت پیدا کرنا نعوذ باللہ من ذلک بیت ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہے
میرا ہے یہی ایمان ؛ نمانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا ؛ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا اکرم الاولین والآخرین یعنے میں بزرگ تر
ہون اگلون اور پچھلون مین یہ حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ آپ
ازل سے ابد تک محیط اور بے مثل ہیں بیت محمد عربی کابروے ہر دو
سراست ؛ کسیکہ خاک درش نیست خاک برسر او ؛ باقی رہا مرتبہ رسالت

یعنی پیام الٰہی بندون کو پہونچانا اسمین سب انبیا آپ کے مثل ہین اور آپ بھی
سب کے مثل ہین لیکن اسقدر فرق جب بھی ہے کہ آپ نبی الانبیا اور نبی العالمین
ہین اور اس برابری سے آپ کے بے مثل ہونے مین اور محبوب
ہونے مین کچھ نقصان نہین آتا بیت گزین کردۂ ہر دو عالم توئی ؛ چو تو
گر کسے باشد آن ہم توئی ؛ آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر آپ کے مقام پر
خلیفہ ہوئے پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی مرتضیٰ پھر پانچ
مہینے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہم اجمعین آور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا سماع سُننا اور رخصت دینا عید مین اور عروسی مین اور جب جنگ بدر سے
پھر کر تشریف لائے انصار کی لڑکیون سے دف کے ساتھ بخاری اور
مسلم کی حدیثوں سے ثابت ہے کچھ شک نہین اور کوئی حدیث روایات
صحیحہ سے سماع کی حرمت مین نہین آئی ہے البتہ جو شخص حرام کے طور
پر سُنے اُسکو حرام ہے الا علماے ظاہر علماے باطن سے ہمیشہ بحث
کرتے چلے آئے ہین اور سماع اور مزامیر کی بحثین مدارج النبوت
اور کیمیاے سعادت اور سوا انکے بہتیری کتابوں مین مندرج ہین
ہم لوگون کو اپنے مرشدان چشت کی پیروی واجب ہے اسواسطے
کہ یہ طریقہ خاص انھیں حضرات کا ہے اگر ہم لوگ قابلیت نہین رکھتے
ہین نہ سہی وہ لوگ سب طرح کی قابلیتیں رکھتے تھے محدث بھی تھے
اور فقیہ بھی اور واصل بھی اور عارف بھی اور صاحب مقامات اور صاحب کرامات
ایک سے ایک بہتر و برتر اور آفتاب سے روشن تر تھے ممکن نہین کہ ہم سماع کو سنت
پیران چشت سمجھ کر سنین اور قیامت مین انکے ساتھ نہون المرء مع من احب
حدیث قطعی موجود ہے آدمی اُسکے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہو فافہم

وانا الیہ راجعون بیت گفتی کہ بزم ہم حرام است سماع برتو حلال است حرام است ابد

فصل دوم

ذکر خیر حضرت شاہ غلام زکریا قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک

حضرت شاہ غلام زکریا ہے وطن شریف صفی پور اور آپکے والد کا اسم مبارک شاہ غلام یحییٰ اور آپ مُرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین اور کرم میان صاحب اور مرزا حسن علی محدّث نے بھی آپ کو اجازت دی ہے اور حضرت سیدنا و مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی اور حضرت برحق شاہ قدس اللہ سرہما سے بھی خلافت اور اجازت پائی اور فیوضات باطنی حاصل کیے اور آپ حضرت مولانا قدس اللہ سرہٗ کی خدمت مین بہت بیباک تھے جو چاہتے تھے سو کہتے تھے اور جناب مولانا آپکو حضرت شاہ صفی کی اولاد مین سمجھ کر نہایت پاسداری فرماتے تھے چنانچہ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان فرمایا کہ جب حضرت مولانا نے مرشدنا جناب فتح علی شاہ کو سجادہ نشین کیا تب آپ موجود نہ تھے پیچھے تھے درگاہ مین آئے اور دفعتہً یہ ماجرا سنکر جناب مولانا سے کہنے لگے کہ نہ کچھ سمجھتے ہو نہ بوجھتے ہو جسکو پایا اُسکو کردیا کچھ دیا بھی ہے یا یونہی کردیا جناب مولانا نے فرمایا کہ زکریا زکریا خفا نہ ہو جاکر دیکھ لے پھر آپ حضرت مرشدنا فتح علی شاہ کو حجرے مین لے گئے اور وہان سے نکلکر حضرت مولانا کو نذر دی حضرت مولانا نے وہ نذر اُٹھا کر حضرت مرشدنا فتح علی شاہ کو مرحمت فرمائی اور آپ بہت جمیل تھے اور لباس عمدہ پہنتے تھے اور ارباب دنیا مین ملے رہے اور اپنا کام کیا کیے اور ہمارے مرشد برحق سے ایام خردسالی مین فرما گئے تھے کہ ہم نے تمھارے واسطے ایک چیز حفیظ اللہ شاہ کو سپرد کی ہے اُنسے لے لینا اور

Marfat.com

آپ نے بجز قبلہ و کعبہ جناب محمد حفیظ اللہ شاہ کے کسی اور کو خلیفہ نہین کیا
آخر عمر مین دو چار آدمیون کو مرید کر لیا تھا برادرم احمد اللہ شاہ صاحب کہتے
ہین کہ یہ بات حضرت مرشد برحق ارشاد فرماتے تھے ۱۲۴۹ سنہ ہجری مین ربیع الآخر
کی بائیسوین کو بدھ کے دن آپ کا وصال ہوا ع واصل شد باخدائے منعم ؛
آپ کی تاریخ ہے مزار شریف باندسے مین ہے پُرانوار و متبرک ہے اور وہ
مریدین بھی آپ کے پائین ہین دفن ہین۔

ذکر خیر حضرت شاہ غلام یحییٰ قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
شاہ غلام یحییٰ ہے اور آپ حاجی بھی تھے اور بے زاد و راحلہ چلے گئے
تھے اور آپ کے والد کا نام شاہ غلام پیر وطن شریف صفی پورا ور آپ
مرید اور جانشین اپنے والد کے ہین اور مولوی صلاح الدین گوپاموی
سے بھی اجازت پائی تھی اور مولوی صلاح الدین حضرت شاہ قدرت اللہ
اور حضرت شیخ عبد اللہ بھشوی کے خلیفہ تھے ۱۲۳۲ سنہ بارہ سو بتیس ہجری مین
ذیقعدہ کی نوین تاریخ کو انتقال فرمایا ہے تاریخ یہ ہے **قطعہ** درویش
خدا شاہ غلام یحییٰ ؛ فردوس برین گزید با مشتاقی ؛ بنوشت عزیز مصرع سال
وفات ؛ پیوستہ باخدائے حی باقی ؛ مزار شریف صفی پور کے پچھم طرف پیر میان
کی سرائے مین ہے پُرانوار و متبرک ہے۔

ذکر خیر حضرت شاہ غلام پیر قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
شاہ غلام پیر ہے وطن شریف صفی پور اور آپ کے والد کا نام شیخ مخدوم عالم
اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت شاہ غلام نبی کے ہین اور وہ آپکے بڑے بھائی
تھے اور آپ پیر میان کر کے مشہور ہین اور آپ کے دادا نے صفی پور مین
پچھم طرف ایک سرائے آباد کی اور وہین مکان بنایا الا وہ سرائے آپ کے

نام سے مشہور ہے اور آپ نے دو نکاح کیے زوجۂ ثانیہ سے جو لڑکے
پیدا ہوئے اُنمین سے جناب محمد علی شاہ صاحب آپ کے مرید اور خلیفہ تھے
اور آپ کی وصیت کے موافق حضرت سعدی میان بلگرامی سے بھی اجازت
لے آئے تھے اور سعدی میان قدس اللہ سرہ حضرت شاہ قدرت اللہ
قدس اللہ سرہ کے خلیفہ تھے اور مخدوم الهدیہ کے اولاد مین میرے والد
کے نانا مفتی دانش علی خان مرحوم حضرت شاہ کفایت اللہ لکھنوی کے مرید
تھے اور نہایت درویش دوست بلکہ خود درویش حضرت سعدی میان اکثر
اُنکے مکان کو سرفراز کیا کرتے تھے اور قیام فرماتے تھے اور قوالی
ہوتی تھی اور اُسوقت کے اور فقرا بھی تشریف لاتے تھے غرضکہ اُنکی
کرامتین فقیر کی سماعت مین ہین الاکتاب کو طول دینا منظور نہین اور
جناب محمد علی شاہ صاحب بعضے تعویذات وغیرہ عملی رکھتے تھے اُن کے
بعد اُنکے بڑے بیٹے جناب ہدایت مآب شاہ خیرات علی صاحب اُنکی جگہ پر
موجود ہین اور یہ بزرگ جناب شاہ مخصوص عالم خلیفۂ جناب شاہ فخر عالم
سے بھی اجازت یافتہ اور فیضیاب ہین اور اپنے والد سے بھی خلافت
پائی ہے اور مرید بھی اُنھین کے ہین پیر میان صاحب نے ذیحجہ کی چودھوین
کو دوشنبہ کے دن ۱۲۱۳ سنہ بارہ سو تیرہ ہجری مین انتقال فرمایا فازبجنات
خلد وہو حی آپ کی تاریخ ہے مزار شریف صفی پور مین انھین کی سراے
مین ہے تیز از تبرک بہ آور محمد علی شاہ صاحب نے ذیقعدہ کی چھٹی کو ۱۲۷۸ سنہ
بارہ سو اٹھتر ہجری مین انتقال کیا داخل بخلد باد تاریخ ہے اور مزار
پیر میان کی سراے مین ہے اور سعدی میان صاحب نے ۱۲۴۱ سنہ بارہ سو
اکتالیس مین انتقال فرمایا ہے تاریخ ہے ع در بہشت برین

دوامے باد۔

ذکر خیر حضرت شاہ غلام نبی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک شاہ غلام نبی ہے اور آپ کے والد کا نام شاہ مخدوم عالم وطن شریف صفی پور اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین اور اُنکے بعد حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہ سے بھی اجازت پائی ہے اور فیض حاصل کیا ہے شاہ محمد معصوم ہمارے مرشد برحق کے دادا مرید اور خلیفہ آپ ہی کے ہین اور حضرت شاہ محمد صاحب سجادہ سے بھی اجازت یافتہ تھے ربیع الاول کی چوبیسوین کو آپ کا عرس ہوتا ہے سال وصال معلوم نہین مزار شریف پیر میان کی سرائے مین ہے یزار و متبرک ہے اور شاہ محمد معصوم کی درگاہ مخدوم شاہ صفی کی درگاہ سے جانب شمال پشت پر ہے در بہشت باشد ۱۲۲۱ انکی تاریخ ہے اور شاہ عطاے صفی ہمارے مرشد کے والد بھی وہین دفن ہین اور شاہ ہدایت اللہ اُنکے دوسرے بیٹے کہ وہ بھی مرید اور خلیفہ اُنھین کے تھے اور خادم درگاہ تھے وہین مدفون ہین رع جایگاہش در بہشت پاک ۱۲۷۴ انکی تاریخ ہے اور یہ تاریخ نثر بھی ہے جب در کو اضافت نہ دین۔

ذکر خیر حضرت شاہ مخدوم عالم قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک شاہ مخدوم عالم ہے اور آپ کے والد کا نام شاہ عبد الرسول وطن شریف صفی پور اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین ذیقعدہ کی سترھوین کو آپ کا فاتحہ ہوتا ہے سال وصال نامعلوم مزار شریف پیر میان کی سرائے مین ہے یزار و متبرک ہے۔

ذکر خیر حضرت شاہ عبد الرسول قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک عبد الرسول ہے اور آپ کے والد کا نام شیخ دانیال وطن شریف صفی پور اور آپ مرید اور خلیفہ شیخ جمال الدین صفوی کے ہین اور وہ آپ کے چچا تھے

اور کچھ بھی تھے اور آپ نے شاہ عبدالرحمن چشتی مصنف اوراد چشتیہ اور
حضرت شاہ پیر محمد سلونی سے بھی خلافت اور اجازت پائی ہے صفر کی
چھبیسوین کو آپ کا فاتحہ ہوتا ہے سال وصال معلوم نہین مزار شریف پیر میان
کی سرائے مین ہے یزار و یتبرک بہ۔

ذکر خیر حضرت شیخ جمال الدین صفوی قدس اللہ سرہٗ آپ کا
اسم مبارک شیخ جمال الدین ہے اور آپ کے والد کا نام نامی شیخ قطب عالم
وطن شریف صفی پور مزار شریف مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کی درگاہ مین ہے
یزار و یتبرک بہ تاریخ عرس اور سال وصال نامعلوم۔

ذکر خیر حضرت شاہ قطب عالم قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک
شاہ قطب عالم ہے اور آپ کے والد کا نام شیخ محمد ہے اور آپ بندگی
شیخ مبارک کے پوتے ہوتے ہین وطن شریف صفی پور اور سُنا گیا ہے
کہ آپ عالم بھی تھے اور حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ گجراتی قدس اللہ سرہ
کے مرید اور خلیفہ ہین ربیع الآخر کی پانچوین کو انتقال فرمایا ہے
سال وصال نامعلوم مزار شریف مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کی درگاہ مین
ہے یزار و یتبرک بہ کسی نے انکے مزار شریف پر کچھ گستاخی کی تھی ہاتھون
مین سفید داغ پڑ گئے۔

ذکر خیر حضرت شیخ محمد بن فضل اللہ گجراتی قدس اللہ سرہما
آپ کا اسم مبارک شیخ محمد ہے آپ کے والد کا نام شیخ فضل اللہ وطن شریف
گجرات اور آپ شیخ صدیقی ہین پہلے شیخ صفی گجراتی سے خلافت اور اجازت
پائی پھر مکہ معظمہ کو گئے اور بارہ برس شیخ علی متقی کے پاس رہے پھر احمد آباد
مین آکر نکاح کیا اور شیخ وجیہ الدین گجراتی سے علم ظاہر پڑھا اور شیخ ماہ

جو نپوری کے پاس جو گجرات مین تھے رہے اور شیخ ماہ نے آپ کے والد سے سُنا تھا کہ میرا فرزند قطب الوقت ہوگا اسوجہ سے آپکی تعظیم کرتے تھے پھر حضرت ابو محمد بن خضر تمیمی سے خلافت اور اجازت پائی اور جو نعمت آپکے والد نے اُنکو دی تھی سب اُنسے حاصل کی اور برہان پور مین آکر مقیم ہوئے اور متاخرین اہل چشت مین نامی اور گرامی ہوئے چند بار مدینہ منورہ کو چلے اور ہر بار پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پھر آئے شرع شریف پر نہایت عامل تھے اور جو کچھ آپکے پاس آتا اُسکو تین حصہ کرتے ایک حصہ اہل وعیال کو دیتے اور ایک حصہ مساکین خانقاہ کو اور ایک حصہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام پر نذر کرتے عمر شریف چھیاسی برس کی ہوئی دو شنبے کی رات کو رمضان المعظم کی دوسری تاریخ ۱۰۲۹ھ ایک ہزار اُنتیس ہجری مین انتقال فرمایا تاریخ یہ ہے قطعہ حضرت شیخ محمد افسوس ؛ دل زاندوہ و فاتش تفتہ ؛ گوش کن سال بہ بہ زعزیز ؛ آہ از دار بہجی رفتہ ؛ مزار شریف برہان پور مین ہے یزار و تبرک بہ

ذکر خیر حضرت شیخ ابو محمد بن خضر تمیمی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک ابو محمد ہے اور آپکے والد کا نام خضر اور یہ بزرگ اولیا مین مشہور ہین قلعہ اسیر کسی مقام کا نام ہے وہان آپ مقیم تھے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی کے ہین اور حال آپ کا فقیر کی نظر سے نہین گذرا۔

ذکر خیر حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک فضل اللہ ہے اور آپ مرید اور خلیفہ حضرت مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ کے ہین تاریخ عرس اور سال وصال معلوم نہین مزار شریف گجرات مین ہے یزار و تبرک بہ فائدہ آپکے بعد مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ سے لیکر

Marfat.com

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک سب پیرانِ سلسلہ کا ذکر تجرہ اول مین موجود
ہے اور اس کے اور حالات شیخ فضل اللہ کے معلوم نہین البتہ برادرم مخدومی
شاہ نیاز حسین رحمۃ اللہ علیہ اور برادرم مخدومی نوراللہ شاہ سلمہ اللہ دونون
خلیفہ حضرت مرشد برحق کے گجرات کو گئے تھے چنانچہ برادرم نوراللہ شاہ کا
بیان مجھکو کسی قدر یاد ہے کہتے تھے کہ آپ وہان چھوٹے مخدوم مشہور ہین اور
بڑے مخدوم کوئی اور بزرگ ہین جب مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہ سے اجازت
لیکر گجرات مین پہونچے تھے نونقارہ رکھوا دیا تھا کہ جو شخص طالب خدا ہو وہ
میرے پاس آوے اور آپ کے یہان مدرسہ بھی بنا ہوا ہے علم ظاہر بھی
تعلیم کیا جاتا ہے اور تربیت باطنی بھی جو مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ سے
پہونچی ہے ابتک موجود ہے۔

فصل سوم

ذکر خیر عارف معرفت پناہ حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہٗ فصل دوم مین معلوم ہوچکا ہے کہ شاہ غلام نبی نے حضرت شاہ
قدرت اللہ قدس اللہ سرہ سے بھی اجازت پائی پس اب یہان سے اُن کا
حال لکھتا ہون واضح ہو کہ آپ قدوائی ہین اور آپکے والد کا نام شیخ ہدایت اللہ
ہے وطن شریف قصبہ سولی اور آپ حاجی بھی تھے جب بیت اللہ شریف کو گئے
وہان ایک بزرگ ولی جنگی بیتے تھے اسوجہ سے شاہ بیتو کرکے مشہور تھے اُنسے
فیض باطنی پایا اور اُنھین نے آپکو بشارت دی کہ تمھارا رشد وارشاد صفی پور
مین ظاہر ہوگا مخدوم شاہ صفی کے یہان جاؤ چنانچہ آپ یہان آئے اور حضرت
شاہ عبد اللہ صاحب سجادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے جناب مرشد برحق فرماتے

Marfat.com

تھے کہ جب آپ اُنکے پاس گئے تو اپنی منزل کو اُنسے بڑھا ہوا پایا پھر آئے حضرت
مخدوم شاہ صفی نے خواب مین فرمایا کہ تم کو اس بات سے کیا کام تم کو ہم سے کام
ہے طریقۂ ظاہری اُنسے حاصل کر لو پس آپ دوبارہ گئے اور بیعت کرکے اجازت
حاصل کی جب نواب شجاع الدولہ بکسر کی لڑائی پر جانے لگے آپ کے پاس
آئے آپنے ایک روٹی منگا کر نصف اُنکو عنایت کی بعد چندے ملک نصفا نصف
ہوگیا اور آپ مجرد اور حصور تھے اور فیض اویسیت مخدوم صاحب سے پایا تھا
حضرت شاہ کفایت اللہ مجذوب لکھنوی اور حضرت نجابت علی شاہ مجذوب لکھنوی
دونوں آپ ہی کے مرید ہین الاجب یہ دونون مرید ہوئے تھے سن شریف بہت ہو گیا
تھا حکم دیا کہ شاہ نور ہمارے خلیفہ کے پاس ملک دکن مین جاؤ وہ تم کو تربیت
کردینگے چنانچہ یہ دونون بزرگ وہان گئے اور مجذوب ہو کر لکھنؤ مین آئے اور
آپ نے سترہ آدمیون کو اجازت دی ہے حضرت شاہ غلام نبی صفی پوری
حضرت شاہ نصیر الدین عرف سعدی میان بلگرامی مولوی صلاح الدین
گوپاموی مولوی مصطفٰے علی خان گوپاموی مولوی مصباح اللہ خان گوپاموی
حضرت شاہ کفایت اللہ لکھنوی حضرت نجابت علی شاہ لکھنوی مولوی
حیدر علی سندیلوی مولوی اکبر علی سندیلوی مولوی عبد اللہ سندیلوی شاہ
غلام علی سدھوری مولوی عشق حسین جہان آبادی رضا میان صفی پوری
شاہ نور دکنی گجراتی مولوی غلام علی سوداگر صفی پوری شاہ سبحان بلگرامی
حضرت شاہ پیر بخش صفی پوری سجادہ نشین کسی نے انکے مارنے کے واسطے
ہاتھ اُٹھایا دونون ہاتھ خشک ہوگئے اور آپ نے ایک شخص کے حق مین
دعائے بد کی کہ تیرے پیالے مین چار پانی نہ پئین گے کوڑھی ہو کر مرا اور ایک
عامل نے آپ کی معافی کا روپیہ نہ دیا اور کہا کہ جب تک خدا کا پروانہ

نہ آویگا نہ دونگا آپ نے کہلا بھیجا کہ آج کے آٹھوین دن خدا کا پروانہ آویگا
چنانچہ آٹھوین روز لکھنؤ سے حکم آیا کہ اُس عامل کو پا بزنجیر کرکے
گوہ کا توبڑہ ناک پر چڑھا کہ حاضر کرو جب یہ امر واقع ہوا تب آپ نے
کہلا بھیجا کہ تونے خدا کے پروانے کو دیکھا اور حضرت مولانا سید عبد الرحمن
لکھنوی قدس اللہ سرہٗ چونکہ مخدوم شاہ مینا کی روحِ پاک سے فیضیاب
تھے چاہتے تھے کہ اجازت سلسلۂ مینائیہ حاصل کرین اور یہ سلسلہ سوا
یہان کے کہین اور سے حاصل نہین ہو سکتا تھا جب حضرت شاہ پیر بخش
لکھنؤ مین گئے حضرت مولا نے آپ سے اجازت لی چنانچہ جو وقت
مجھکو میرے والد نے حضرت مرشدنا فتح علی شاہ سجادہ نشین حضرت مولانا
کے ہاتھ پر مرید کرایا تھا تو یہی شجرہ دلوایا تھا اور حضرت شاہ پیر بخش شاہ
محمد کاظم اپنے داماد کو صاحب سجادہ کر گئے اور اُنھون نے عنایت اللہ
شاہ اپنے بیٹے کو کیا جو ہادی میان کرکے مشہور تھے اور یہ بزرگ بعضے
تعویذات اور اعمال حکمی رکھتے تھے اور چونکہ لاولد تھے محمد اشرف نامے
اپنے ایک عزیز کو جانشین کر گئے وہ بیٹھ نہ سکے اب درگاہ خالی ہے
حضرت شاہ قدرت اللہ قدس اللہ سرہ کا وصال ۱۱۸۳ سنہ گیارہ سو تراسی
ہجری مین رجب کی بارھوین کو واقع ہوا تاریخ یہ ہے **قطعہ** شیخ پاکان
قدرت اللہ ولی ٭ رفت در فردوس با راز و نیاز ٭ گفت در گوشم
سروشے اے عزیز ٭ در بہشتِ پاک ہو جا کرد باز ٭ شاہ پیر بخش کا وصال
رمضان کی سترھوین کو بارہ سو تینتیس مین ہوا تاریخ یہ ہے **قطعہ**
رفت در فردوس حضرت پیر بخش ٭ مایۂ غم شد وصال رہنما ٭ مصرع تاریخ
بنوشتم عزیز ٭ در بہشتِ پاک آئین کرد جا ٭ کاظم میان کا وصال ربیع الآخر

Marfat.com

کی چوتھی کو ۱۲۴۷ھ بارہ سو سینتالیس مین ہوا تاریخ یہ ہے قطعہ شاہ کاظم زدارِ فانی رفت ؎ رشتۂ زندگی زدست بهشت ؎ بنوشتم عزیز تاریخش ؎ یافت دے جاہ با جزاے بهشت ؎ عنایت اللہ شاہ کا وصال ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیاسی مین ہوا آہ آہ رحمتِ خدا باد بادا اُنکی تاریخ ہے اور موزون یہ ہے ع جنتِ خلد مقام اوباد ؎ درگاہ شریف صفی پور مین ہے یزار و تبرک ہے اور یہ سب قبرین اُسی درگاہ مین ہین فائدہ حضرت شاہ قدرت اللہ نے شاہ یٰسین بلگرامی سے اجازت پائی اور اُنھون نے شاہ امام الدین بلگرامی سے اور اُنھون نے شاہ رکنِ عالم قلندر عرف شاہ اُتقلی بلگرامی سے اور اُنھون نے شیخ تاج معین الدین بلگرامی سے اور اُنھون نے شیخ عبداللہ بلگرامی سے شاہ یٰسین کا وصال ۱۱۶۶ھ گیارہ سو چھیاسٹھ مین جمادی الاخری کی چوتھی کو ہوا ہے تاریخ یہ ہے قطعہ شاہ ذیجاہ حق نما و حق بین ؎ حضرت یٰسین زدار فانی بگذشت ؎ گفتیم عزیز از پے او تاریخ ؎ واصل با حقِ جان ولیِ حق گشت ؎ اسکے سوا ان بزرگون کے حالات کچھ معلوم نہین حضرت امیر اللہ شاہ کے ارشاد سے اسقدر معلوم ہوا کہ یہ پانچون بزرگ بترتیب مرقومہ ایک دوسرے کے فرزند اور مرید اور خلیفہ ہین اور سب بلگرام مین مدفون ہین۔

ذکر خیر حضرت مخدوم سید ابو الفتح خیر آبادی قدس اللہ سرہٗ

آپکا اسم مبارک ابو الفتح ہے اور آپ کے والد بزرگوار مخدوم الھدیہ وطن شریف خیر آباد اور حضرت عبداللہ بلگرامی جنکا ذکر فائدہ مرقومہ مین ہے آپ کے فرزند اور مرید اور خلیفہ ہین اور آپ نہایت بزرگ تھے فوائد سعدیہ مین لکھا ہے کہ آپ کے والد کا عرس تھا قوال یہ بیت گاتے تھے ؎ جان

بجانان دہ و گرنہ از تو بستاند اجل * خود تو منصف باش لے دل این نکو یا آن نکو * آپ کو نہایت وجد ہوا اور فرمایا آن نکو آن نکو آن نکو اور فرمایا من دادم من دادم من دادم اور انتقال کر گئے اور ایک اور کتاب مین فقیر نے دیکھا ہے کہ اُس روز پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ کیا خوب ہوتا کہ اگر میرا عُرس اور میرے والد کا عُرس ایک ہوجاتا اور یہ فقرہ من دادم من دادم فوائد سعدیہ مین نہین ہے الا مشہور ہے مزار شریف خیرآباد مین ہے ہر ز اُر و متبرک بہ تاریخ عرس اور سال وصال معلوم نہین۔

ذکر خیر حضرت مخدوم سید شیخ الہدیہ خیرآبادی قدس اللہ سرہٗ

فوائد سعدیہ مین لکھا ہے کہ آپ کا اسم مبارک سید نظام الدین ہے اور عرف مخدوم الہدیہ اور آپ کے والد ماجد کا نام سید مبران کم سن تھے جب آپ کے والد نے مخدوم شیخ سعد کے ہاتھ پر مرید کرایا اور اُنھین کے حکم سے تحصیل علم کے واسطے پنجاب کو گئے جب فارغ ہو کر آئے تو مخدوم شیخ سعد قضا کر چکے تھے الا مخدوم شاہ صفی سے وصیت کر گئے تھے کہ جب الہدیہ آوے تو اُسکو تعلیم کر کے خلیفہ کر دینا اتفاقاً جس دن آپ خیرآباد مین پہونچے مخدوم شیخ سعد کا عرس تھا مخدوم شاہ صفی نے فرمایا مجلس عرس مین چلو آپنے کہا کہ وہان آلات سرود موجود ہین اس بدعت مین کیونکر شریک ہون مخدوم شاہ صفی نے فرمایا کہ مین آگے چلکر قوالون کو منع کرتا ہون پھر آگے آگے مخدوم شاہ صفی اور پیچھے پیچھے آپ روان ہوئے مخدوم صاحب نے قوالون کو منع کیا وہ مزامیر کو ہاتھ سے رکھکر الگ ہو گئے ڈھولک اور طنبورہ دونون خود بخود بجنے لگے مخدوم الہدیہ دیکھکر بیہوش ہو کر گرے مخدوم شاہ صفی نے فاتحہ شریف سے فراغت کی اور روانہ ہوئے

Marfat.com

اور آپ ویسے ہی بیہوش تھے جب چلنے لگے فرمایا کہ الہدیہ ہوش مین آ دین تو کہنا کہ صفی مجھکو ڈھونڈھ رہے ہیں گئے جب ہوش مین آئے تو لوگون کے تبلانے سے وہان کو روانہ ہوئے وہان جاکر سُنا کہ لکھنو کو گئے لکھنؤ مین جاکر سُنا کہ صفی پور کو گئے صفی پور مین پہونچکر معلوم ہوا کہ پھر خیرآباد مین تشریف لے گئے اور مخدوم شاہ صفی کا روضہ آپ کے سامنے تیار ہوا ہے وہ بن رہا تھا آپ بھی گارہ وغیرہ دینے لگے جب چند روز گزرے اور مخدوم شاہ صفی آئے فرمایا کہ تم نے اپنی بنا کو محکم کیا اور خوش ہوکر بہت دعائیں دین اور ایک چلہ کھنچوایا اور آپ انھین چالیس دن مین عارف واصل ہوگئے پھر مخدوم شاہ صفی نے خلیفہ کرکے شال مرحمت فرمائی اور باڑی کو روانہ کیا آپ وہان گئے مگر مخدوم شیخ سعد کی محبت سے خیرآباد مین اقامت فرمائی **حکایت** جب اکبر شاہ نے عقائد فاسدہ کو اختیار کرکے علما سے جوار اور فقراے ہر دیار کو تکلیف دی تب آپ کو بھی بلایا آپ کو کشف سے معلوم ہوا مخدوم ابوالفتح سے فرمایا کہ بادشاہ کے احدی لوگ آتے ہین شہریون کو تکلیف دینگے باہر نکل چلو پھر روانہ ہوئے اور دریائے گنگ کے کنارے پر قیام کرکے منتظر ہوئے جب وہ لوگ آئے فرمان کو پڑھا اور فرمایا کہ مجھکو مع سواری کشتی پر لے چلو اس دریا مین ہنود نہاتے ہین میرے ہاتھ پانون تر نہ ہون چنانچہ یہی کیا گیا دریا مین نہایت شور اور تلاطم پیدا ہوا آپ نے پوچھا کہ اس دریا کا ہمیشہ یہی حال رہتا ہے مخدوم ابوالفتح نے عرض کیا کہ یہ دریا اپنی شور بختی پر شور کرتا ہے کہ ایسا شیخ مجھ پر ہوکر جاوے اور اُسکے ہاتھ پانون میرے پانی سے تر نہ ہون آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اُٹھا کر میرے پانون کو اس دریا

مین رکھو خدام حکم عالی بجا لائے وہ شور و تلاطم موقوف ہوگیا فوائد سعدیہ
مین لکھا ہے کہ آپ مسن بہت تھے الاہان پر انحصار کیا ہے قرینہ کلام
سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اُٹھنے بیٹھنے کی قوت نہ تھی اور اسی وجہ سے یہ
بھی آپ نے فرمایا ہوگا کہ اگر گود مین اُٹھا کر کشتی تک لے چلینگے تو شاید ہاتھ
پانون دریا مین تر ہون جب آپ دہلی مین پہونچے تو فیضی نے بادشاہ سے
کہا کہ تعظیم ہرگز نہ کیجیے گا جب آپ سامنے گئے اکبر شاہ بے اختیار ہو کر اُٹھ
کھڑا ہوا آپ نے حمایت اسلام اور ترویج احکام کے باب مین بادشاہ کو
بہت نصیحتین کین جب چلے آئے تو فیضی نے کہا کہ آپ نے تعظیم کیون
کی اکبر شاہ نے کہا کہ دو شیر اُنکے دونون پہلو مین تھے نہ اُٹھتا تو مجھ کو
ہلاک کرتے پھر فیضی نے کتون اور بلیون اور چوہون کا پلاؤ پکوایا اور آپکو
دعوت مین بُلایا آپ ہاتھ دھو کر دستارخوان پر بیٹھے اور کھانے کی طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ شارع نے تم کو ہم پر حرام کیا ہے جہان سے آئے ہو
وہین چلے جاؤ وہ جانور زندہ ہو کر علٰحدہ علٰحدہ ہوگئے فیضی قدمون پر گرا
اور عذر کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ ہم ایسے ہین جیسے پانی جو آتا ہے گزر جاتا
ہے ہم کو اُس سے کدورت نہین ہوتی تم کیون عذر کرتے ہو پھر آپ اُٹھ کھڑے
ہوئے اور جب خیرآباد مین آئے تو چند روز کے بعد انتقال فرمایا فیضی نے
چھ مہینے کے بعد آپکا روضۂ منورہ بنوایا اس قدر فوائد سعدیہ مین ہے
اور فقیر نے سُنا ہے کہ اُس عمارت مین کسی جگہ پر فیضی کی تاریخ بھی لگی ہوئی ہو
حکایت شیخ عبدالحق محدث نے اخبار الاخیار مین مخدوم شیخ سعد
کے ذیل مین لکھا ہے کہ مخدوم الھدیہ حضرت شیخ سعد کے مرید ہین اور نہایت
مسن اور معمر تھے اور دہلی مین آئے تھے اور بادشاہ کے یہان اُن کی بڑی

تعظیم ہوئی تھی اور نشانیان عظمت اور کرامت کی اُنسے ظاہر ہوئی تعین اور پتہ دیتے ہین کہ اسی سال مین یعنی جس سال مین اخبار الاخیار لکھی گئی اُنکا وصال ہوا شیخ کی عبارت حرف بحرف فوائد سعدیہ کے بیان پر شاہد ہے مگر مفصل نہین ہے شاید بنظر اختصار لکھنے سے باز رہے اور یہ بھی شیخ نے نہین لکھا کہ آپ مخدوم شاہ صفی کے خلیفہ ہین غالبًا شیخ کی سماعت مین نہ پہونچا ہوگا جسقدر اُنکو معلوم ہوا لکھدیا وفات شریف ۹۹۳ سنہ نوسو ترانوے ہجری مین واقع ہوئی تاریخ یہ ہے قطعہ مخدوم پاکان الہدیہ رفت ٭ از دار فانی سوئے ارسگاہ ٭ گفتم عزیزا تاریخ رحلت ٭ محبوب آفاق رفت از جہان آہ ٭ مزار شریف خیرآباد مین ہے یزار و یتبرک بہ اور واضح ہوکہ آپکے بعد سب پیران سلسلہ کا ذکر شجرۂ اول مین موجود ہے

ذکر خیر حضرت شیخ حسین ساکن سکندرہ خلیفہ مخدوم شاہ صفی

قدس اللہ سرہما آپکا اسم مبارک شیخ حسین ہے وطن شریف سکندرہ جو دہلی کے پاس ہے مناقب مین لکھا ہے کہ آپ توانگر تھے اور بہت علوم اور فنون جانتے تھے ناگاہ جذبۂ الٰہی آپہونچا دنیا کو ترک کیا اور پیر کی تلاش مین نکلے بہت بزرگون کے پاس گئے کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور از خود مجاہدہ کرتے رہے اک عالم جذب پیدا ہوا اور اُسی حالت مین شراب اور بھنگ پینے لگے آخر کار دہلی مین پہونچکر حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ کے مزار پر عرض حال کرکے سوئے حکم ہوا کہ ہم نے تجھکو مخدوم شیخ مینا کے فرزندون مین سے ایک شخص کے سپرد کیا پھر قنوج مین آکر مخدوم شاہ صفی اور قاضی محمد من اللہ کا حال سنکر ارادہ کیا کہ پہلے کاکوری مین قاضی محمد من اللہ کے پاس جاؤن پھر صفی پور مین چلون مشیت الٰہی نے کشان

آستان فتحپور رچور اسی مین پہونچا یا وہان آپ نے غسل کیا اور تبدیل لباس کرکے صفی پور کا ارادہ مصمم کیا اور تین باتون کو دل مین خیال کیا ایک تو یہ کہ مین چند گلوریان پان کی آپ کی خدمت مین لے چلون آپ ایک خود نوش فرما دین ایک مجھ کو عنایت کرین باقی رکھ لین دوسرے یہ کہ مین لا اُبالی روش ہون جہان جاتا ہون لوگ خیال کرتے ہین کہ کچھ لے بھاگون گا حضرت مخدوم کوئی بات ایسی فرما دین کہ اہلِ خانقاہ مجھکو معتبر سمجھین تیسرے یہ کہ بے طلب کلاہ ارادت عطا فرما دین جب صفی پور مین پہونچے تو عقیدت کامل حاصل ہوگئی اور وہ سب خیالات دور ہوگئے ارادہ کیا کہ کچھ شیرینی لے چلون حلوائی کی دوکان کو تلاش کیا نہ پایا ہر بار تنبولی کی دکان سامنے آئی آخر گلوریان لیکر حاضر ہوئے مخدوم صاحب نے وہی بات کی جو اُنکے دل مین تھی پھر فرمایا کہ مین جاتا ہون تم نعلین اور جائے نماز کو دیکھتے رہنا بعد اُسکے کلاہ ارادت بے طلب عنایت فرمائی اور ڈیڑھ برس اپنی خدمت مین رکھکر کامل مکمل کرکے خلافت دی اور حکم کیا کہ اپنے وطن مین جا کر اوقات کو معمور رکھو اسقدر سنا ہے لکھا گیا تاریخ عرس اور سال وصال کچھ معلوم نہین اور چونکہ اس خاندان کی اجازت پھر کر صفی پور مین نہین آئی اس وجہ سے اس شجرۂ طیبہ کے کسی بزرگ کا حال معلوم نہین قصبہ مارہرہ مین سب موجود ہوگا۔

فصل چہارم

ذکر خیر حضرت مولانا علم الدین قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم مبارک علم الدین ہے علیم الدین نہین اور آپ کے والد کا نام زین الاسلام

اور لفظ مولانا سے قیاس مقتضی ہے کہ عالم تھے اور آپ مرید اور خلیفہ اپنے
والد کے ہین آپ کا مزار صفی پور کے باہر جانب جنوب مین متصل آبادی واقع
ہے جمادی الاخریٰ کی چھبیسوین کو آپکا فاتحہ ہوتا ہے سال وصال معلوم نہین ۔

ذکر خیر حضرت مولانا شاہ اکرم قدس اللہ سرہٗ آپکا اسم مبارک
شیخ اکرم ہے اور آپ عالم تھے اور آپ مخدوم شاہ صفی قدس اللہ سرہٗ کے
پردادا ہین آپ کا مزار صفی پور کے باہر جانب شمال مین متصل آبادی واقع
ہے اور آپ سہروردی ہین اور مرید اور خلیفہ اپنے والد کے ہین آپ کا
یہان تشریف لانا اور اُسکے واقعات مختلف فیہ زبانون پر ہین لیکن اُن
بیانات مختلفہ سے اسقدر بیشک ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام کا نام ساری پور
تھا اور کوئی راجہ ہندو یہان حاکم تھا اسلمانون کا نشان نہ تھا آپ تشریف
لائے اور آپ کی برکت ظاہری اور باطنی سے حق تعالےٰ نے اُس کا فر
کو زیر کیا اور اہل اسلام آباد ہوئے اور سُنا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا
تھا کہ ہماری اولاد مین ایک لڑکا ہوگا اُسکے نام سے یہ جگہ مشہور ہوگی
چنانچہ مخدوم شاہ صفی کے نام سے صفی پور مشہور ہوگیا آپ کا وصال
شعبان کی چودھوین کو ۷۶۵ھ سنہ چھ سو پچھتر مین ہوا ہے محبوبِ خدا بود آپ کی
تاریخ قدیمہ ہے اور آپ کے دو بیٹے تھے زین الاسلام اور فخر الاسلام
ان دونون کی قبرین آپ کے زینۂ مزار کے ادھر اُدھر ہین مرور ایام سے
بے نشان ہوگئی ہین جناب ماموں صاحب مرحوم یعنی مولوی ہدایت اللہ
صاحب آپ کا عرس کرتے تھے اب مخدومی عین اللہ شاہ صاحب اُنھین
کی جائداد سے کرتے ہین ۔

ذکر خیر حضرت سید علاء الدین قدس اللہ سرہٗ حضرت امیر اللہ شاہ

کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپ صفی پور کے سادات ارزانی مین ہین اور حضرت
مخدوم شیخ سعد کے خلفا مین ایک بزرگ کا یہی نام ہے اور یہی قومیت
غالبًا وہ آپ ہی ہین بہرصورت بزرگ ہین اور جب کبھی امساک باران ہوتا
تھا تو حاکم وقت انکے مزار پر سہ منی کرتا تھا جب سے انگریزی ہوئی تب سے
کبھی اس کی نوبت نہین آئی حضرت مرشد برحق نے شعبان کی تیرھوین کو آپ کا
فاتحہ مقرر کیا تھا میان نثار ن مرید حضرت مرشد برحق اُس کے کفیل ہین اور
ابتک کرتے ہین انکا مزار صفی پور کے باہر ایک طرف سے جانب جنوب اور
ایک طرف سے جانب مغرب آبادی سے متصل واقع ہے۔

ذکر خیر حضرت حسن سرخ موے قدس اللہ سرہٗ آپ کا اسم
مبارک حسن ہے اور آپکے بال سرخ تھے اور حضرت مرشد برحق فرماتے
تھے کہ یہ بزرگ سہروردی ہین اور بعضے لوگ جو واقف نہین ہین شہید کہتے
ہین مولوی فضل عظیم خان نے چاہا تھا کہ آپ کا روضہ بنوا دین دو دن
بنیاد تیار ہوئی رات کو گر گئی تیسرے دن آپنے خواب مین فرمایا کہ ہم کو
کھلا ہوا پسند ہے یون ہی رہنے دو اور آپکا مزار صفی پور کے باہر جانب
مغرب متصل آبادی واقع ہے اور مقام دلچپ ہے حضرت مرشد برحق
جمعہ کو تشریف لیجاتے تھے اسکے سوا کچھ اور حال معلوم نہین۔

ذکر خیر حضرت پیر بدھنی قدس اللہ سرہٗ حضرت امیر اللہ شاہ صاحب
کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپکا اسم مبارک محمد علی ہے اور آپ شیخ ہین اور
مخدوم صاحب کے ہم عہد ہمایون جب یہان ہو کر فتح پور کو گیا تو آپنے بھی مثل
شاہ نعمت اللہ کے ایک بدھنی سے اُسکے لشکریون کو پانی پلایا تھا اسوجہ سے
پیر بدھنی مشہور ہین آپکا مزار پچھم طرف سے شمال مین واقع ہے اور کسیقدر آبادی

Marfat.com

سے علیحدہ ہے فائدہ سوا ان پانچ بزرگون کے اور کسی درویش کی قبر صفی پور
کے باہر مشہور نہین ہے مزارات شہدا البتہ ہین جیسے پیر بخاری اور پیر اہیرو وغیرہما
فائدہ اس کتاب مین ایک تاریخ شاہن میان کی اور دو تاریخین مخدوم
شاہ صفی کی اور ایک تاریخ مولانا شاہ اکرم کی قدیم ہین باقی سب فقیر کی تصنیف
کی ہوئی ہین اور میرے دیوانون مین یہ کوئی نہین ہین اس کتاب کی ضرورت
سے جو مادۂ نظم یا نثر ابین تالیف ہاتھ آیا عجالۃً لکھدیا گیا اب تاریخ ختم تالیف
لکھتا ہون قطعہ اُردو مین نہین لکھا تھا مین نے کچھ بھی ÷ کردے مقبول
اسکو رب الارباب ÷ تاریخ اسکی عزیز مین نے لکھی ÷ لکھی کیا خوب جلد یہ
عمدہ کتاب ÷ تاریخ تمت الکتاب بابتداء البسملۃ وانتہاء الصواب ۔
۱۲۹۸ھ ۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ طبع سابق از جناب حقیقت انتساب روح اللہ شاہ

عرف مولوی حسین علی متخلص بہ سرشار دام برکاتہٗ

عزیز و ولایت ولایت علی خان رقم کرد سرشار تاریخ طبعش		چو بنوشت حالات اہل ہدایت عزیز قلوبست عین الولایت ۱۳۰۰ھ

تمت

خاتمۃ الطبع سابق از جانب مصنف ممدوح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کہ یہ نسخہ طبع ہوا حق تعالے مطبوع خاص و عام کرے اور اسکے چھپوانے والے کو بلند نام کرے چونکہ چودھری محمد عبدالحلیم عرف محمد جان سلمہ الرحمن ولیعہد رئیس فہیم چودھری محمد عظیم خان بہادر بن راجہ محمد خصلت حسین خان بہادر نے اسکو چھپوایا ہے خاتمۃ الطبع مین راجہ مغفور کا تھوڑا سا ذکر خیر لکھدینا مناسب نظر آیا معظم الیہ رئیس سندیلہ تھے اور جوان خوبرو اور مرد خوشخو ہر جوار مین نامی ہر دیار مین گرامی جبسے مسندنشین حشمت و عظمت ہوئے اپنی خوبیون سے سب اعزا اور اجا اور رؤسا کو خوش رکھا اور اپنے خاندان مین تدبیرات عمدہ سے کسی کو منحرف نہ ہونے دیا اور سب کو گزارہ کافی دیکر ایسا راضی کیا کہ کوئی مقدمہ سرکار تک نہ گیا اسوقت مین ہر ایک کو اس بات کی قابلیت کہان رؤسائے جوار و دیار کی کاربرآری مین کوشش کرتے اکثر تعلقہ دارون کے کام متعلق رہتے جس کا جو کام ہوتا اُسمین کوتاہی نہ کرتے اور سلوک نیک سے پیش آتے ایسا کہ وہ لوگ محسن سمجھتے غرض کہ ہر طرح سے مورد عنایت خداوند تھے سب حکام وقت خصوصًا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نہایت رضامند تھے اور باوجود مناصب دنیا کے عقبیٰ کا بھی خیال رکھتے تھے ہمارے مرشد برحق نور مطلق حضرت شاہ خادم صفی محمدی قدس اللہ سرہٗ کے مرید خلافت یافتہ تھے اور نہایت با اخلاص و ارادت اسد اللہ شاہ خطاب پایا تھا ذوق سماع بھی رکھتے تھے اور لذت یاب ہوتے تھے چنانچہ جب مرض الموت مین مبتلا ہوئے باوجودیکہ لوگون نے تکلیف کے خیال سے منع کیا نہ مانا اور

Marfat.com

مخدومی حضرت عین اللہ شاہ کے قوالون کو بلاکر سُنا جب صفی پور مین آتے
یہان کے سب آدمیون سے بہت اچھی طرح ملتے اور اپنے پیر بھائیون کو
یہان کہین پاجاتے اپنے مرتبہ عالی پر نظر نہ کرتے بے تکلف ہوکر ہمکنار ہوتے
مقبرۂ شریف مع خانقاہ بنوایا چنانچہ ابتک بنتا جاتا ہے اور چودھری
محمد عظیم خان بہادر اُن کے فرزند ارجمند نے سب خرچ تعمیر بدستور معین
رکھا ہے اور چونکہ وہ بھی حضرت مرشد پاک کے مرید ہین بدل متوجہ ہین
انتقال سے ایک سال پیشتر اُنکی زوجۂ ثانیہ مقبول شاہ کہ وہ بھی حضرت مرشد
برحق کی مریدۂ مخلصہ ہین اور آپ نے کمال شفقت سے اُنکو بھی پیالہ پلایا
ہے بدستور قدیم اُنکے ساتھ عرس شریف مین آئین اور مزار مقدس پر
آرزو کی کہ عرس آیندہ تک میرے شوہر کو راجگی کا خطاب مرحمت ہو
حق تعالے کی قدرت کاملہ سے ویساہی ہوا جب عرس شریف نزدیک
آگیا گورنمنٹ سے راجگی کا خطاب آیا الا تقدیر الٰہی نے مہلت نہ دی
کما حقہ شہرہ نہ ہونے پایا چندہی روز کے بعد انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ
راجعون جب بیمار ہوئے ڈپٹی کمشنرون کی چھٹیان مزاج پرسی کو آئین معالجات
مین نہایت زیشہ دوانیان ہوئین لکھنؤ اور ہردوئی سے فرنگی اور ہندوستانی
ڈاکٹر صبح وشام ریل پر آتے جاتے ایک بار بے وقت بھی ریل روان
کی گئی اطباے یونانی نامی دہلی اور لکھنؤ سے بلائے گئے ہزارون
روپیے صرف ہوئے مگر کسی علاج نے اثر نہ کیا ؎ تدبیر کند بندہ و تقدیر
نداند ٭ تدبیر بہ تقدیر خدا وند نماند ٭ اور اس بیماری مین جو لوگ اُنکے پیر بھائیون
مین سے اُنکے دیکھنے کو گئے اُن سب کے ساتھ اُسی تواضع اور اُسی اخلاق
سے پیش آتے رہے اور ہرچند بہت سے تعلقدار اور اُمرا آئے گئے الا اپنے

پیر بھائیون کی خاطر داری کے واسطے اپنے لوگون پر تاکید کرتے اور کہتے کہ انکے واسطے فلان چیز لاؤ اور فلان چیز منگواؤ فی الواقع اگر اُنکے دل مین حضرت مرشد برحق کی گنجایش نہ ہوتی تو ایسی شدت جانکادین اور ایسے لوگون کے مقابلے مین ان غربا کو یون نہ پوچھتے یہ اُسی صحبت پاک کا اثر تھا ع من کہ و تعظیم جلال از کجا ❊ عقل کجا دین پر وبال از کجا ❊ باقی حال حضرت کے ملفوظ شریف مخزن الولایت مین لکھا ہے خصلت حسین اُنکا نام تاریخی ہے اکاون برس کی عمر مین گذر گئے بہت جلد سفر کر گئے دنیا سرائے فانی ہے عقبیٰ عالم جاودانی ہے یہی دستور زمانہ ہے یہ بھی ایک افسانہ ہے ع یادگارِ زمانہ ہین ہم لوگ ❊ سُن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ ❊ فقیر نے اُنکے فرزند ارجمند کی فرمایش سے تاریخ انتقال لکھی تھی اب ذیل مین لکھتا ہون ۔

قطعۂ تاریخ لمولفہ

سنہ ۱۲۹۹ ہجری آہ خصلت حسین ہو ہو ہو
اسد اللہ شاہ شیخش گفت
سنہ ۱۲۳۹ سمت راجہ خواندہ گور زش از فر
سنہ ۱۲۹۹ واہ مرشد بسوے خود طلبید
سنہ ۱۲۸۹ فصلی واے با آہ آہ با غم و درد
سنہ ۱۲۸۹ فصلی بان چنا گاہ و جلد شد آخر
سنہ ۱۲۹۹ ہجری تربشد ز اشک دیدۂ اولاد
سنہ ۱۲۹۹ ہجری طالب مرگ شد بترک ہوس
ہشت بیت عزیز در تاریخ

واے ذی جود و مرد فرخ پے سنہ ۱۸۸۲ء
گفت و بالطف از خطاب بہ مفت
کردہ زینجا بجلد پاک سفر سنہ ۱۲۹۹ ہجری
سوے حق شد ز رحش آرامید سنہ ۱۲۹۹
اسد اللہ شاہ رحلت کرد سنہ ۱۲۹۹ ہجری
واے زو شد چہ ماتمے ظاہر سنہ ۱۲۳۹ سمت
فخر سند یلہ زو بہ شام افتاد سنہ ۱۲۸۹ فصلی
جان بشد رفت از جہان نفس سنہ ۱۲۹۹ ہجری
بنگر و غور کن بہر تاریخ

ہمہ اطراف گرد و پارہ کنی	ہجری و فصلی شمارہ کنی
ہفتدہ سال مختلف بشمار	آفرین سخن دریغ مدار
سخنم چون بامتداد آمد	صوری و معنوی بیاد آمد
گفتم از پس کہ بشمرے بعدد	نود و الف دینہ ز ضعفی صد ۱۲۹۹ھ

وحشت نامہ

ثمرۂ ذہن نقاد و نتیجۂ طبع معنی ایجاد جناب مصنف دامت برکاتہ

مرشدِ پاک حضرت خادم	مجھکو ہر دم نہ کیجیے نادم
کب تلک یون خراب حال رہون	دردمندِ غم وصال رہون
آپ کے غم نے مجھکو مارا ہے	آپ ہی کا مجھے سہارا ہے
ہاے تم کچھ خبر نہین لیتے	مجھکو دیوانہ کر نہین دیتے
مین نہین چاہتا ہون دانائی	مجھکو دو بیخودی و رسوائی
اپنے جینے سے تنگ آیا ہون	کب تلک اس طرح سے زندہ رہون
آپ کو یاد کرکے روتا ہون	سخت اندوہمند ہوتا ہون
آپ کا مین غلام کہلاؤن	آپ کو چھوڑ کر کہان جاؤن
یاد آتی ہے جب نگاہِ کرم	نہین تھمتا ہے دیدۂ پرنم
پوجتا ہون تمھاری صورت کو	کافرِ بت پرست ہون دیکھو
آشنا ہوکے آپ کا صاحب	سب سے بیگانہ ہو گیا صاحب
خون رلاتی ہے آپ کی خوبی	پھر دکھا دو وہ شانِ محبوبی
وہ تبسم وہ گوہر افشانی	ہے نمک پاشِ زخم پنہانی
آپ جس دن سے کر گئے رحلت	کیا پراگندہ ہو گئی صحبت

نہ وہ عرفان رہا نہ ذوق رہا / نہ محبت رہی نہ شوق رہا
رات دن اک نئی مصیبت ہے / زندگی ہے کہ مخمصہ ہے ہے
ہائے خون بار کیون نہون آنکھین / دیکھکر تم کو یہ ستم دیکھین
اب وہ لذت محال ہے صاحب / زندگانی وبال ہے صاحب
دل کو حسرت سے ایک سکتا ہے / رات دن سب کے منھ کو تکتا ہے
دیکھیے کب تلک یہ روگ رہے / مبتلا ہو گئے جو لوگ رہے
جو گئے خوب چین سے سوئے / غافل اس شور وشین سے سوئے
اک فقط آپ کے نہونے سے / ہے سروکار مجھکو رونے سے
چاہتا ہون کہ آپ مل جائین / کاشکے خواب ہی مین آپ آئین
مجھکو دنیا کی کچھ تلاش نہین / فکر بہبودیِ معاش نہین
آرزو ہے تو آپ ہی کی ہے / آپ کی اک نگاہ کافی ہے

ہو چکا آپ کا غلام عزیز
کس طرح چھوڑے آپکی دہلیز

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازانِ مطبع

بعد حمدِ رب العالمین ونعت سید المرسلین ومحامد خلفاے راشدین وستایش صلحاے مومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام مسلمان بھائیون کو نوید مسرت افزا دیجاتی ہے کہ اس زمانِ برکت اقتران مین مفتاح کنوز اسرار آلہی منشور لامع النور معرفت وآگاہی معدن عرفان وجذباتِ ومخزنِ نقود کرامات آئینہ حالات اولیاء اللہ۔ جامع خوارقِ عاداتِ کاملانِ حق آگاہ مجموعۂ مضامین طریقت وارادت موسوم بہ عین الولایت لراح الہدایت جسمین کل پیرانِ طریقت خانوادۂ صفیۂ صفویہ چشتیہ قدس اسرارہم کے مقامات علّیہ وانوار قدسیہ کا

Marfat.com

ذکر اس ترتیب سے مذکور ہے پہلی فصل مین حضرت مرشد برحق مہبط انوار
ایزدِ مطلق حضرت خادم صفی محمدی قدس اللہ سرہ سے لیکر رسولِ مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم تک جتنے بزرگ شجرۂ چشتیۂ صفویہ مین ہین ترتیب کے
ساتھ مذکور ہین۔ اور یہ سلسلہ بندگی شیخ مبارک یعنی مخدوم شاہ صفی قدس سرہ
کے صاحب سجادہ سے ملا ہوا ہے۔ دوسری فصل مین حضرت شاہ غلام زکریا
سے لیکر حضرت شیخ فضل اللہ گجراتی تک جتنے بزرگ گزرے ہین علی الترتیب مسطور
ہین تیسری فصل مین حضرت شاہ قدرت اللہ سے لیکر مخدوم الہ دیہ تک جتنے
بزرگ واسطہ مین سلسلہ دار مرقوم ہین چوتھی فصل مین جتنے بزرگ صفی پور کے
باہر آسودہ ہین مندرج ہین۔ از تصنیفات طیبات حاوی الفضائل والفواضل
عمدۃ الاجلۃ والاماثل قطب الولایت والارشاد غوث العارفین والاوتاد
صوفیِ پارسا۔ ولیِ باصفا۔ حقائق آگاہ حضرت **محمد عزیز اللہ شاہ** معروف
بہ ولایت علی خان صاحب تخلص بعزیز نہایت اہتمام اور مزید التزام اور صحت
الکلام سے النقل کالاصل مطبع نامی و گرامی مشتہور نزدیک و دور
منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالیہ ہمتی آقائے نامدار جناب **منشی پراگ نرائن** صاحب
دام اقبالہ مالک مطبع موصوف بار اول بماہ مارچ ۱۸۹۹ء مطابق ماہ ذوالقعدہ
۱۳۱۶ھ و بار دوم بماہ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ذوالقعدہ ۱۳۲۳ھ بحکم جناب راجہ رام کمار صاحب
وارث نولکشور پریس بکڈپو لکھنؤ مین حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مقبول خاص و عام و پسند
گلوے انام ہوا۔

باہتمام بپن بہاری کپور منیجر مطبع ہذا

Marfat.com

اطلاع اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کا صفحہ چہار جو سادہ ہے اُن میں بعض کتب تصوف اردو و فارسی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
کتب اخلاقی و تصوف اُردو		بحر الحقیقت اصلاح [illegible] مین	۱ر
جامع الاخلاق۔ ترجمہ [illegible]	عـہ ر	آبحیات۔ اخلاق و موعظمت مین مصنفہ منشی کامتا پرشاد	۰۴ر
[illegible] مولفہ مولوی [illegible]	۳۰ر	کیمیائے حکمت حصہ اول بیان شرائف علم و ادب	۰۳ر
[illegible] از سید [illegible]	۶ر	نجات المومنین۔ ذکر کرامات حضرت شاہ نجابت اللہ طبع [illegible] مطبع [illegible]	۸ر
ترجمہ [illegible] المعارف۔ [illegible] مولانا ابوالحسن [illegible]	عـہ ۱۲ر	تہذیب الاخلاق۔ مولفہ مولوی نجم الحق۔	زیر طبع
خزینۂ دانش و ہوشمندی کی [illegible] کریم بخش۔	۷ر	اخلاق [illegible] مصنفہ قاضی محمد [illegible]	زیر طبع

المشتہر
منیجر (راجہ) رام کمار پریس صفحہ بکڈپو لکھنؤ

Marfat.com